حصہ اوّل
مقالاتِ حیدری
(اعتقادیات و تعلیمات)
مصنف
ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی
ناظم مکتبہ حیدریہ
مکتبہ حیدریہ
بازار سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

مقالاتِ حیدری

(اعتقادیات و تعلیمات)

حصّہ اوّل

مُصنّف

ابوالکرم احمد حُسین قاسم الحیدری الرضوی

ناظم مکتبہ حیدریہ ۔ بازار سہنسہ ۔ ضلع کوٹلی (آزاد کشمیر)

نام کتاب ـــــ مقالاتِ حیدری (حصہ اوّل)

تصنیف ـــــ ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری

کمپوزنگ ـــــ جاوید پرنٹنگ سروسز کلر سیداں، ضلع راولپنڈی

پرنٹرز ـــــ

طباعت ـــــ بار اوّل

تاریخ طباعت ـــــ ا اکتوبر ۲۰۰۲ء

تعداد صفات ـــــ ۳۶۷

ہدیہ ـــــ

ناشر ـــــ مکتبہ حیدریہ، بازار سہنسہ، ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر

ملنے کے پتہ جات

(۱) مکتبہ حیدریہ بازار سہنسہ، ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر (۲) شاہین بکس، کوٹلی شہر، آزاد کشمیر (۳) زین بک ڈپو۔ گرلز کالج روڈ۔ کوٹلی آزاد کشمیر (۴) مکتبہ ضیائیہ۔ بوہڑ بازار۔ راولپنڈی۔ (۵) احمد بک کارپوریشن۔ عالم بزنس سنٹر۔ اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک۔ راولپنڈی شہر (۶) مکتبہ رضائے مصطفےٰ۔ چوک محلہ دار السلام۔ گوجرانوالہ۔

فہرست

دعائیہ کلمات

(از قلم حق رقم حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتھم العالیہ امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان وخطیب زینۃ المساجد گوجرانوالہ)

علامہ احمد حسین قاسم الحیدری کے مقبول عام تبلیغی رسائل کی ''مقالات حیدری'' کی صورت میں ضخیم کتاب کی اشاعت پر مسرت ہوئی۔ مولیٰ تعالیٰ علامہ صاحب کی عمر وصحت اور علم وفضل میں برکت فرمائے۔ اور اس کی اشاعت فرمانے والے حکیم صاحب کی یہ خدمت قبول فرمائے۔ اور انہیں دونوں جہاں میں جزائے خیر عطا کرے۔ اور علامہ صاحب وحکیم صاحب کے لیے سرمایہ ء آخرت بنائے۔ اور اسے علماء اور عوام کے لیے نافع بنائے۔ آمین۔

؎ تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جائیں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جائیں

(ابو داؤد محمد صادق)

مقالات حیدری

(از جناب حکیم خلیفہ سائیں محمد عارف صاحب کوٹلی)

انگریزوں نے جب برصغیر میں اپنا قدم جمایا اس خطہ کو بے شمار مصائب و آلام مختلف صورتوں میں دیئے۔ جغرافیائی تقسیم، علاقائی ولسانی تعصب کے علاوہ اسلامی وحدت کو فکری اختلاف کے خنجر سے پارہ پارہ کر دیا۔ جس کے منفی اثرات آج تک محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

مختلف تحریکیں، جماعتیں، انجمنیں، فرقہ بندیاں مسلمانوں کو تقسیم در تقسیم کرتی رہیں۔ اسی خطہ میں ایک وہ وقت بھی تھا کہ قرآن وسنت اور عصری مسائل کے حل کے سلسلے میں شرق وغربِ ہند میں ہر ذہن ایک ''فتاویٰ عالمگیری'' سے باندھا ہوا تھا۔

اٹھارہویں صدی کے دوسرے عشرے کے بعد تقسیم در تقسیم کا عمل شروع ہوا تو کچھ اکابر بزرگانِ اہل سنت نے نئے نظریاتِ باطلہ کی تردید ہر ممکن طریقے سے فرمائی۔ اور اس ملت اسلامیہ کو مذاہب اربعہ اور اسلاف کے عقائد ونظریات پر قائم رکھنے کے لیے تحریکی اقدامات کیے۔ جن میں حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سرِ فہرست ہیں۔ چنانچہ ان امت کے محسنین کی مسیحائی کام آئی تو مسلمانانِ پاک وہند کی اکثریت اسلاف کے عقائد ونظریات سے مربوط رہی۔ ان ہی اکابرین کے جانشین آج بھی معاشرہ کی فکری ونظریاتی اصلاح میں سرگرم عمل ہیں۔

مقالات حیدری اسی عظیم تحریک کا حصہ ہے اور یادگارِ سلف حضرت مولانا احمد حسین قاسم الحیدری مدظلہ العالی اس تحریک کے مجاہد ہیں۔ زیرِ نظر کتاب مقالات حیدری کا یہ پہلا حصہ عقائد اور نظریات کی اصلاح اور اکابرین امت کے عقائد کا ترجمان ہے۔ اللہ اسے مسلمانوں کے لیے مینارۂ ہدایت بنائے۔ آمین۔ (دستخط) فقیر محمد عارف

جماعت اہل سنت

حزب اللہ حقیقت میں جماعت اہلسنت ہے
خدا کی خاص رحمت میں جماعت اہلسنت ہے

نبی ء پاک نے جس طائفہ کو حق پہ فرمایا
وہ لاثانی کرامت میں جماعت اہلسنت ہے

جماعت اہلسنت میں ہیں سارے اولیآء شامل
فیضانِ ولایت میں جماعت اہلسنت ہے

طریقِ اہلسنت ہے رہَ اصحابؓ پیغمبر
صداقت میں ہدایت میں جماعتِ اہلسنت ہے

دیوبندی بھی کرتے ہیں یہ دعوٰی کہ ہیں سنی ہم
مگر سنی حقیقت میں جماعتِ اہلسنت ہے

وہ نورانی جماعت ہے بڑی ساری جماعتوں سے
جو نورانی قیادت میں جماعتِ اہلسنت ہے

مبارک ہو مبارک ہو رہَ حق و صداقت پہ
اس دور حکومت میں جماعتِ اہلسنت ہے

لاثانی شرافت میں، امانت میں، دیانت میں،
صداقت میں، شجاعت میں جماعتِ اہلسنت ہے

یہ انعام خدا وندی ملا احمد رضا خاں کو
کہ ان کے ظل رحمت میں جماعتِ اہلسنت ہے

جماعتِ اہلسنت ہی کو کہتے ہیں سواد اعظم
فزوں تر سب سے کثرت میں جماعتِ اہلسنت ہے

کہیں گے ہم خدا کے فضل سے یہ اہل باطل کو
وہ دیکھو خلد جنت میں جماعتِ اہل سنت ہے

قاسمؔ ساتھ دیں کیسے نہ ہم سنی جماعت کا
کہ دینِ حق کی خدمت میں جماعتِ اہلسنت ہے

سنیوں کا قافلہ

دوستدارِ انبیاء ہے سنیوں کا قافلہ
قدر دانِ اولیاء ہے سنیوں کا قافلہ

منزلِ مقصود پہ پہنچیں گے سنی ایک روز
سوئے منزل جارہا ہے سنیوں کا قافلہ

ربِ اکبر کی خصوصی رحمتوں سے رات دن
سالک راہ ھدیٰ ہے سنیوں کا قافلہ

ظلمتِ باطل مٹا دے گا ضرور اس دہر سے
نورحق چمکا رہا ہے سنیوں کا قافلہ

غیر سنی قافلہ ہے راہ باطل پہ رواں
راہ حق پہ جارہا ہے سنیوں کا قافلہ

در حقیقت سنتِ محبوبِ رب پاک کا
بول بالا کر رہا ہے سنیوں کا قافلہ

ہے نظامِ مصطفےٰ منشور اس کا اس لیے
قابلِ مدح و ثنا ہے سنیوں کا قافلہ

بے ضرر ہے، بے خطر ہے، بانظر ہے، باخبر
با اثر ہے، باوفا ہے سنیوں کا قافلہ

با سخا ہے، باوفا ہے، باصفا ہے، با حیا
با رضا ہے، با خدا ہے سنیوں کا قافلہ

با شجاعت، با امانت، بادیانت بے شبہ
نعمتِ ربِ علا ہے سنیوں کا قافلہ

سنیوں کا قافلہ ہے ہر اچھائی کا امیں
ہر برائی سے جدا ہے سنیوں کا قافلہ

راہ حق پہ، راہ سنت پہ، راہ ایمان پہ
قاسم چلتا جارہا ہے سنیوں کا قافلہ

اہل سنت کا شعار

بو حنیفہ کی محبت اہل سنت کا شعار ۔ غوث اعظم سے عقیدت اہل سنت کا شعار ۔
احترام ہر صحابی ، حب ہر غوث و ولی۔ اولیاء اللہ سے نسبت اہل سنت کا شعار ۔
اولیاء کے عرس سے ہوتے ہیں سنی فیض یاب۔ قبر نبوی کی زیارت اہل سنت کا شعار ۔
حاضر و ناظر سمجھنا سرورِ کونین کو ۔ یا رسول اللہ کی کثرت اہل سنت کا شعار ۔
نور کہنا خالق کونین کے محبوب کو ۔ اولیاء سے استعانت اہل سنت کا شعار ۔
بے مثل کہنا نبی پاک کو سنی کا کام ۔ اولیاء اللہ سے بیعت اہل سنت کا شعار۔
عالم ہر غیب کہنا رحمت کونین کو ۔ غیر فرقوں سے عداوت اہل سنت کا شعار ۔
حیلہء اسقاط کے قائل ہیں سنی جان سے ۔ تیجہ و چہلم کی حلت اہل سنت کا شعار ۔
محفلیں میلاد کی کرتے ہیں سنی شوق سے ۔ گیارھویں کھانے میں شرکت اہل سنت کا شعار۔
دین کی ہر وقت خدمت سنیوں کا کام ہے۔ پیروی راہ سنت اہل سنت کا شعار ۔

نعت گوئی اس لیے قاسم ہے میرا مشغلہ۔
لکھنا پڑھنا سننا نعت اہل سنت کا شعار۔

مصنّف کا عقیدہ

بندۂ پروردگارم ، امتِ حضرت نبی
دوستدارِ چاریارم ، تابعِ اولادِ علی
مذہبِ حنفیہ دارم ، ملتِ حضرت خلیل
خاکپائے غوثِ اعظم ، زیرِ سایہء ہر ولی

مصنف کا تعارف

(از مخدومِ اہل سنت محبّ العلم والعلماء جناب خلیفہ حکیم سائیں محمد عارف زاہدی قادری مدظلہ۔ کوٹلی شہر)

'مقالات حیدری'' کے مصنف مولانا ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری کا تعارف ان سے استفسار کے بعد سپرد قلم کیا جارہا ہے تاکہ قارئین کی معلومات میں اضافہ ہو۔

ابتدائی حالات

مولانا قاسم الحیدری کی پیدائش ۶ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ بمطابق ۲۹ فروری ۱۹۴۴ء بروز منگل اپنے آبائی دیہات بھیائی تحصیل سہنسہ، ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں ہوئی۔ آپ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے ہیں اور خاندان قریش بنی ہاشم کے چشم وچراغ ہیں۔ یہ خاندان تبلیغ دین کی خدمات کے سلسلہ میں تاریخی حیثیت کا حامل رہا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام محمد بن علی بن ابی طالب المعروف حضرت امام حنیف سے جاملتا ہے۔ آپ کے آباء واجداد محمدی پور مدینہ ضلع گجرات میں آباد تھے۔ اس خاندان کے دو بھائی شاہ شمس اور شاہ حسین ولد شاہ محمود محمدی پور مدینہ سے نقل مکانی کرکے تبلیغ دین کی غرض سے منگلورہ تحصیل کھوئٹہ میں آباد ہوئے۔ شاہ شمس کی اولاد آج بھی منگلورہ اور اس کے مضافات میں آباد ہے۔ شاہ حسین کی بعض اولاد بیور تحصیل کھوئٹہ میں آباد ہوئی۔ مولانا صاحب کے جدِ اعلیٰ مولوی محمد قاسم صاحب اسی شاخ کے ایک فرد ہیں۔ مولوی محمد قاسم صاحب تبلیغ دین وامامت کی غرض سے بیور سے بھیائی تحصیل سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں آباد ہوئے۔ آپ کے پانچ بیٹے اپنے وقت کے عالم دین گذرے ہیں۔ مولوی بخش نبی صاحب موضع گلجور میں، مولوی حافظ محمد حفیظ صاحب موضع کوٹلہ میں، مولوی محمد شریف صاحب موضع گلوٹیاں میں بسلسلہ امامت وتعلیم قرآن آباد ہوئے اور مولوی محمد عبداللہ صاحب اور مولوی محمد مجید صاحب موضع بھیائی ہی میں اپنے والد کے قائم مقام امامت وتعلیم کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ آج تک ان بزرگوں کا قائم کردہ سلسلہء تعلیم وامامت ان کی اولادوں نے بھی قائم رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان مواضع میں اس خاندان کا علمی مقام تسلیم کیا جاتا ہے۔

حافظ محمد حفیظ مولانا صاحب کے پڑدادا ہیں۔ یہ اپنے وقت کے ولی کامل بھی تھے۔ ساری عمر لکڑی کے تخت پوش پر اللہ کی عبادت میں اپنی راتیں گذارتے رہے۔ اپنے وقت کے چوٹی کے حکیم بھی تھے اور فی سبیل اللہ مریضوں کا علاج کرتے تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے مولوی عبدالحلیم اور مولوی عبدالحکیم۔ ثانی الذکر مولانا صاحب کے دادا صاحب ہیں۔ یہ بھی موضع کوٹلہ میں امامت و تعلیم قرآن کا کام کرتے رہے۔ چوٹی کے حکیم تھے۔ اپنے والد گرامی سے حکمت سیکھی اور مریضوں کا علاج فی سبیل اللہ کرتے تھے۔ ان کے سب سے بڑے فرزند مولوی محبوب عالم صاحب مولانا صاحب کے والد گرامی ہیں۔ سیا کھ تحصیل ڈڈیال اور لاہور کے دینی مدارس میں دین کا علم حاصل کرتے رہے۔ پھر تیرہ برس تک موضع گلجور میں اور عمر کے باقی حصہ میں موضع بھیائی میں امامت و تعلیم قرآن کا کام کرتے رہے۔ یہ بھی حکیم تھے اور فی سبیل اللہ علاج کرتے تھے۔

والدہ محترمہ

مولانا قاسم الحیدری صاحب کی والدہ محترمہ گلزار بیگم صاحبہ بیور والی شاخ سے ہیں۔ نہایت نیکو کار پابند صوم و صلوٰۃ دین کا علم رکھنے والی قرآن کی تعلیم دینے والی بے حد سخی خاتون تھیں۔ مولانا صاحب نے بچپن میں انہی سے ناظرہ قرآن پاک پڑھا ہے۔ انہی کی تربیت کی وجہ سے آپ بچپن سے پابند صوم و صلوٰۃ ہوئے ہیں۔ اور کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران جب چہرہ پر داڑھی آئی تو آپ نے سنت رسول کو ترک کرنا پسند نہ کیا اور سنت کے مطابق داڑھی کالج کے فرنگی ماحول میں رکھ کر اپنا تعلیمی وقت پورا کیا۔ مولانا صاحب نے اپنی والدہ محترمہ کی وفات پر ایک نظم ''والدہ محترمہ کی یاد میں'' لکھ کر شائع کروائی ہے۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

آ رہی ہے یاد صورت آپ کی ۔۔۔ کاش ہو جائے زیارت آپ کی
مہرباں تھے آپ مجھ پہ بے طرح ۔۔۔ کس طرح بھولوں گا شفقت آپ کی
علم دنیا علم دین مجھے ملا ۔۔۔ میں سمجھتا ہوں یہ برکت آپ کی
تھے معزز تھے مکرم اس قدر ۔۔۔ ہر کوئی کرتا تھا عزت آپ کی
ہر کوئی پایا ثنا گو آپ کا ۔۔۔ خوب تھی ہر ایک عادت آپ کی

آپ تھے پابند ہر صوم و صلوٰۃ عام تھی جود و سخاوت آپ کی
اللہ اللہ آپ کا حسن سلوک نہ کسی نے کی شکایت آپ کی
ہر گھڑی تھا خوفِ عقبیٰ ' آپ کو یادِ عقبیٰ تھی عبادت آپ کی
آپ کا چہرہ تھا روشن وقت موت تھی نمایاں یہ کرامت آپ کی
کیوں نہ ہوتا خاتمہ بالخیر جب پیر حیدر سے تھی نسبت آپ کی
نیک ساعت میں ہوئے مدفون آپ اللہ اللہ خوب قسمت آپ کی
ہے دعا میری کہ ہو بقعہء نور لحدِ اقدس تا قیامت آپ کی
اپنے قاسم کو بھی رکھنا ساتھ جب خلد میں ہو گی سکونت آپ کی

سلسلہء طریقت

مولانا صاحب کے پڑدادا حافظ محمد حفیظؒ خواجہ شمس الدین سیالوی کے خاص مریدین میں سے تھے۔ جب سید حیدر شاہ جلالپوری کو خلافت ملی تو آپ کو حکم ہوا کہ آئندہ آپ جلالپور شریف ہی جایا کریں اور وہاں ہی اپنی اولاد کو بیعت کرائیں۔ الحمدللہ۔ تاحال یہ خاندان آستانہ عالیہ جلالپور شریف ہی سے وابستہ ہے۔ مولانا قاسم الحیدری حضرت قبلہ امیر حزب اللہ سید ابوالبرکات محمد فضل شاہ صاحب جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ۱۹۶۱ء میں بیعت ہوئے۔ آپ اپنے دادا پیر سید حیدر شاہ صاحب کی نسبت سے حیدری لکھتے ہیں اور نبی پاک ﷺ کی کنیت ابوالقاسم کی نسبت سے قاسم تخلص رکھتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم

مولانا قاسم الحیدری نے ساتویں جماعت کا امتحان ۱۹۵۸ء میں گورنمنٹ لوہر مڈل سکول سہنسہ سے درجہ اول میں، مڈل کا امتحان ۱۹۵۹ء میں گورنمنٹ مڈل سکول نارہ تحصیل کہوٹہ سے درجہ اول میں، میٹرک کا امتحان ۱۹۶۱ء میں گورنمنٹ ہائی سکول کوٹلی سے درجہ اول میں، ایف اے کا امتحان ۱۹۶۳ء میں درجہ دوم میں اور بی اے کا امتحان ۱۹۶۵ء میں درجہ اول میں گورنمنٹ ڈگری کالج میرپور سے پاس کیا۔ بی۔اے کا امتحان دینے کے بعد مولانا صاحب اپنے ماموں حضرت مولانا محمد

شفیع حیدری فاضل بریلی شریف سے ملاقات کے لیے نارہ گئے تو ماموں جان کی ترغیب پر ان سے ابتدائی عربی فارسی کی کتب پڑھنا شروع کر دیں۔ ڈیڑھ سال تک نارہ میں رہ کر آپ نے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد میں داخلہ لیا اور چھ ماہ تک مولانا محمد عالم صاحب سے قدوری وغیرہ پڑھیں۔ ۱۹۶۸ء میں جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی راولپنڈی میں داخلہ لیا اور حضرت مولانا محب النبی صاحب۔ سید غلام محی الدین شاہ صاحب اور سید حسین الدین شاہ صاحب سے باقی کتب کی تکمیل کی۔ کالج کی تعلیم کے دوران آپ نے کتاب الصرف مدرسہ اشاعت القرآن میرپور کے مدرس حافظ احمد نواز صاحب سے پڑھی۔ ۱۹۶۹ء میں دورہ حدیث کے لیے جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد میں داخلہ لیا اور ایک سال کے عرصہ میں شیخ الحدیث ولی النبی صاحب اور مفتی مختار احمد صاحب سے دورہ حدیث کی کتب سبقاً سبقاً پڑھیں۔ اور سند فراغت حاصل کی۔

تدریسی خدمات

مولانا قاسم الحیدری نے سندات فراغت حاصل کرنے کے بعد تعلیم قرآن و تدریس کتب اسلامیہ کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیتے ہوئے سمور ٹھارہ تحصیل ڈڈیال میں اپنا مدرسہ "جامعہ حیدریہ فضل المدارس" قائم کر کے مقامی طلباء و طالبات کو ناظرہ قرآن خوانی کی تعلیم دینا شروع کی۔ ایک سال گذرا تھا کہ مولانا صاحب کو اپنے استادوں کے حکم پر جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی راولپنڈی میں بحیثیت مدرس کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۵ء پانچ سال تک مولانا صاحب نے اپنے استادوں کی معیت میں کامیاب تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ ابتدائی عربی فارسی کتب سے لے کر حسامی ہدایہ اخرین اور جلالین شریف تک کی کتب کی تدریس فرمائی۔ اس دوران فتوی نویسی کا کام بھی آپ کے سپرد رہا۔ جسے آپ نے بڑی محنت سے نبھایا "فتاوی حیدریہ" کے ابتدائی حصہ میں اسی دور کے فتوے موجود ہیں۔ جامعہ رضویہ کی تدریس کے عرصہ میں اوقات فراغت میں آپ ہدایہ کا عربی حاشیہ کاشف الغوایۃ بفیضان انوار الھدایہ بھی لکھتے رہے۔ جو جامعہ حیدریہ فضل المدارس بھیائی میں تدریس کے عرصہ تک جاری رہا اور اٹھارہ ضخیم جلدوں میں اس کی تکمیل ہوئی۔

۱۹۷۶ء میں مولانا بحیثیت صدر مدرس جامعہ عثمانیہ سیکٹر ایف ون میر پور میں تشریف لے گئے اور ایک سال کا عرصہ وہاں گزارا۔ ۱۹۷۷ء میں دار لعلوم مہریہ ضیاء القرآن رتہ امرال راولپنڈی میں بحیثیت مدرس ایک سال دینی کتب پڑھائیں۔ پھر ۱۹۷۸ء میں دوبارہ جامعہ عثانیہ چلے گئے اور ایک سال تک کام کیا۔

بعد ازاں علاقہ سہنسہ کے احباب کے اصرار اور اپنے گھریلو حالات کی مجبوریوں کے باعث مولانا صاحب کو اپنے علاقہ سہنسہ ہی میں کام کرنا پڑا تو آپ نے اپنے دیہات بھیائی میں جامعہ حیدریہ فضل المدارس قائم کر کے قرآن مجید کی تعلیم کا کام شروع کیا۔ پھر درس بھیائی میرا میں تعلیم قرآن کا کام کیا اور پھر موضع کوٹلہ میں اسی نام کا مدرسہ قائم کر کے ۱۹۹۰ء تک تعلیم قرآن کا کام کیا۔ ۱۹۹۱ء میں حج اکبر کی سعادت حاصل ہوئی تو چند مجبوریوں کی وجہ سے دوبارہ اپنے دیہات بھیائی ہی میں تعلیم قرآن دینے کا پروگرام بنایا۔ الحمد للہ تا حال اسی مقام پر تعلیم قرآن و امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

ذوقِ تالیف و تصنیف

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ مولانا صاحب نے تدریس کے دوران ہدایہ کا مکمل عربی حاشیہ تصنیف فرمایا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی کتابیں بھی لکھیں۔ تالیف و تصنیف کا ذوق آپ کا محبوب وصف ہے آج بھی نماز عصر سے نماز مغرب تک تالیف و تصنیف کا کام باقاعدگی سے کرتے ہیں اور عرصہ سے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے دس دنوں کے اعتکاف میں دس کتابوں کی تصنیف کا کام آپ کا معمول رہا ہے۔ الحمد للہ۔ اس وقت تک آپ پانچ سو دس عدد کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں۔ اللھم زد فزد۔

اشاعتی کام

مولانا قاسم الحیدری نے صرف کتابیں تصنیف کرنے ہی کا کام نہیں کیا۔ بلکہ اپنے ممکنہ وسائل سے کام لے کر آپ نے کتابوں کی اشاعت کا قابل رشک کام بھی کیا ہے۔ آپ کی نعتوں کا

مجموعہ ''نعت نبی اکرم'' دارالعلوم مہریہ رتہ امرال کی تدریس کے دور میں سید فضیلت حسین شاہ صاحب بیور والوں کی خصوصی مالی معاونت سے شائع ہوا۔ آپ نے اس کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم کو اشاعتی کام کے لیے وقف کر دیا۔ اس رقم کی بنیاد پر ۱۹۸۲ء میں ''انجمن احباب اہل سنت'' سہنسہ کے قیام تک وقتاً فوقتاً آپ کی کتب و رسائل شائع ہوتے رہے جن کی تعداد تقریباً پچاس عدد ہے۔ نیز دارالمطالعہ جماعت اہل سنت چکسواری نے بھی مولانا صاحب کی پچیس کتابیں شائع کروا کر فی سبیل اللہ تقسیم کی ہیں۔ اور نیز انجمن عاشقان مصطفےٰ ﷺ دہر بازار ضلع پونچھ نے بھی آپ کی ۵ عدد کتابیں شائع کروا کر تقسیم کی ہیں۔

انجمن کا قیام

اشاعتی کام کی سست رفتاری کے پیش نظر مولانا صاحب نے ایک انجمن قائم کرنے اور اس کے ممبروں کے ماہوار چندہ سے کتب شائع کروا کر فی سبیل اللہ تقسیم کر دینے کا پروگرام بنایا۔ ۹ نومبر ۱۹۸۲ء بروز منگل بوقت گیارہ بجے دن مکتبہ حیدریہ بازار سہنسہ میں تین اشخاص پر مشتمل ایک اجلاس میں ''انجمن احباب اہل سنت'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ہر رکن پر دو روپے ماہوار چندہ کی ادائیگی رکھی گئی جو بعد میں مہنگائی کے پیش نظر بڑھا کر ۵ روپے ماہوار کر دیا گیا۔ الحمد للہ ہیں سال کے عرصہ میں انجمن نے اپنے اراکین کے چندہ اور معاونین کی معاونت کی رقوم سے ۲۶۸ پیش کشیں شائع کروا کر فی سبیل اللہ تقسیم کی سعادت حاصل کی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم اس کام میں آئندہ مزید برکت فرمائے۔ (آمین)

ذاتی کتب خانہ

مولانا صاحب کو جہاں نئے نئے پیش آمدہ مسائل کے حل میں کتب تصنیف کرنے کا ذوق وجذبہ رہا ہے وہاں اچھی اچھی مفید کتابیں خریدنے اور اپنے ذاتی کتب خانہ میں رکھنے کی دھن بھی رہی ہے۔ اس وقت مولانا صاحب نے اپنے ذاتی رقم سے جو عظیم کتب خانہ قائم کیا ہے وہ آپ کی ضروریات کے لیے کفایت کرتا ہے۔

شاعری

مولانا قاسم الحیدری شاعری کے حوالہ سے بھی اپنا خاص مقام رکھتے ہیں۔ کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے زمانہ میں ایک مشاعرہ سے متاثر ہو کر آپ نے شعر و شاعری کا کام شروع کیا۔ اپنے پیر و مرشد کی شان میں اپنی پہلی نظم لکھ کر بذریعہ ڈاک بھیجی۔ جواب میں لکھا گیا کہ تمہاری نظم ہم نے ذوق سے سنی ہے۔۔ محنت کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کامیابی دے گا'' حضرت صاحب کی اس دعا کی وجہ سے آپ نے شعر و شاعری کا کام مسلسل جاری کر دیا۔ آپ کی نظم دربارۂ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۶۱ء میں رسالہ سواد اعظم لاہور میں سب سے پہلے شائع ہوئی۔ عرصہ تیس سال سے آپ کی نظمیں ہفت روزہ کوٹلی ٹائمز کوٹلی آزاد کشمیر میں باقاعدگی سے شائع ہو رہی ہے۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال، ماہنامہ انیس اہل سنت فیصل آباد، ماہنامہ فیض رضا فیصل آباد، اور دیگر ماہناموں میں بھی آپ کا کلام وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہا ہے۔ نعت رسول مقبول اور بزرگان دین کے مناقب لکھنا آپ کی شعر و شاعری کا اصل محور ہے۔ خود ایک شعر میں لکھتے ہیں

؎ چھوڑا غزل کو پے نعت گوئی قاسم خیال ثواب آ گیا ہے

اپنے پیر و مرشد کی دعا و نگاہ کرم کی برکت سے آپ اپنی ''کلیات قاسم'' کے نو حصے یعنی دیوان مرتب کر چکے ہیں اور دسواں دیوان زیر ترتیب ہے۔

تقریری خدمات

مولانا قاسم الحیدری کا اصل میدان تدریس و تحریر ہی ہے۔ لیکن اللہ کریم جل مجدہ اپنے فضل و کرم سے ان سے تقریری میدان میں بھی خدمت لے رہا ہے۔ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں تدریس کے دوران آپ ڈھوک چوہدریاں کی ایک جامع مسجد میں چند سال امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تقریباً پانچ سال تک جامع مسجد لہڑی ڈاکخانہ نارہ میں اور تین سال جامع مسجد بیور میں جمعہ پڑھانے کا کام کیا۔ جامعہ عثمانیہ میرپور کی جامع مسجد میں دو سال تک امامت و خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ اب مرکزی جامع مسجد سہنسہ بازار میں ۱۹۸۴ء سے آج تک خطابت کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ آپ کا معمول صرف اپنی جامع مسجد میں تقریر کرنا ہے۔ خارجی جگہوں میں عام مقررین کی طرح تقریروں میں آپ دلچسپی نہیں رکھتے۔

مطابق نقل کیا جائے۔ اور اگر کسی بات کی وضاحت کی طرف اشارہ مقصود ہو تو اپنے اضافہ کو بریکٹوں کے اندر رکھا جائے۔ پھر مثبت انداز میں دلائلِ قاہرہ سے مخالف کی اس کا جواب دیا جائے۔ اس اسلوب بیان سے مقصد صاحب انصاف شخص کو باطل سے ہٹا کر حق تک پہنچانا ہوتا ہے۔ الحمد للہ ہماری تحریر پڑھنے والا شخص خود بخود حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھنے لگتا ہے۔ ہاں تعصب کا علاج ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم۔

(۵) مضمون لکھنے میں ہماری کوشش ہوتی ہے کہ جو مسئلہ بھی لکھا جائے اسے پوری جامعیت کے ساتھ لکھا جائے۔ اور موضوع کا کوئی بھی پہلو تشنہ نہ چھوڑا جائے۔ تا کہ پڑھنے والے پر بیان کردہ بات کی پوری حقیقت واضح ہو جائے اور وہ حق کو قبول کرنے پر خود بخود مجبور ہو جائے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ آجکل کے مصنفین اپنے مدعا و مطلب کے متعلق تو دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔ لیکن مخالفین کے دلائل کو چھیڑتے ہی نہیں۔ اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ جب کوئی غیر جانب دار شخص مخالف کے دلائل کو دیکھتا ہے تو دلائل کے ان انباروں کی حیثیت اس کی نگاہ میں ایک پر کاہ جیسی بھی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مخالف کو لاجواب بنانے کے لیے اس کے دلائل کو بھی چھیڑتے ہیں اور ان کی تردید میں ضرورت سے زائد روشنی ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قارئین ہمارے اس اسلوب بیان کو بھی ان شآء اللہ العزیز ان مقالات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

(۶) آج کل ''فرقہ پرستی کے خاتمہ'' اور ''اتحاد و اتفاق'' کی باتیں بھی کی جاتی ہیں۔ چنانچہ آجکل کے روزناموں اور رسائل میں ''اتحاد ملت'' یا ''اتحاد بین المسلمین'' کے موضوعات پر بہت کچھ پڑھنے کے لیے مل جاتا ہے۔ لیکن اتحاد ملت کیسے قائم ہو اس بارہ میں بہت کم راہنمائی ملتی ہے۔ اس لیے اس بارہ میں ہم عرض کرتے ہیں کہ اتحاد ملت کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ سارے کلمہ گو دیانت و انصاف سے کام لے کر حق کو قبول کریں اور باطل عقائد و نظریات کو چھوڑ دیں۔ امت کے بزرگان دین کا اتفاق ہے کہ ناجی جماعت صرف سواد اعظم اہل سنت ہے جیسا کہ ہمارے مقالہ ''جماعت حقہ کی پہچان'' ۔۔۔ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس لیے جب تک اہل باطل اپنے باطل نظریات و اعتقادات کو ترک کر کے سنی مسلک حقہ کو قبول نہیں کریں گے۔ امت میں اتفاق و اتحاد پیدا نہیں ہو گا۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ہر فرقہ کے لوگ اپنے اپنے نظریات پر قائم رہتے

ہوئے دوسروں پر تشدد و ظلم و زیادتی اختیار نہ کریں۔ لیکن اس روش کو اتحادِ امت کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

(۷) ''مقالات حیدری'' حصہ اول کو تجارتی مقاصد کے پیش نظر چھپوایا نہیں گیا ہے۔ بلکہ اصل مقصد تبلیغ دین ہے۔ اسی وجہ سے اس کا ہدیہ مناسب رکھا گیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی فروخت سے جو رقم حاصل ہو گی وہ اس کے باقی حصص کے چھپوانے میں خرچ کی جائے گی۔ اس لیے علمائے اہل سنت سے پر زور درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہء اثر میں اس کتاب کو متعارف کرائیں اور اس کی خریداری میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر عند اللہ تعالیٰ اجر و ثواب حاصل کریں۔

(۸) کتابت کی پروف ریڈنگ راقم الحروف نے خود کی ہے۔ اور حتی المقدور اغلاط کی اصلاح کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی کتابت کی غلطی ہو تو ہمیں اطلاع ضرور دیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔

(۹) آخر پر یہ فقیر مخدوم اہل سنت محب العلم والعلماء حکیم خلیفہ سائیں محمد عارف صاحب زاہدی قادری، مدظلہ العالی کا تہ ءدل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ اس کتاب کے بارہ میں آپ نے سخنے درمے قدمے بھرپور تعاون سے ہمیں نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حکیم صاحب قبلہ کو اس کاوش کا پورا پورا صلہ دنیا و آخرت میں عطا فرمائے۔ اور آپ کو اولاد نرینہ صالحہ سے بھی نوازے جو صحیح معنوں میں آپ کی جانشین ثابت ہو۔ (آمین)

(۱۰) جو مسلمان ''مقالات حیدری'' پڑھیں اور اس سے عقائد و نظریات کی اصلاح حاصل کریں۔ ان سے درخواست ہے کہ راقم الحروف کتاب ہذا کے مصنف فقیر ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری غفر اللہ تعالیٰ لہ کے حق میں بھی دین و دنیا کی کامیابیوں اور آخرت کی کامرانیوں کے لیے حق تعالیٰ وجل مجدہ سے دعا فرمائیں۔ راقم کے والدین، اساتذہ اور جملہ معاونین کے حق میں بھی دعائے خیر فرمائیں۔

(۱۱) مخدوم اہل سنت حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب سرپرست ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ نے مقالات حیدری کے بارہ میں اپنے دعائیہ کلمات سے نوازا ہے۔ نیز اپنے دار العلوم کے مفتی صاحب کا فتوٰی اپنی تصدیق کے ساتھ بھیجا ہے۔ راقم الحروف حضرت مولانا صاحب کی

نوازشات پر تہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔اور دعا ہے کہ حضرت صاحب کا سایہ اہل سنت پہ تادیر قائم رہے۔ آمین یارب العالمین بجاہ نبیک الامین ﷺ۔

خاتمہ بالخیر کردے رب دو عالم نصیب دوستو کرنا کسی دن یہ دعا میرے لیے

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی نبینا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

(۶ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ)

پہلا مقالہ

خزینۂ آیات

عقائد اہل سنت

(آیات کی روشنی میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین امابعد:۔

اس مقالہ مبارکہ میں عقائد اہل سنت کے ثبوت میں آیات قرآن حکیم کو جمع کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت التواب الرحیم آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین ﷺ

اشیآء میں اصل اباحت ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یآ یھا الذین امنو ا لا تسئلو ا عن اشیآ ء ان تبد لکم تسوء کم ۚ وان تسئلو ا عنھا حین ینزل القرآن تبدلکم ، عفااللہ عنھا ط واللہ غفور حلیم ہ

(ترجمہ) اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر تم انہیں اس وقت پوچھو گے جبکہ قرآن اتر رہا ہے تو وہ ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔ اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔ (پ ۷۔ رکوع ۴)

اس سے یہ صراحۃً معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت نے حرام نہ کی ہو وہ حلال ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حلال وہ ہے جسے اللہ حلال کرے اور حرام وہ ہے جسے اللہ حرام فرمائے اور جس چیز سے خاموشی رہے وہ معاف ہے" (نور العرفان ص ۱۹۷)

باذنہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ ہدایت دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وانک لتھدی الی صراط مستقیم۔

(ترجمہ) اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔ (پ ۲۵۔ رکوع ۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ باذن پروردگار ہدایت دیتے ہیں۔ آیت کریمہ انک لا تھدی من احببت میں لاتھدی سے مراد یہ ہے کہ جس کی ہدایت رب نہ چاہے تم اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ (نور العرفان ص ۶۸۰)

احمد مختار آئے ہیں ہدایت کے لیے ۔۔۔ بن کے استاذ زمانہ ساری خلقت کے لیے

حضور ﷺ نور ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔قد جآء کم من اللہ نور و کتاب مبین (ترجمہ) بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور آیااور روشن کتاب۔(پ۶ر کوع ۷)

ملا علی قاری نے شرح شفا شریف میں فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں نور اور کتاب مبین دونوں سے حضور ﷺ کو مراد لینے میں کون سی ممانعت ہے؟ فانہ نور عظیم لکمال ظھورہ بین الانوار و کتاب مبین حیث انہ جامع لجمیع الاسرار و مظہر الاحکام والاحوال والاخبار۔ کیونکہ آپ اپنے ظہور کے کمال کی وجہ سے انوار میں نور عظیم ہیں اور اس حیثیت سے کتاب مبین ہیں کہ آپ تمام اسرار کے جامع ہیں اور جملہ احکام واحوال واخبار کے مظہر ہیں۔(شرح شفاء جلد اول ص ۱۱۴)

حضور ﷺ نور بخش ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یآ یھا النبی انا ارسلناک شاھداً و مبشراً و نذیراً o و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً (ترجمہ) اے غیب کی خبریں بتانے والے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا اس حال میں کہ تو حاضر و ناظر ہے اور خوشخبری دیتا ہے اور ڈر سناتا ہے۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا ہے اور چمکا دینے والا آفتاب ہے۔(پ ۲۲، رکوع ۳)

آیت کریمہ کے آخری لفظ منیراً سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نور بخشنے والے ہیں۔ شیخ محمد فاسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں فھو نیر فی ذاتہ منیر لغیرہ فھو السراج الکامل فی الاضاءۃ ۔سو آپ بذات خود نور ہیں اور دوسروں کو نور بخشنے والے ہیں۔اس لیے آپ دوسروں کو نور بخشنے میں کامل آفتاب ہیں۔(مطالع المسرات ص ۱۰۴)

حضور ﷺ ظاہر صورت میں بشر ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یو حی الیّ انما الھکم الہ واحد ج۔
(ترجمہ) تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔(پ ۱۶ ار کوع ۳)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اس کے ماتحت لکھتے ہیں۔ "حضور ﷺ آئینہ جمال

کبریا ہیں۔ اور آئینہ میں تب ہی پورا عکس آتا ہے جبکہ اس کی ایک جانب شفاف ہو اور دوسری جانب مسالہ لگا ہو۔ حضور ایک طرف نور ہیں اور دوسری طرف آپ پر بشریت کا غلاف ہے۔ تاکہ مکمل آئینہ ہوں۔ یہاں بشریت والی جانب کا ذکر ہے اور قد جآء کم من اللہ نور میں دوسری جانب کا" (نور العرفان ص ۴۸۵)

نورانیت و بشریت میں تضاد نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا۔ (ترجمہ) سو اس کی طرف (یعنی مریم کی طرف) ہم نے اپنا روحانی فرشتہ بھیجا۔ وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں تھا۔ (پ ۱۶، رکوع ۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں "اس سے معلوم ہوا کہ بشر آدمی کے بشرہ اور ظاہری شکل کو کہتے ہیں جب حضرت جبرائیل بشری شکل میں نمودار ہوئے تو ان کی ملکی حقیقت بدل نہ گئی تھی جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں صورۃً نور ہیں حقیقۃً ۔ صورت اور حقیقت میں فرق ہے۔" (نور العرفان ص ۴۸۸)

حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ انا ارسلنک شاھداً و مبشراً و نذیراً ۔ (ترجمہ) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا اس حال میں کہ تو حاضر و ناظر ہے اور خوشی اور ڈر سناتا ہے۔ (پ ۲۶۔ رکوع ۹)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ شاہد کے معنی ہیں محبوب، حاضر اور مشاہدہ کرنے والا گواہ۔ گواہ کو شاہد اس لیے کہتے ہیں کہ وہ موقع واردات پر حاضر تھا اور محبوب کو شاہد اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عاشق کے دل میں حاضر رہتا ہے۔ حضور ان تینوں معنوں سے شاہد کامل ہیں۔ اور حضور سارے عالم کا ایسا مشاہدہ فرماتے ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کا" (نور العرفان ص ۸۱۶)

حضور ﷺ مومنوں کے مالک ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ النبی اولیٰ بالموء مین من انفسھم وازوجہ امھا تھم ط (ترجمہ) نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں

ہیں۔(پ۲۱۔رکوع۱۷)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اولیٰ کے معنی ہیں زیادہ مالک۔زیادہ قریب۔زیادہ حقدار۔یہاں تینوں معنے درست ہیں۔معلوم ہوا کہ حضور ہر مومن کے دل میں حاضر ناظر ہیں کہ جان سے زیادہ قریب ہیں(نورالعرفان ص۶۶۷)

حضور ﷺ حاکم مطلق ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔**فلا وربک لایوء منون حتی یحکموک فی ما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت و یسلّموا تسلیما**۔(ترجمہ)تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اس سے وہ اپنے دلوں میں رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔(پ۵رکوع۶)

حضور ﷺ مالک خیر کثیر ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔**انا اعطینا ک الکوثر**۔(ترجمہ)اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔(پ۳۰رکوع۳۳)

مفتی صاحب لکھتے ہیں یہاں کوثر سے مراد یا۔تو حوض کوثر ہے جس کی وسعت ایک ماہ کا راستہ ہے۔یاقوت اور موتیوں پر جاری ہے یا حضور کی کثیر اولاد یا بہت امت مراد ہے۔یا حضور کا بے پایاں علم یا عمل یا حضور کی بہت خوبیاں اور اوصاف یا شفاعت کبری مراد ہے۔

(نورالعرفان ص۹۹۰)

حضور ﷺ غنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔**ووجد ک عآ ئلاً فا غنیٰ**۔(ترجمہ)اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔(پ۳۰رکوع۱۸)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔یعنی اس طرح غنی کر دیا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں بلکہ

عرش وفرش کا آپ کو مالک بنادیا۔ فرماتا ہے انا اعطینا ک الکوثر. اور فرماتا ہے اغنا ھم اللہ و رسولہ. حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں اور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں۔ غرضیکہ حضور ﷺ جیسا غنی نہ ہوا ہے نہ ہو گا۔ جسے رب غنی کرے اس کے غناء کا کیا کہنا۔ (نور العرفان ص ۹۵۰)

۔ خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

اور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

۔ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب۔ یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا

حضور ﷺ غنی بناتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما نقموا الآ ان اغنا ھم اللہ ورسولہ من فضلہ ج۔ (ترجمہ) اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی کردیا۔ (پ۱۰ رکوع ۱۶)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ "اس سے معلوم ہوا کہ حضور ایسے غنی ہیں کہ دوسروں کو بھی غنی فرمادیتے ہیں۔ جو انہیں فقیر کہے۔ وہ بے ادب اور بد نصیب ہے۔ اگر توہین کی نیت سے کہے تو کافر ہے۔ رب فرماتا ہے ووجد ک عائلا فاغنی۔ رب انہیں غنی کر چکا" (نور العرفان ص ۳۱۶)

اعلیٰ حضرت خوب فرماتے ہیں۔ ۔ انا اعطینا ک الکوثر ۔ ساری کثرت پاتے یہ ہیں۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

(الاستمداد علیٰ اجیال الارتداد موءلفہ اعلیٰ حضرت)

۔ مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(حدائق بخشش)

حضور ﷺ غیب دان ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذ لک من انباء الغیب نوحیہ الیک ط (ترجمہ) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔ (پ۳ رکوع ۱۳)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ خیال رہے کہ نبی ﷺ نور نبوت کے لحاظ سے ہر وقت ہر جگہ جلوہ گر ہیں اور ہر شئے سے خبر دار۔ گذشتہ واقعات کو ملاحظہ فرمارہے تھے۔
(تفسیر صاوی شریف)(نور العرفان ص ۸۷)

حضور ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وماھو علی الغیب بضنین (ترجمہ) اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں
(پ ۳۰ ر کوع ۶)

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کریم ﷺ کو علم غیب دیا گیا۔ دوسرا یہ کہ آپ نے اس میں سے بہت کچھ بتادیا۔ ظاہر ہے بخیل نہ ہونا۔ سخی ہونا اسی کی صفت ہو سکتی ہے جس کے پاس چیز ہو اور وہ لوگوں کو دیتا رہے (نور العرفان ص ۹۳۵)

حضور ﷺ عالم ما کان وما یکون ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **و انزل اللہ علیک الکتاب و الحکمۃ و علمک مالم تکن تعلم ط و کان فضل اللہ علیک عظیماً** (ترجمہ) اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (پ ۵ ر کوع ۱۴)
مفتی صاحب لکھتے ہیں اس معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے سارے علوم غیبیہ اپنے حبیب کو سکھادیئے ہیں (نور العرفان ص ۱۵۲)

حضور ﷺ علم شعر جانتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وما علمناہ الشعر و ما ینبغی لہ ط ان ھو الا ذکر و قرآن مبین**۔ (ترجمہ) اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا۔ اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے۔ وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن۔ (پ ۲۳ ر کوع ۴)

(تنبیہ) سیاق کلام ان ھوالا ذکر و قرآن مبین سے معلوم ہوا کہ سیاق کلام میں کفار کے اس دعویٰ کی تردید فرمائی گئی کہ حضور جو قرآن پیش کرتے ہیں معاذ اللہ یہ ان کے بنائے ہوئے اپنے شعر ہیں اس سے حضور کے علم شعر کی نفی ثابت کرنا درست نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

دربار رسالت سے بخشش ملتی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولو انھم اذظلموا انفسھم جآؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توا بارحیما (ترجمہ) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ (پ۵ رکوع ۶)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بارگاہ وہ شفاخانہ ہے جس میں ہر بیماری کی دوا ہے۔ کسی کو محروم واپس نہیں کیا جاتا۔ کوئی آنے والا ہو۔ (نورالعرفان ص ۱۳۸)

حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ و ملآئکتہ یصلون علی النبی یآیھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما. (ترجمہ) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر۔ اے ایمان والو۔ ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (پ ۲۲ رکوع ۴)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ ''اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ درود جس میں صلوٰۃ و سلام ہو پڑھو خواہ کوئی صیغہ اور کسی قسم کا درود ہو۔ کیونکہ یہاں صلوا اور سلموا مطلق ہے۔ لہذا درود تاج دلائل الخیرات وغیرھا سب اس میں داخل ہیں۔ (نورالعرفان ص ۶۷۹)

محبتِ رسول فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ان کان اباۤءکم وابناۤءکم و اخوانکم وازواجکم و عشیرتکم واموال ن اقترفتموھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ ط واللہ لایھدی القوم الفاسقین (ترجمہ) تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے گھر۔ یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (پ ۱۰ رکوع ۹)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ (نور العرفان ص ۳۰۳)

ادب رسول فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰآ یھا الذین امنوا لا ترفعوا صوا تکم فوق صوت النبی و لا تجھروا له بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وا نتم لا تشعرون (ترجمہ) اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (پ۲۶ رکوع ۱۳)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ادنیٰ بے ادبی کفر ہے۔ کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں۔ جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہیں۔ تو دوسری قسم کی بے ادبی کا ذکر ہی کیا ہے۔ (نور العرفان ص ۸۲۲)

عبد النبی کہلانا درست ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانکحو ا لا یامیٰ منکم و الصالحین من عباد کم و امآ ء کم ط (ترجمہ) نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔ (پ ۱۸ رکوع ۱۰)

اس سے معلوم ہوا کہ عبد کی نسبت غیر خدا کی طرف بھی کر سکتے ہیں بمعنی خادم لہذا عبد النبی عبد الرسول کہہ سکتے ہیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت تنزیھی ہے جیسے انگور کو کرم کہنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا کنت انا عبدہ و خادمہ۔ میں حضور کا عبد اور خادم تھا۔ (نور العرفان ص ۵۶۴)

حضور ﷺ کا وسیلہ دعا میں پیش کرنا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وکانو امن قبل یستفتحون علی الذین کفر واج. (ترجمہ) اور اس سے

پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔(پ ا رکوع ۱۱)
مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں ''قرآن کے اترنے سے پہلے جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو خدا سے دعا مانگتے کہ ''ہم کو نبی آخر الزمان اور جو کتاب ان پر نازل ہو گی ان کے طفیل سے کافروں پر غلبہ عطا فرما'' (حاشیہ القرآن ص ۲۲)

بزرگوں سے مشکلیں دور کرانا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولما وقع علیھم الرجز قالوا یا موسیٰ ادع لنا ربک بما عھد عندک ج لئن کشفت عنا الرجز النوء منن لک ولنر سلن معک بنی اسرائیل۔(ترجمہ)اور جب ان پر عذاب پڑتا تو کہتے اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو۔اس عہد کے سبب سے جو اس کا تمہارے پاس ہے۔بے شک اگر تم ہم سے عذاب اٹھادو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے۔ (پ۹ رکوع ۶)
مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ خدائی کاموں کو بندہ کی طرف نسبت کر سکتے ہیں کیونکہ عذاب اٹھانا رب کا کام ہے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت کیا گیا اور رب نے اس پر اعتراض نہ کیا (نور العرفان ص ۲۶۴)

وسیلہ ڈھونڈنا مامور بہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و ابتغوا الیہ الوسیلة وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (ترجمہ)اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔(پ۶ رکوع ۱۰)
مفتی صاحب فرماتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اعمال کے سوا کوئی اور وسیلہ بھی ڈھونڈنا چاہیے کیونکہ اعمال تو اتقوا اللہ میں آگئے تھے۔تلاش وسیلہ کا حکم ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ وسیلہ کی راہ میں کوشش کرنی چاہیے تاکہ وسیلہ حاصل ہو۔(نور العرفان ص ۱۷۹)

محبوبان خدا مددگار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اذ یوحی ربک الی الملآئکة انی معکم فثبتوا الذین امنوا،

سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضر بوا فوق الا عناق و ا ضربو امنهم کل بنان (ترجمہ) جب اے محبوب تیرا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو۔ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔ (پ۹ رکوع ۱۶)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کے ذریعہ سے جہاد میں مسلمانوں کو ثابت قدمی اور دل کا اطمینان نصیب ہوتا ہے ایسے ہی حضور کے وسیلے سے اللہ کی تمام نعمتیں ملتی ہیں۔ (نور العرفان ص ۲۸۳)

بزرگوں کے تبرکات دافع بلاء ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے .وقال لھم نبیھم ان ایة ملکه ان یا تیکم التابوت فیه سکینة من ربکم وبقیة مماترک ال موسیٰ وال ھارون تحمله الملاء کة (ترجمہ): اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی (یعنی طالوت) کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی۔ اٹھاتے لائیں گے فرشتے۔ (پ ۲ رکوع ۱۶)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات مشکل کشا اور باذن خدا حاجت روا ہیں۔ اسی لئے میت کے ساتھ بزرگوں کے تبرکات رکھے جاتے ہیں۔ دیکھو حضرت موسیٰ کے تبرکات جنگ میں فتح کے لئے رکھے جاتے تھے (نور العرفان ص ۶۳)

بزرگوں کے تبرکات شفا بخش ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے.فلما ان جاء البشیر القاہ علیٰ وجھه فارتد بصیراً۔ پھر جب خوشی سنانے والا آیا۔ اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا۔ اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں۔ (۱۳۔ رکوع ۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیماروں پر بزرگوں کے تبرکات ڈالنا، چھڑکنا سنت پیغمبر ہے۔ مردے کے کفن میں کلمہ شریف لکھ کر رکھنا یا پیر کی قمیص تہبند

رکھنا اس آیت سے مستنبط ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ تبرکات بڑی بڑی مشکلیں حل کردیتے ہیں (نور العرفان ص ۳۹۲)

اولیآء اللہ کی شان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الآ ان اولیآء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون۔الذین امنوا وکانوا یتقون۔ لهم البشریٰ فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة ۔ لا تبدیل لکلمات الله ذلک هو الفوز العظیم (ترجمہ) سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا میں اور آخرت میں۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ (پ ۱۱ رکوع ۱۲)

ایمان صحابہ پر گواہی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے. والذین امنوا وهاجروا و جاهدوا فی سبیل الله والذین اٰووا و نصروا اولٰئک هم الموء منون حقا۔لهم مغفرۃو رزق کریم (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنھوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔ (پ ۱۰ رکوع ۶)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس آیت سے تمام مہاجرین وانصار صحابہ کا سچا مومن اور ان کا صاحب درجات ہونا معلوم ہوا۔ ان میں سے کسی کے ایمان یا تقویٰ کا انکار اس آیت کا انکار ہے۔ تمام صحابہ عادل ہیں۔ ان میں کوئی فاسق نہیں۔ اگر کسی سے کوئی جرم سرزد ہو گیا تو توبہ نصیب ہو جاتی ہے۔ اس آیت کی بناء پر ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور ان کی روائتیں مقبول ہیں۔

(نور العرفان ص ۲۹۷)

ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وتوکل علی العزیز الرحیم ہ الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین (ترجمہ) اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہر والا ہے۔ جو تمہیں

دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔(پ۱۹ ر کوع۱۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے تمام آباء واجداد مومن حق تعالیٰ کے عابد تھے کوئی کافرو فاسق نہ تھا(نور العرفان ص۵۹۹)

محبوبان خدا کے تصرفات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن الله و ابرىء الاکمه والا برص واحی الموتیٰ باذن الله وانبئکم بما تأ کلون وما تد خرون فی بیوتکم ط ان فی ذالک لأ یة لکم ان کنتم مئومنین (ترجمہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے۔اللہ کے حکم سے۔اور میں شفاء دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے۔اگر تم ایمان رکھتے ہو۔(پ۳ ر کوع۱۳)

اولیاء اللہ کی روحانی طاقت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک ط ،فلما راٰہ مستقراً عندہ قال ھذا من فضل ربی۔(ترجمہ)اس نے عرض کیا جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے (یعنی تخت بلقیس کو) حضور میں حاضر کروں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔(پ۱۹ ر کوع۱۸)

مفتی صاحب لکھتے ہیں اس آیت سے ولی کی طاقت ،ولی کی رفتار اور ولی کا حاضر وناظر ہونا معلوم ہوا۔کیونکہ آصف نے بلقیس کے مقام کا پتہ کسی سے نہ پوچھا اور آناً فاناً اتنا وزنی تخت بغیر چھکڑے یا گاڑی کے لے آئے۔جب ولی بنی اسرائیل کی طاقت کا یہ حال ہے تو ولیءِ رسول اللہ کی طاقت کیسی ہو گی۔پھر نبی پھر خاتم النبیین کی طاقت کا کیا حال ہے؟(نور العرفان ص۶۰۶)

محبوبان خدا کی سماعت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فتبسم ضا حکاً من قولها (ترجمہ)تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس (چیونٹی) کی بات سن کر مسکرائے۔(پ۱۹ار کوع ۱۷)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ نبی دور سے بھی چیونٹی کی آواز سن لیتے ہیں۔اگر ہمارے حضور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر ہماری فریاد سن لیں تو کیا تعجب ہے(نورالعرفان ص ۶۰۳)

معراج جسمانی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الا قصیٰ الذی بار کنا حوله لنریه من ایا تنا ،انه هو السمیع البصیر.(ترجمہ)پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔(پ۱۵ار کوع۱)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس آیت میں حضور کے جسمانی معراج کا ذکر ہے جو نبوت کے گیارھویں سال ۶۲۱ء میں ستائیسویں رجب پیر کی آخری رات حالت بیداری میں ہوئی۔اس معراج کے جسمانی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعبدہ فرمایااور عبد جسم اور روح دونوں کو کہتے ہیں۔نیز فقط خواب کی معراج پر کفار اتنا شور نہ مچاتے۔نیز خواب کی معراج کو سبحان الذی سے شروع نہ فرمایا جاتا کہ یہ کلمہ بہت عجیب اور عظیم الشان چیز پر بولا جاتا ہے(نورالعرفان ص ۴۴۹)

میلاد مصطفےٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔لقد من الله علی المو ء منین اذ بعث فیهم رسولاً من انفسهم یتلوا علیهم ایا ته و یز کیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة ، وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین(ترجمہ) بے شک اللہ کا بڑا احسان مسلمانوں پر ہوا کہ اس نے ان میں انہیں میں سے ایک

رسول بھیجا جوان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے (پ ۴ رکوع ۸)

عصمت انبیاء

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔قال فبعز تک لاغوینهم اجمعین الا عبادک منهم المخلصین (ترجمہ) (شیطان) بولا تو تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔ (پ ۲۳ رکوع ۱۴)

مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور بعض صالحین پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا کہ ان سے گناہ یا کفر کراوے۔ نیز انبیاء کے نفس امارہ نہیں ہوتے۔ ان النفس لامارة بالسوٓء الا مارحم ربّی. جب یہ دونوں چیزیں ان میں نہیں تو وہ معصوم ہیں اور جو انبیاء کو معصوم نہ مانے وہ شیطان سے زیادہ برا ہے (نور العرفان ص ۷۳۰)

حضور ﷺ آخری نبی ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبین ، و کان الله بکل شیء علیما (ترجمہ) محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پ ۲۲ رکوع ۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جو اب کسی نبی کا آنا یا اس کا امکان مانے مرتد ہے۔ جیسے لااله الا الله سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا ایسے ہی حدیث لا نبی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ یہ دونوں ایک درجہ کے محال ہیں۔ اسی طرح حضور کے زمانے میں بھی کوئی نبی نہ تھا نہ ہو سکتا تھا کیونکہ خاتم النبیین وہ ہوتا ہے جو سب نبیوں سے پیچھے ہو۔ (نور العرفان ص ۶۷۵)

نیکوں کی شفاعت برحق ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے.من الذی یشفع عنده الا باذنه (ترجمہ) وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔ (پ ۳ رکوع ۲)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندے رب کے ہاں شفاعت فرمائیں گے اوران کی یہ شفاعت دھونس کی نہ ہو گی بلکہ اذن کی ہو گی۔لہذا جو بالکل شفاعت کا انکاری ہے وہ بے ایمان ہے۔اور جو مشرکین عرب کی طرح دھونس کی شفاعت مانے وہ بھی بے ایمان ہے۔انبیاء،اولیاء،علماء،مشائخ،حجر اسود،قرآن مجید،کعبۃ اللہ،ماہ رمضان اور مسلمانوں کے نا بالغ فوت شدہ بچے شفاعت کریں گے(نور العرفان ص٦٦)

حضور ﷺ کو حق تحریم و تحلیل حاصل ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔و یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث(ترجمہ)اور (نبی آخرالزمان) ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ (پ٨ر کوع٩)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ رب نے حضور کو حرام و حلال فرمانے کا اختیار دیا۔یہاں حرام فرمانے والا حضور کو قرار دیا گیا ہے(نور العرفان ص٢٧٠)

پیغمبر کی گستاخی شیطانی طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔قال اخرج منها مذء و مأ مد حو راً مذ(ترجمہ)(اللہ نے شیطان کو)فرمایا یہاں سے نکل جا رڈ کیا گیا راندہ ہوا۔(پ٨ر کوع٩)

اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر کفر ہے۔شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔صرف حضرت آدم نبی اللہ کی دشمنی سے۔اسی سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیئے۔(نور العرفان۲۴۱)

بزرگوں کی یادگار قائم کرنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔قال الذین غلبو ا علیٰ امرهم لنتخذن علیهم مسجداً (ترجمہ) وہ بولے جو کام میں غالب رہے تھے۔قسم ہے کہ ہم توان (اصحاب کہف) پر مسجد بنائیں گے۔ (پ١٥ر کوع١٥)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات اوران کے مقامات

کی زیارت کرنی مسلمانوں کا بہت پرانا طریقہ ہے۔ان لوگوں نے مسجد یا قبہ بنانے کی تجویز اس لیے کی تھی کہ زائرین کو آسانی ہو (نور العرفان ص ۴۷۱)

استمداد واستعانت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔یآ یھا الذین امنو ا ا ستعینوا با لصبر و الصلوٰۃ ، ان اللہ مع الصابرین (ترجمہ) اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ (پ ۲ر کوع ۳)

اس سے معلوم ہوا کہ نیک کاموں سے مدد طلب کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔اسی طرح اللہ کے نیک بندوں سے بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کا چوپایہ بنجر زمین میں چھوٹ جائے تو وہ پکار کر کہے یا عباد اللہ احبسو ا یا عباد اللہ احبسو اے اللہ کے بندو روکو اے اللہ کے بندو روکو۔فان للہ عزوجل فی الارض حاضر ا سیحبسہ۔ سو اللہ کا زمین میں موجود کوئی نہ کوئی بندہ ہوگا جو عنقریب اس کو اس پر روک دے گا۔(کتاب الاذکار للنووی ص ۲۰۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

محبوبان خدا اولاد بخشتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قالت انی اعوذ با لرحمٰن منک ان کنت تقیاً ہ قال انما انا رسول ربک لا ھب لک غلاماً زکیا (ترجمہ) (حضرت مریم) بولی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔اگر تجھے خدا کا ڈر ہے۔جبرائیل بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔(پ ۱۶ر کوع ۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام باذن الٰہی بیٹا دے سکتے ہیں۔اسی طرح حضور کی بارگاہ سے اولاد اور تمام رب کی نعمتیں ملتی ہیں۔نیز اس سے معلوم ہوا کہ رب کی نعمتوں کو بندے کی طرف نسبت کر سکتے ہیں۔لہذا کہہ سکتے ہیں کہ حضور ﷺ اولاد، ایمان، عزت، جنت دیتے ہیں حضرت ربیعہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے جنت میں آپکی رفاقت مانگتا ہوں۔(نور العرفان ص ۴۸۸)

متبرک مقام کا ادب فرض ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلمّا اتا ھا نودی یا موسٰی انی انا ربک فا خلع نعلیک ج انک بالواد المقدس طوی (ترجمہ) پھر جب (موسیٰ) آگ کے پاس آئے تو نداء فرمائی گئی کہ اے موسیٰ بے شک میں تیرا رب ہوں تو اپنے جوتے اتار ڈال بے شک تو پاک جنگل طوی میں ہے۔ (پ۱۶ ار کوع ۱۰)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ متبرک جنگلوں کا بھی ادب کرنا چاہیے جیسے مدینہ منورہ مکہ مکرمہ کے جنگل جو حرم کہلاتے ہیں۔ نیز ادب کے لیے جوتا اتارنا سنت موسوی ہے لہذا مسجدوں میں جوتا اتار دینا اچھا ہے۔ اگرچہ جوتے میں نجاست نہ ہو۔ (نور العرفان ص ۴۹۸)

دعا فاتحہ کو مقبولیت کے وقت تک موٴخر کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قالو ایآ با نا استغفر لناذ نو بنا انآ کنا خاطئین ہ قال سوف استغفر لکم ربی ط انه' ھو الغفور الوحیم (ترجمہ) (برادران یوسف) بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہ کی معافی مانگیے۔ بے شک ہم خطاوار ہیں۔ (حضرت یعقوب نے) کہا جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۱۳ ار کوع ۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس وقت دعا نہ فرمانا اس لیے تھا کہ ابھی دل میں جوش نہ تھا جو مقبولیت کے لیے اکسیر ہے۔ یا وقت سحر کا انتظار تھا۔ یا یوسف علیہ السلام کی ملاقات کا انتظار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صبح کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (نور العرفان ص ۳۹۲)

بزرگوں کے قدموں کی جگہ اللہ کی نشانی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ ج (ترجمہ) بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں (پ ۲ ار کوع ۳)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو صالحین سے نسبت ہو جائے وہ چیز عظمت والی بن جاتی ہے۔ صفا مروہ پہاڑ حضرت ہاجرہ کے قدم کی برکت سے اللہ کی نشانی بن

گئے۔(نور العرفان ص۳۶)

بزرگوں کا دم درود پر اثر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیراً باذنی (ترجمہ) اور تو مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے بناتا ہے پھر اس میں پھونک مارتا ہے تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی ہے۔(پ۷ر کوع۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔یہ آیت مشائخ کے دم درود کی دلیل ہے۔ہمیشہ فیض دیتے وقت دم کیا جاتا ہے۔ حضرت جبرائیل نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونک ہی تو ماری تھی۔ حضرت اسرافیل پھونک مار کر ہی صور کے ذریعے لوگوں کو زندہ کریں گے۔ معلوم ہوا کہ پھونک میں اثر ہوتا ہے۔ رب نے حضرت آدم کے جسم میں روح پھونکی تھی۔ اس قاعدے سے اب بھی صوفیائے کرام دم کرتے ہیں (نور العرفان ص۲۰۰)

نیکیوں کی تقلید

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واتبع سبیل من اناب الیّ ج (ترجمہ) اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔(پ۲۱ر کوع۱۱)

اس سے معلوم ہوا کہ تقلید شخصی اعلیٰ چیز ہے کہ سارے اولیاء اللہ مقلد گزرے ہیں۔ کوئی بھی غیر مقلد نہ ہوا۔(نور العرفان ص۶۵۸)

مُردوں کو پکارنا جائز ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔قال فخذ اربعۃً من الطیر فصرھن الیک ثمّ اجعل علی کل جبل منھن جزءاً ثم ادعھن یأتینک سعیاً ط (ترجمہ)(اللہ نے) فرمایا تو اچھا (اے ابراہیم) چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا تو وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے۔(پ۳ر کوع۳)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ کبھی بے جان جانوروں کو بھی پکارنا جائز ہوتا ہے فیض دینے کیلئے اور گزشتہ نبیوں ولیوں کو پکارنا بھی جائز ہوتا ہے فیض لینے کے لیے۔(نور

العرفان ص ۶۸)

حجیت حدیث

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتک و یعلمھم الکتاب والحکمۃویزکیھم ۔ (ترجمہ)(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی)اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ وہ ان پر آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے۔(پ ارکوع ۱۵)

مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے۔اسی طرف والحکمۃ میں اشارہ ہے(نورالعرفان ص ۳۰)

نیک باپ دادوں کی برکت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔و اما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لھما وکان ابو ھما صالحاً ج فاراد ربک ان یبلغا اشد ھما و یستخر جا کنزھما ملے ق (ترجمہ) رہی وہ دیوار تو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں۔(پ ۱۶ رکوع ۱)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ باپ دادا کی نیکیاں اولاد کے کام آتی ہیں ۔وسیلہ کا ثبوت ہوا۔اور نبی امت کے حق میں مثل باپ کے ہیں تو انشاء اللہ حضور کی نیکیاں ہم گناہگاروں کے کام آئیں گی۔خیال رہے کہ وہ نیک مرد ان بچوں کا آٹھواں باپ تھا جیسا کہ صواعق محرقہ میں ہے۔(نورالعرفان ص ۴۸۳)

عذاب قبر حق ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وحاق باٰل فرعون سوٓء العذاب ہ النار یعرضون علیھا غدواً و عشیاً ج و یوم تقوم الساعۃ قف ادخلوا اٰل فرعون اشد العذاب(ترجمہ)آگ جس پر وہ صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل

کرو۔(پ ۲۴ر کوع ۱۰)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ عذاب قبر بر حق ہے۔(نورالعرفان ص۷۵۳) کیونکہ النار سے مراد قبر کی آگ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

ذکر بالجہر جائز ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔فاذا قضیتم منا سککم فاذکروا اللہ کذ کر کم اباٰء کم او اشد ذکرا ط(ترجمہ) پھر جب اپنے حج کے احکام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے۔بلکہ اس سے زیادہ۔(پ ۲ر کوع ۹)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر اچھی چیز ہے کیونکہ حکم دیا گیا کہ حج سے فارغ ہو کر رب کا ویسے ہی ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادوں کا کرتے تھے اور کفار عرب اپنے باپ دادوں کا ذکر اعلانیہ طور پر مجمع لگا کر کرتے تھے۔ تو اب اللہ کا ذکر بھی اعلانیہ کرنا چاہیے (نورالعرفان ص۴۸)

بدعت حسنہ باعثِ ثواب ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ورھبا نیۃ ن ابتد عو ھا ما کتبنا ھا علیھم الا ابتغآ ء رضوان اللہ فما رعوھا حق رعا یتھا ج فاٰ تینا الذین اٰمنو ا منھم اجر ھم ج و کثیر منھم فاسقون (ترجمہ) اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی۔ پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا۔ تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا۔اور ان میں سے بہتیرے فاسق ہیں (پ ۲۷ر کوع ۲۰)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ رھبانیت یعنی دنیا ترک کرنا، عبادات کی سخت مشقتیں انہوں نے خود ایجاد کرلیں۔ جن عیسائیوں نے رب کو راضی کرنے کے لیے یہ مشقیں ایجاد کیں ان کی نیت بخیر تھی۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے مومن عیسائیوں کو ان کی ایجاد کردہ بدعات کا ثواب دیا۔اس سے معلوم ہوا کہ دین میں اچھے طریقے ایجاد کرنا جسے بدعت حسنہ کہتے ہیں بہت باعث ثواب ہے۔ جیسے قرآن کریم کے تیس پارے۔ رکوع بنانا۔ علم حدیث وفقہ مرتب کرنا۔ محفل میلاد اور فاتحہ

بزرگان وغیرہ۔ ہاں بدعت حسنہ ایجاد کر کے اسے نہ نباہنا برا ہے کہ اس پر عتاب فرمایا گیا۔
(نورالعرفان ص ۸۶۴)

حیلۂ اسقاط

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وخذ بیدک ضغثاً فاضرب بہ ولا تحنث ط (ترجمہ) اور (اللہ تعالیٰ نے)
فرمایا اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم کو نہ توڑ۔ (پ ۲۳ رکوع ۱۳)
مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حیلے جائز ہیں۔ میت کے حیلہ اسقاط
کی دلیل یہی آیت ہے۔ (نورالعرفان ص ۷۲۷)

اہل بیت کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم
تطھیراً (ترجمہ) اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں
پاک کر کے خوب ستھرا کر دے (پ ۲۲ رکوع ۱)
مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ازواج النبی ﷺ یقیناً حضور کے اہل بیت
ہیں کیونکہ یہ تمام آیات ازواج مطہرات سے ہی مخاطب ہیں۔ جو ان کے اہل بیت ہونے کا انکار
کرے وہ اس آیت کا انکاری ہے۔ حدیث کساء میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ خدایا یہ لوگ میرے
اہل بیت ہیں ان کے سوا کوئی نہیں۔ (نورالعرفان ص ۶۷۳)

متعہ حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فانکحو ھن باذن اھلھن واٰتو ھن اجور ھن بالمعروف
محصنات غیر مسافحات ولا متخذات اخدان (ترجمہ) تو ان سے نکاح کرو ان کے مالکوں
کی اجازت سے اور حسب دستور ان کے مہر دو۔ قید میں آتیں۔ نہ مستی نکالتی اور نہ یار بناتی۔ (پ ۵
رکوع ۱)
مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ لونڈی سے بھی متعہ حلال نہیں نہ زنا۔
مسافحات سے متعہ حرام ہوا اور متخذات اخدان سے ظاہر و خفیہ زنا۔ کفار عرب اپنی لونڈیوں سے زنا

کرا کراس کی آمدنی خود کھاتے تھے۔(نورالعرفان ص۱۲۹)

قرآن مکمل کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (ترجمہ) بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں (پ ۱۴ ار کوع ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید قیامت تک مکمل طور پر محفوظ اور باقی رہے گا کیونکہ خود رب تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

میت پر رونا پیٹنا منع ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و جآء وا ابا هم عشآ ءً یبکون (ترجمہ) اور رات ہوئے (برادران یوسف) اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔(پ ۱۲ ار کوع ۱۲)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ ہر رونے والا سچا یا مظلوم نہیں ہوتا۔ کبھی ظالم اور جھوٹا بھی رویا کرتا ہے۔اس سے قاضی اور مفتی صاحبان کو سبق لینا چاہیے (نورالعرفان ص۳۷۷)

سب صحابہ جنتی ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل ط اولٰئک اعظم درجۃً من الذین انفقوامن بعد و قاتلو ا ط وکلا وعد الله الحسنی ط والله بما تعملون خبیر (ترجمہ) تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔(پ ۲۷ ر کوع ۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ عادل و متقی ہیں۔ کیونکہ سب سے رب نے جنت کا وعدہ فرمالیا۔جنت کا وعدہ فاسق سے نہیں ہوتا۔جو تاریخی واقعہ ان میں سے کسی کا فسق ثابت کرے وہ جھوٹا ہے۔قرآن سچا ہے۔(نورالعرفان ص۸۵۹)

تقیہ شیطانی عمل ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فدلٰھما بغرور ج (ترجمہ) تو اتارلایا انہیں فریب سے (پ ۸ رکوع ۹)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلا تقیہ شیطان نے کیا تھا کہ دل میں آدم علیہ السلام کی دشمنی رکھ کر زبان سے دوستی ظاہر کی (نور العرفان ص ۲۴۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ و لکن شبہ لھم ط (ترجمہ) اور (حق) ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لیے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا۔ (پ ۶ رکوع ۲)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی آج عیسیٰ علیہ السلام کے قتل یا موت کا قائل ہو وہ یہود کی طرح جہالت میں گرفتار ہے۔ جیسے لاہوری یا قادیانی مرزائی (نور العرفان ص ۱۶۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانہ لعلم الساعۃ فلا تمترن بھا و اتبعو ن ط ھذا صراط مستقیم (ترجمہ) اور بے شک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے۔ تو ہر گز قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے پیرو ہونا۔ یہ سیدھی راہ ہے۔ (پ ۲۵ رکوع ۱۲)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا قرب قیامت اترنا برحق ہے۔ کیونکہ یہ علامت قیامت ہے۔ لیکن آپ کا وہ آنا ہمارے نبی کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہو گا۔ یعنی نبوت پر بھی فائز ہوں گے اور امتی بھی ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ نہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے اور سیدھے راستے پر نہیں۔ رب نے اسی کو سیدھا راستہ فرمایا۔ (نور العرفان ص ۷۸۷)

بدمذہب سے کنارہ کشی فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہےولا تر کنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار لا و ما لکم من دون اللہ من اولیآء ثم لا تنصرون(ترجمہ)اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔ پھر مدد نہ پاؤگے۔ (پ۱۲ رکوع۱۰)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ ''یہاں ظالم سے مراد کافراور سارے گمراہ ومرتدین ہیں۔ اور ان کی طرف جھکنے سے مراد ان سے محبت یا میل جول رکھنا۔ ان کے اعمال سے راضی ہونا۔ ان کے مقابلہ میں پلپلا پن دکھانا۔ ان کی خوشامد کرنا سب ہی ہے۔ کسی بے دین سے یہ کوئی معاملہ نہ کیا جائے۔ (نورالعرفان فی حاشیۃ القرآن ص ۳۷۲)

رسول اللہ ﷺ کے مخالفوں سے عداوت۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوآدون من حآد اللہ و رسولہ ولو کانوا آبآءھم او ابنآءھم او اخوانھم او عشیرتھم، اولئک کتب فی قلوبھم الایمان و اید ھم بروح منہ، و یدخلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ط رضی اللہ عنھم و رضوانہ، اولئک حزب اللہ، الآ ان حزب اللہ ھم الغالبون (ترجمہ) تم نہ پاؤگے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں ان باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سنتے ہو۔ اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔(پ۲۸ رکوع۳)

بتوں کے نام چھوڑے گئے جانور حلال ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سآئبۃ ولا و صیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب ط واکثر ھم لا یعقلون (ترجمہ) اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے

کان چرا ہوا جانور اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں۔ اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں۔(پ ۷ رکوع ۴)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں کہ ان جانوروں کو حرام سمجھتے ہیں جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے گئے تھے۔ حالانکہ وہ حلال ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ ایسے جانوروں کو حرام سمجھنا کفار کا طریقہ تھا۔ صحابہ ء کرام جہاد میں کفار کے ہر قسم کے مال پر قبضہ کرتے تھے۔جن میں یہ جانور بھی ضرور ہوتے تھے۔ مگر سب کو غنیمت بنا کر آپس میں تقسیم کر لیتے اور کھاتے تھے اور کوئی تحقیق نہیں کرتے تھے۔(نور العرفان ص ۱۹۸)

اللہ حضور ﷺ کی رضا چاہتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔قد نری تقلب وجهک فی السمآ ء فلنو لینک قبلة ترضٰها فول وجهک شطر المسجد الحرام (ترجمہ) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔(پ ۲ رکوع ۱)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ تمام جہان رب کی رضا چاہتا ہے اور خود رب تعالیٰ حضور کو راضی بنا تا ہے۔رب فرماتا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (اور عنقریب تیرا رب تجھے عطا کرے گا تو تُو راضی ہو جائے گا)(نور العرفان ص ۳۳)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

علم لدنی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فوجدا عبداً من عبادنا اٰتینٰه رحمةً من عندنا و علمنٰه من لدنا علماً (ترجمہ) تو ان دونوں (موسیٰ و یوشع علیہما السلام) نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔(پ ۱۵ رکوع ۲۱)

مفتی صاحب لکھتے ہیں یعنی بغیر کسی سے پڑھے ہوئے مادر زاد عالم کا علم لدنی ہوتا ہے۔ اکثر انبیآء کرام کا علم لدنی ہوتا ہے۔ آدم علیہ السلام کو بھی یہی علم دیا گیا۔(نور العرفان

ص۴۷۹)

حضور ﷺ صاحب مقام محمود ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً (ترجمہ) قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں (پ۱۵ار کوع ۹)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔یہی وہ مقام ہے جہاں تشریف فرما ہو کر حضور ﷺ شفاعت کبریٰ کا دروازہ کھولیں گے۔ یہ مقام حضور کے لیے خاص ہے جس پر سب رشک کریں گے۔ (نورالعرفان ص ۴۶۲)

حضور ﷺ ہی رحمۃ العالمین ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلنا ک الا رحمۃ اللعالمین (ترجمہ) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے (پ۱۷ار کوع ۷) حضور ﷺ کی رحمت مطلق ہے کامل ہے شامل ہے۔ عام ہے، عالم غیب و شہادت کو گھیرے ہوئے ہے۔ دونوں جہان میں دائمی موجود ہے۔ الغرض جس شئے کے لیے اللہ رب العالمین ہے اس شئے کے لیے حضور ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں (نورالعرفان)

حضور ﷺ سراپا معجزہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا یھا النا س قد جآ ء کم برھان من ربکم و انزلنا الیکم نوراً مبینا (ترجمہ) اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔ (پ۶ر کوع ۴)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ حضورا کرم ﷺ اللہ کی پہچان کی دلیل ہیں۔ آپ از سر تا پائے اقدس حق کی دلیل ہیں۔ آپ کا ہر عضو ایک معجزہ نہیں بلکہ بے شمار معجزات کا مجموعہ ہے۔ (نورالعرفان)

و ھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ المقالۃ المبارکہ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم و رسولہ الکریم ﷺ (۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ھ)

دوسرا مقالہ

خزینۂ حدیث

عقائد اہل سنت

(احادیث کی روشنی میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد الله رب العالمين والصلوة والسلام علے من كان نبيا ً و ادم بين المآء والطين وعلے عباداللہ الصالحین .

اس مختصر مقالہ میں چند احادیث مبارکہ جمع کی گئی ہیں جن سے مذہب اہل سنت کی تائید و تصدیق حاصل ہوتی ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

سبب کائنات

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال او حی اللہ الی عیسٰی امن لمحمد وامرمو من ادرکہ من امتک ان یوء منو ابہ فلو لا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار . اخر جه الحاكم و صححه (ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی یہ حکم دیا۔ کہ تم محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو یہ حکم دو کہ جو کوئی آپ کو پائے وہ آپ پر ایمان لائے۔ کیونکہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ جنت و دوزخ کو۔ (خصائص کبریٰ۔ جلد اول ص ۷)

نورِ اولین

ایک دن حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! مجھے اس چیز کی خبر دیں جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الا شیآ ء نو ر نبیک من نور ہ رواہ عبدالرزاق فی مصنفه (ترجمہ) اے جابر بلا شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ (نشر الطیب ص ۲)

بے سایہ ہستی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ لم یکن لر سول اللہ ﷺ ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوء ہ ضو ء ھا ولا مع سراج الا غلب ضو ء ہ ضو ء ہ ۔ رواہ صاحب الوفاء (ترجمہ) رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ اور جب بھی آپ دھوپ میں کھڑے ہوتے تو آپ کی

نورانیت اس کی روشنی پر غالب ہوتی تھی۔ اور جب بھی آپ چراغ کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو آپ کا نور اس کے نور پر غالب ہوتا تھا۔ (نسیم الریاض۔ جلد ثالث۔ ص ۲۸۲)

بے مثل بشر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ صوم وصال رکھا کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا و ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی متفق علیه (ترجمہ) اور تم میں کون میری مثل ہے؟ میں رات گزارتا ہوں درآں حالیکہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے (مشکوۃ جلد اول ص ۱۵۷)

غیب دان نبی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قام فینا رسول الله مقاما فا خبر نا عن بدءِ الخلق حتی دخل اهل الجنة مناز لهم و اهل النار مناز لهم حفظ ذٰلک من حفظه و نسيه من نسيه رواه البخاری۔ (ترجمہ) ایک روز رسول اللہ ایک مقام میں کھڑے ہوئے اور آپ نے ابتدائے خلق سے جنت میں جنتیوں اور دوزخ میں دوزخیوں کے داخل ہونے تک کی ہر بات کی خبر دی۔ جس نے اسے یاد رکھا اس نے اسے یاد رکھا اور جس نے اسے بھلا دیا اس نے اسے بھلا دیا۔ (مشکوۃ ج ۲ ص ۲۰۲)

حاضر و ناظر

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ رفعت لی الدنیا فانظر فیها کما انظر الی کفی هذه۔ میرے لیے دنیا اٹھائی گئی تو میں اسے دیکھتا ہوں جس طرح میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ (تفسیر صاوی جلد ثانی ص ۹۷)

پیشگیءاعمال

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ حیاتی خیر لکم تحد ثون و تحدث لکم فاذا انا مت کانت وفاتی

خیر لکم تعرض علی اعما لکم فان رائیت خیر ا حمدت اللہ و ان رائیت شراً ا استغفرت لکم رواہ ابن سعد عن بکر بن عبد اللہ مرسلاً (ترجمہ) تمہارے لیے میری زندگی بہتر ہے۔ تم گفتگو کرتے ہو اور تم سے گفتگو کی جاتی ہے۔ پھر جب میں فوت ہو جاؤں گا تو تمہارے لیے میری وفات بہتر ہو گی۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے۔ سو اگر میں کوئی نیکی دیکھوں گا تو اللہ کی حمد بجالاؤں گا اور اگر کوئی برائی ملاحظہ کروں گا تو تمہاری معافی کی دعا مانگوں گا۔ (الجامع الصغیر للسیوطی وحسنہ۔ الجلد الاول ص ۱۵۰)

صاحب قبر سے فریاد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خازن مالک الدار فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں ایک سال سخت قحط پڑا۔ ایک شخص روضہ نبوی پر حاضر ہوا اور اس نے کہا استسق لا متک فانهم قد هلکوا۔ یا رسول اللہ آپ اپنی امت کے لیے بارش مانگیں کیونکہ وہ ہلاک کی جا چکی ہے۔ خواب میں اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ائت عمر فاقرأہ السلام واخبرہ انهم مسقون۔ عمر کے پاس جا اور اسے سلام پیش کر اور اسے خبر دے کہ انہیں عنقریب بارش عنایت کی جائے گی (جواہر البحار ص ۱۳۰۱۳ الجلد الرابع عن خلاصۃ الوفاء)

رجال الغیب سے فریاد

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ اذا انفلتت دآبة احد کم بارض فلاة فلینادیا عباداللہ احبسوا علی دآبتی فان للہ فی الارض حاضرا سیحبسه علیکم۔ رواہ الطبرانی وابن السنی وابویعلیٰ عنہ۔ (ترجمہ) جب کسی جنگل میں تمہارا چوپایہ چھوٹ جائے تو تم بآواز بلند کہو۔ اے اللہ کے بندو! میرا جانور مجھ پر روک دو۔ سو زمین میں اللہ کے کچھ بندے ہیں جو اسے تم پر روک دیں گے۔ (جامع صغیر للسیوطی جلد اول ص ۲۲)

بوقت مصیبت بزرگوں کا نام لینا

ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سوجھ گیا۔ کسی نے کہا آپ اپنے محبوب

ترین شخص کو یاد کریں۔فصاح یا محمد ۵ا فانتشرت ۔ سو آپ نے پکار کر کہا۔اے محمد ﷺ !پھر آپ کا پاؤں کھل گیا۔یعنی تندرست ہو گیا۔(شفاء شریف)

دعا میں بزرگوں کا نام لینا

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے عرض کیا۔ آپ اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ مجھے عافیت عطا کرے۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو تُو صبر کر۔اور یہ تیرے لیے بہتر ہے۔اس نے کہا آپ دعا کریں۔یہ سن کر آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا مانگے۔ اللھم انی اسئا لک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الو حمة یا محمد انی اتو جه بک الی ربی فی حاجتی لتقضی اللھم شفعه فی ۔اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں تیرے رحمتوں والے نبی محمد کے وسیلہ سے۔میں تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔اے محمد! میں اپنی اس حاجت میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تا کہ میری حاجت روائی کی جائے۔اے اللہ میرے بارہ میں آپ کی سفارش قبول فرما۔(جواہر البحار۔جلد رابع۔ ص ۱۳۱۳۔شفاء شریف جلد اول ص ۲۱۲)

حاجت روا ہستیاں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان لله تعالی عبادا اختصھم بحوائج الناس یفرع الناس الیھم فی حوا نجھم او لٓئک الا منون من عذابِ الله رواہ الطبرانی و حسنه السیوطی۔بے شک اللہ تعالیٰ کے چند بندے ہیں جنہیں اس نے بندوں کی حاجتوں کے لیے مخصوص کیا ہے۔لوگ اپنی حاجتوں میں ان کی طرف رجوع کرتے ہیں ی۔ہ لوگ اللہ کے عذاب سے محفوظ ہیں(جامع صغیر جلد اول ص ۹۳)

قاسم نعمات

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔و انما انا قاسم والله یعطی متفق علیہ ۔اور سوائے اس کے نہیں کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا

فرماتا ہے۔(مشکوۃ جلداول ص ۲۹)

اولیآء کی بر کتیں

حضرت علی رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الا بدال با لشام و هم اربعون رجلاً کلما مات رجل ابدل الله مکانه رجلا یسقی بهم الغیث و ینتصر بهم علی الا عدآء و یصرف عن اهل الشام بهم العذاب رواہ احمد (ترجمہ) ابدال ملک شام میں ہیں اور وہ چالیس مرد ہیں اور جب ان میں سے کوئی ایک مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کوئی اور شخص کھڑا کر دیتا ہے۔ان کے وسیلہ سے بارش برسائی جاتی ہے۔اور ان کے وسیلہ سے دشمنوں پر امداد دی جاتی ہے۔اور ان کے وسیلہ سے اہلِ شام سے عذاب الٰہی پھیرا جاتا ہے۔(الجامع الصغیر للسیوطی وحسنہ۔جلد اول ص ۱۲۲)

خازن نعمات

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی علیہ السلام شہدائے احد کی زیارت کے لیے نکلے۔پھر آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی پھر واپس آئے اور منبر پر فرمایا۔بلاشبہ میں تمہارا پیش رو ہوں۔اور بلاشبہ اللہ کی قسم اب میں اپنا حوض دیکھتا ہوں۔و انی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض ۔اور بلاشبہ مجھے تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئی ہیں۔اخرجہ البخاری (خصائص الکبریٰ الجلد الثانی ص ۲۶۹)

مختار نبی

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔نصرت بالرعبِ واعطیت الخزائن و خیرت بین ان ابقٰی حتی اری ما یفتح علٰی امتی و بین التعجیل. فاخترت التعجیل اخرجه البیهقی ۔رعب کے ذریعہ سے میری مدد کی گئی اور مجھے تمام خزانے عطا کیے گئے اور مجھے ان دو باتوں میں اختیار دیا گیا کہ یا تو میں دنیا میں زندہ رہوں اور ان چیزوں کو دیکھوں جو میری امت کے لیے کھولی جائیں گی یا جلدی انتقال کر جاؤں۔سو میں نے جلدی انتقال کرجانے کو قبول کیا۔(الخصائص الکبریٰ۔جلد ثانی ص ۲۶۹)

حیاتِ انبیاء

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ **الانبیآء احیآء فی قبورھم یصلون** تمام انبیآء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ در آں حالیکہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ رواہ ابویعلیٰ فی مسندہ۔ (جامع صغیر۔ جلد اول ص ۱۲۴ وحسنہ)

قبر میں علم کائنات

حضرت انس رضی اللہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جو کوئی روزِ جمعہ یا شب جمعہ مجھ پر ایک سوبار درود بھیجے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ایک سو حاجتیں پوری کرے گا۔ ان میں سے ستر اخروی حاجتیں اور تیس دنیوی حاجتیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس درود پر ایک فرشتہ مقرر کرے گا۔ جو اسے قبر میں مجھ پر پیش کرے گا۔ جس طرح کہ تم پر تحفے پیش کیے جاتے ہیں۔ **ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیاۃ اخرجہ الا صبھانی** ۔ بلاشبہ وفات کے بعد میرا علم اسی طرح ہو گا جس طرح زندگی میں میرا علم ہے۔ (الخصائص الکبریٰ۔ جلد دوم ص ۲۸۰)

عطائے نبوی

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضور ﷺ کے پاس تھا۔ جب میں آپ کے لیے وضو کا پانی اور ضرورت کی چیزیں لایا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مانگ۔ میں نے کہا **اسئلک مرافقتک فی الجنۃ**. میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ **اوغیر ذلک**۔ آیا کچھ اور درکار ہے؟ میں نے کہا۔ یہی چاہیے پھر آپ نے فرمایا کثرت سجود سے تو اپنے نفس کے مقابلہ میں میری امداد کر۔ رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ۔ جلد اول ص ۷۷)

شفاعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا **شفاعتی لاھل الکبائر من امتی**۔ میری شفاعت میری امت کے بڑے گناہگاروں کے لیے ہے۔ رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وابن حبان والحاکم عنہ والطبرانی عن ابن عباس والخلیب عن ابن عمرو کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہم (جامع صغیر. جلد دوم۔ ص ۴۰)

زیارت روضہ نبوی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ من زارنی بالمدینة محتسباً کنت له شهیداً و شفیعا یوم القیامة رواه البیهقی فی الشعب جو کوئی ثواب کے لیے مدینہ میں میری زیارت کرے۔ قیامت کے روز میں اس کے حق میں گواہ اور سفارشی ہوں گا۔ (جامع صغیر ج ۲ ص ۱۷۲۔ وحسنہ)

ختم نبوت

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ و انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی الله و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی رواہ ابوداؤد والترمذی اور عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے شخص ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مشکوٰۃ جلد دوم ص ۱۶۸)

ایصالِ ثواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ان کی غیر موجودگی میں فوت ہو گئیں۔ آپ رسول اللہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! میری والدہ میری عدم موجودگی میں فوت ہوئیں۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو آیا وہ انہیں نفع دے گا؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ یہ سن کر حضرت سعد نے کہا۔ پھر میں آپ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ میری والدہ کی طرف سے صدقہ ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۳۰)

سماع موتی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ انّ العبد اذا وضع فی قبره وتولی عنه اصحابه انه یسمع قرع نعالهم۔ بلاشبہ جب کوئی بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھی اس سے واپس آجاتے ہیں تو وہ ان کی جوتوں کی کھڑکھڑاہٹ سنتا ہے۔ (مشکوٰۃ۔ جلد

اول۔ ص ۲۲)

دور سے سننا

کسی نے کہا یا رسول اللہ جو لوگ آپ سے دور ہیں یا وہ آپ کے بعد پیدا ہوں گے ان کے درود و سلام کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا۔ **اسمع صلوة اهل محبتی واعرفهم و تعرض علی صلوة غیر هم عرضا۔** میں اپنے محبت کرنے والوں کا درود سنتا ہوں۔ (خواہ وہ مجھ سے کتنے ہی دور کیوں نہ ہوں۔ اور میں انہیں پہچانتا ہوں اور دوسرے لوگوں کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (دلائل الخیرات ص ۶۳)

نورِ حسی

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ **رأت امی حین حملت بی انه خرج منها نور اضاء لها قصور بصری من ارض الشام ۔** میری والدہ نے ان کے شکم میں میرے آنے کے وقت دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور ظاہر ہوا۔ جس نے ان کے لیے ملک شام کے شہر بصریٰ کے محلات روشن کر دیئے (شفاء شریف جلد اول ص ۱۰۳)

پہلی نبوت

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا **کنت نبیا و ادم بین الروح و الجسد . رواه ابن سعد مرسلاً و الطبرانی عن ابن عباس و صححه الجلال السیوطی۔** میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے مابین تھے (الیواقیت والجواھر۔ جلد دوم ص ۱۸۔ مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۳)

نگاہ مصطفٰے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ **کان النبی ﷺ یری با للیل فی الظلمة کما یری بالنهار فی الضوء ۔** حضور علیہ الصلوۃ والسلام رات کے وقت اندھیرے میں اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح آپ دن کے وقت روشنی میں دیکھتے تھے۔ رواہ البیھقی فی الدلائل عنہ وابن عدی عن

عائشہ رضی اللہ عنہما وحسنہ الجلال السیوطی (الجامع الصغیر الجلد الثانی ص ۱۱۷)

ذکر ولادت نبوی

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے
کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ فیہ ولدت وفیہ انزل علی۔ اس دن میں پیدا ہوا
اور اس دن میں مجھ پر وحی الٰہی نازل کی گئی۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۱ ج ۱)

قیام تعظیمی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بنو قریظہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر ر
ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا بھیجا اور وہ ان کے رشتہ دار تھے۔ حضرت سعد گدھے پ
ہو کر جب مسجد نبوی کے قریب پہنچے تو نبی کریم نے انصار کو فرمایا قوموا الی سید کم۔ ت
سردار کے لیے اٹھو۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۱۹)

دست بوسی

حضرت زراع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور وہ وفد عبدالقیس میں تھے کہ جب ہم مدینہ پاک
ہم اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں کو اور پاؤں کو بوسے
لگے۔ رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ۔ جلد ثانی۔ ص ۱۱۹)

بیعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ کنا اذا
رسول اللہ علی السمع والطاعۃ یقول لنا فی ما استطعتم متفق علیہ جب بھی ہم رسول ا
ہاتھ پر ان کی ہر بات سننے اور ماننے پر بیعت کرتے تو آپ ہمیں ارشاد فرماتے صرف اس با
جس کی تمہیں قدرت ہے۔ (مشکوٰۃ۔ جلد دوم ص ۴۷)

ذکر جہر

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ اذا

لاتہ یقول بصو تہ الا علی لا الہ الا اللہ الیٰ آخرہ رواہ مسلم۔ حضور پر نور ﷺ جب نماز
ے سلام پھیرتے تھے تو آپ اپنی انتہائی بلند آواز میں لا الہ الا اللہ الخ کہتے تھے۔ (مشکوٰۃ۔ جلد
ں۔ ص ۸۱)

ر پر قرآن خوانی

ضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان میں داخل
اور سورۃ یٰسین پڑھے۔ اللہ تعالیٰ ان مُردوں کے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے۔ اور اس زائر کے
ے ان کی تعداد جتنی نیکیاں ہیں۔ (شرح الصدور ص ۱۳۰)

سلام میں اچھی رسم نکالنا

ضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ من سن فی الاسلام سنۃ
سنہ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجو رھم شئی ۔ جو شخص
لام میں کوئی اچھی رسم نکالے اس کے لیے اس رسم نکالنے کا ثواب ہے۔ اور اس کے لیے اس
ے رسم پر اس کے بعد جتنے لوگ چلیں گے ان کے ثوابوں جتنا ثواب ہے۔ بغیر اس کے کہ ان کے
بوں میں کچھ کمی کی جائے (مشکوٰۃ۔ جلد اول ص ۳۱)

ذاب قبر

ضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ عذاب القبر من اثر البو
ن اصابہ بول فلیغسلہ فان لم یجد ماءً فلیمسحہ بتراب طیب۔ عذاب قبر پیشاب کے اثر کی وجہ سے ہوتا
ہے۔ پس جس کو پیشاب لگے وہ اسے دھو ڈالے۔ اور اگر اسے پانی نہ ملے تو اسے پاک مٹی سے
نچھ دے۔ رواہ الطبرانی و حسنہ، السیوطی (جامع صغیر)

ل پر مداومت

ضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ احب الاعمال الی اللہ
دومھا وان قل ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے۔ اگرچہ وہ
تھوڑا سا ہو۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۰۱)

تبرکات

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نبی پاک ﷺ کی ایک ازار، ایک چادر، ایک قمیض، چند
اور ناخن تھے۔ انتقال کے وقت آپ نے وصیت فرمائی۔ کفنونی فی قمیصہ وادرجونی فی ردآءہ وازر
فی ازارہ واحشوا منخری ومشدقی ومواضع السجود منی بشعرہ واظفارہ وخلوا بینی وبین ارحم الراحمین۔
حضور پر نور ﷺ کی قمیض میں کفناؤ۔ آپ کی ازار میں رکھو۔ میرے نتھنے، منہ اور سجدہ
جگہوں میں آپ کے بال اور ناخن رکھو۔ اور مجھے ارحم الرحمین کے حوالے کر دو۔ (اسماء الرد
ص ۴۳)

حلوہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ یحب الحلواء والعسل۔ رسول اللہ ﷺ
میٹھی چیز اور شہد پسند فرماتے تھے۔ رواہ الستۃ وصححہ الجلال السیوطی۔

قبر پر پھول ڈالنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
قبروں کے پاس سے گزرے۔ اور فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی
سے نہیں بلکہ اس وجہ سے انہیں عذاب دیا جارہا ہے۔ کہ ان میں سے ایک چغل خوری کیا کرتا
۔ اور دوسرا پیشاب سے بچا نہیں کرتا تھا۔ **ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقھا نصفین ثم غرز فی**
قبر واحدۃ ثم قال لعلہ یخفف عنھما ما لم ییبسا ۔ پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور ا
درمیان سے توڑ کر دو شاخیں بنائیں۔ پھر ہر ایک کو ایک ایک قبر پر گاڑھا اور فرمایا جب تک
دونوں تر رہیں گی ہو سکتا ہے کہ ان کے عذاب میں تخفیف رہے۔ اخرجاہ فی **الصحیحین** (تفسیر
ابن کثیر۔ جلد سوم۔ ص ۴۲)

زیارت قبور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ نھیتکم عن زیارۃ
القبور فزوروھا فانھا تزھد فی الدنیا وتذکر الاخرۃ۔ میں تمہیں قبروں پر جانے سے روکا کرتا تھا۔

تم ان پر جایا کرو۔ کیونکہ وہ دنیا سے کنارہ کش بناتی اور آخرت یاد دلاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ۔ جلد ۔ ص۱۳۹)

ں کے نذرانے

ت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کان النبی ﷺ یقبل الھدیۃ ویثیب علیھا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ ام نذرانہ قبول فرمایا کرتے تھے اور اس کا پورا پورا بدلہ دیا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۴۵)

ٹھے چومنا

ث شریف میں آیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ من سمع اسمی فی الأذان و وضع یه علٰی عینیه فا نا طا لبه یوم القیامة و قائد ه الی الجنة۔ جو کوئی آذان میں میرا نام سنے پنے انگوٹھے اپنی آنکھوں پر رکھے تو قیامت کے دن میں اسے تلاش کروں گا اور اسے جنت میں جاؤں گا۔ (صلوٰۃ مسعودی ج ۲ ص ۱۰۶)

ں

ت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ان رسول اللہ ﷺ کان یاٴ تی احد اُ کل عام فاذا تفو ہ عب سلم علیٰ قبور الشهدا ءِ فقال سلام علیکمْ بما صبر تم فنعم عقبی الدار۔ رسول ﷺ ہر سال احد تشریف لاتے اور جب گھاٹیاں سامنے آتیں تو آپ شہدائے احد کی قبروں کو م پیش فرماتے تھے۔ رواه ابنِ المنذر و ابن مردویه والجلال السیوطی فی الدّر المنثور ں الا مام فخر الدین الرازی والخلفا ء الا ربعة هکذا یفعلون رمواهب ارواح القدس ۶)

حوں کا آنا

ت مالک بن انس فرماتے ہیں بلغنی ان ارواح المؤ منین مرسلة تذهب حیث شآء ت۔ یہ خبر پہنچی ہے کہ بلاشبہ مومنوں کی روحیں آزاد ہوتی ہیں۔ جہاں جانا چاہیں چلی جاتی ہیں۔ رواہ ابی الدنیا (الحاوی للفتاوی۔ جلد ثانی ص ۱۷۳)

میلادالنبی کی خوشی

امام ابن الجزری اپنی کتاب عرف التعریف میں لکھتے ہیں کہ ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا اور اس سے کہا گیا "تیرا کیا حال ہے؟" اس نے کہا کہ میں دوزخ میں ہوں مگر ہر سوموار کی رات میرے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ اور میں اپنی انگلی سے اس قدر پانی چوستا ہوں۔ اور اس نے اپنی انگلی کے پورے کی طرف اشارہ کیا۔ **و ان ذلک با عتا قی لثویبة عند ما بشر تنی بولادة النبی صلے اللہ علیہ و سلم و با رضا عھالہٗ**۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ میں نے اپنی لونڈی ثویبہ کو اس وقت آزاد کیا تھا جس وقت اس نے مجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی خوشخبری دی تھی اور اس وجہ سے ہے کہ اس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ (الحاوی للفتاوی جلد اول ص ۱۹۶)

جمعہ کے دن صلوٰۃ وسلام

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ **اکثروا الصلوۃ علے یوم الجمعۃ فانہ مشھود یشھدہ الملائکة وان احداً لم یصل علی الا عرضت علّی صلاتہ**. جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ اس روز فرشتے حاضری دیتے ہیں۔ اور جب کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ۔ جلد اول۔ ص ۱۱۱)

دعا بعد نماز جنازہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **اذا صلیتم علّی المیت فاخلصوا لہ الدعآء**۔ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو اس کیلئے خلوص نیت سے دعا مانگو۔ (مشکوٰۃ۔ جلد اول۔ ص ۱۳۴)

بیس (۲۰) تراویح

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ **کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر**. نبی پاک ﷺ رمضان شریف میں وتروں کے علاوہ بیس (۲۰) رکعت (تراویح) پڑھا کرتے تھے۔ رواہ ابن ابی شیبہ والطبرانی والبیھقی وضعفہ

القاری فی المرقاۃ (حاشیہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۰۶)

صحابہ کی گستاخی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔اذا راٴیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علیٰ شرکم۔جب تم لوگوں کو دیکھو کہ وہ میرے صحابہ کو گالیاں دے رہے ہیں تو تم کہو تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔رواہ الترمذی (جامع صغیر۔جلد اول۔ص ۲۶)

ماتم

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاھلیۃ۔جو شخص اپنے گال پیٹے، اپنا گریبان پھاڑے اور جاہلانہ باتیں کہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔متفق علیہ (مشکوٰۃ ج ۱۔ص ۱۳۶)

وھذا آخر ما اردنا ایرادہٗ فی ھذہ الرسالۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بفضلہ ومنہ و کرمہ بحرمۃ سید الانبیاء علیہ افضل الصلوات والتسلیمات وعلی الہ وصحبہ ابداً ابداً۔۲۵ رمضان ۱۴۰۰ھ

تیسرا مقالہ

فضائل و کرامات اہل سنت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد الله رب العالمین و الصلوة والسلام علی رسوله محمد و اله و اصحابه اجمعین

اما بعد۔دور حاضر میں دیکھا جاتا ہے کہ بدمذہب لوگ بڑے منظم طریقہ سے بھولے بھالے سادہ لوح سنیوں کو اپنے باطل عقائد اور فاسد نظریات کا قائل بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔سنی مسلک حقہ کو معاذ اللہ پرانا مسلک بتا کر نئے مسلک کو اپنانے کا درس دے رہے ہیں۔ان لوگوں کی ہم خیال بیرونی حکومتیں بھی سنیوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لیے اچھی خاصی دولت تبلیغ کے نام پر خرچ کر رہی ہے۔ان حالات میں یہ ضروری ہے کہ سیدھے سادے سنی مسلمانوں کو سنی مسلک کی حقانیت سے باخبر کیا جائے تا کہ وہ ایمان کے ان لٹیروں سے اپنا ایمان بچا سکیں۔اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ مقالہ "فضائل و کرامات اہل سنت" ترتیب دیا ہے۔اللہ کریم جل شانہ اسے شرف قبولیت بخشے اور اسے سنی عوام کی مضبوطیٔ ایمان کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

اہل سنت ہمیشہ دین حق پر قائم رہیں گے۔

امام احمد طحطاوی لکھتے ہیں ۔اور علمآء سے مراد اہل سنت وجماعت کے علمآء ہیں۔اور اہل سنت وجماعت ابوالحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی کے پیرو کاروں کا نام ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔**لا تزال طائفةمن امتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خالفهم حتی یأتی امر الله وهم علی ذٰلک.** میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا۔جو کوئی بھی اس کی مخالفت کرے گا وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔یہاں تک کہ اللہ کا امر (روز قیامت) آئے گا۔اور وہ اس (حق) پر ہوں گے۔اس حدیث میں جس طائفہ کے حق پر قائم رہنے کی بشارت دی گئی ہے وہ اہل سنت وجماعت کا وہ طبقہء علمآء ہے جس کے پاس دینی او رالہامی علوم ہوں گے۔کیونکہ جب تک علمآءِ اہل سنت موجود ہوں گے عوامِ اہل سنت امن میں رہیں گے اور کسی قسم کی دینی گمراہی اور ضلالت میں نہیں پڑیں گے۔(حاشیہ مراقی الفلاح ص ۴)

اہل سنت ہمیشہ غالب رہیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب اہل شام میں فساد آجائے تو پھر تم میں کوئی بہتری نہیں ہو گی۔ اور میری امت کے ایک گروہ کو نصرت خداوندی حاصل رہے گی۔ جو شخص اسے ذلیل کرے گا وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (مشکوٰۃ ص۲۶۸ج۲)

اس حدیث کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ فالمراد بهم اهل السنّة والجماعة۔ اس منصور گروہ سے مراد اہل سنت وجماعت ہے۔ الحمد اللہ علی ذلک۔

اہل سنت نفاق سے بری ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ارشاد فرمایا۔ المؤ من اذا اوجب السنة والجماعة استجاب الله دعآءه وقضى حوائجه و غفرله الذنوب جميعا و كتب له براءة من النار و براءة من النفاق۔ کوئی مومن جب سنت وجماعت کا عقیدہ لازم کر لے تو اللہ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ اور اس کی حاجتیں پوری فرماتا ہے اور اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لیے دوزخ سے اور منافقت سے براءت لکھ دیتا ہے۔ (تکملۃ البحر الرائق ص۱۸۲ج۸)

اہل سنت کی خصوصی علامات۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ من كان على السنة والجماعة استجاب الله دعآءه و كتب له بكل خطوة يخطوها عشر حسنات و رفع له عشر درجات ۔ جب کوئی شخص سنت و جماعت کے عقیدہ پر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اور اس کے لئے ہر قدم کے عوض دس نیکیاں لکھتا ہے۔ اور اس کے لئے دس درجے اونچے فرماتا ہے۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ۔ کوئی شخص کس وقت جانے کہ وہ اہل سنت و جماعت سے ہے۔ "فرمایا۔" جب وہ اپنے دل میں دس باتیں پائے تو وہ سنت و جماعت پر ہے۔ ایک یہ کہ وہ پانچ نمازیں باجماعت پڑھے۔ اور صحابہ میں سے کسی کو بھی برائی سے یاد نہ کرے۔ اور نہ کسی صحابی کی تنقیص کرے۔ اور نہ بادشاہ پر تلوار لے کر بغاوت کرے۔ اور نہ اپنے ایمان میں

شک کرے۔ اور ایمان رکھے کہ اچھی بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ کے دین کے بارے میں کسی سے نہ جھگڑے۔ اور کسی موحد کی تکفیر کسی گناہ کے سبب سے نہ کرے۔ اور اہل قبلہ میں سے جو کوئی مرے اس پر نماز جنازہ ترک نہ کرے۔ اور موزوں پر مسح کو سفر اور حضر میں جائز جانے اور نیک وبد امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ (تکملۃ البحر الرائق ص ۱۸۲ ج ۸)

اہل سنت کی تعداد میں کمی آتی جائے گی۔

امام احمد صاوی لکھتے ہیں۔ نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک فرقہ ناجی ہے۔ اور باقی دوزخی ہیں۔ اور امت کی یہ فرقہ بندی صحابہ کے دور کے بعد شروع ہو گی۔ پس ناجی وہ فرقہ ہے جو نبی ﷺ اور صحابہ کے نقش قدم پر ہے۔ یہ ناجی فرقہ ہر زمانے میں قلت و کثرت کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ پس صدر اول میں یہ ناجی فرقہ غالب قوی تھا۔ اور جب بھی زمانہ گزرتا جائے گا۔ یہ ناجی فرقہ پوشیدگی میں بڑھتا جائے گا۔ لیکن جب تک دنیا میں قرآن موجود ہے یہ ناجی فرقہ ختم نہیں ہو گا۔ (تفسیر صاوی ﷺ ۱۵۲ ج ۱)

مذہب اہلِ سنت میں غریب لوگ رہ جائیں گے۔

اہل سنت کے حق مذہب پر آخر زمانے میں صرف غرباء و مساکین لوگ رہ جائیں گے۔ دولت مند لوگ اس مذہب حق کو چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **ان الدین بدا غریباً وسیعود کما بدا فطوبیٰ للغربآء و ھم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی**۔ بلاشبہ دین غربت کے حال میں ظاہر ہوا۔ اور عنقریب جس حال میں ظاہر ہوا تھا اسی حال میں لوٹے گا۔ سو غرباء کے لیے اچھائی ہو۔ اور غرباء وہ لوگ ہیں جو اس فساد کو درست کرتے ہیں جو لوگ میری سنت میں پیدا کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰ ج ۱)

اہل سنت کا ساتھ چھوڑنے والا دوزخی ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **الا من سرہ بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الفذ**۔ خبردار جس شخص کو جنت کا وسطی حصہ پسند ہے وہ جماعت کو لازم پکڑے۔ کیونکہ شیطان تنہا شخص کے ساتھ ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۴۲ ج ۲) اور آپ نے فرمایا وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ۔ اور تم پر

(اہل سنت وجماعت) اور عوام المسلمین (کادین) لازم ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۸ ج ۱)

سنی مسلمان ان احادیث متبرکہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ اور خیال کریں کہ اگر سواد اعظم کی پیروی چھوٹ گئی تو پھر انجام کتنا برا ہو گا۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ۔

اہلِ سنت ناجی فرقہ ہے۔

(۱) امام محمد غزالی کتاب الجام العوام عن علم الکلام میں روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **ستفرق امتی نیفا و سبعین فرقة الناجیّة منهم واحدة فقیل من هم فقال اهل السنة والجماعة فقیل وما اهل السنة والجماعة فقال ما انا علیه الان و اصحابی.** عنقریب میری امت ستر سے کچھ زائد فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے ایک ناجی ہے۔ سو کہا گیا وہ ناجی فرقہ کون ہے؟ تو فرمایا اھل سنت وجماعت ہیں۔ پھر کہا گیا۔ اہل سنت و جماعت کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو میری اس وقت کی سنت اور میرے صحابہ کی سنت پر ہوں گے۔ (الجام العوام عن علم الکلام ص ۳۵)

(۲) مولانا محمد حسن مجددی لکھتے ہیں۔ **فجملة السواد الا عظم و لفظة العا مة تصریح بکثر ة الا فراد و کثرة افراد اهل السنة و الجماعة بالنسبة الی جمیع طوائف الضلال امر بدیهی معلوم با لضرورة فثبت ان الفرقة الناجیة هی اهل السنة و الجما عة المقلدین للمذاهب الا ر بعة المشهورة** ۔ یعنی سواد اعظم اور عامہ کے الفاظ حدیث کثرت افراد کے بارہ میں صریح ہیں اور اہل سنت کے افراد کی کثرت تمام گمراہ ٹولوں کے افراد کی نسبت سے بدیہی اور معلوم امر ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ناجی فرقہ وہ اہل سنت وجماعت ہیں جو مشہور مذاہب اربعہ کے مقلدین ہیں۔ (العقائد الصحیحہ ص ۲۴)

(۳) اور حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **وا ما الفر قة الناجیة فهی اهل السنة والجماعة**۔ اور ناجی اہل سنت وجماعت ہی ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۸۵ ج ۱)

(۴) اور امام احمد طحطاوی در مختار کے حواشی میں فرماتے ہیں۔ **فعلیکم معاشر المؤ منین باتباع الفر قة النا جیة المسما ة با هل السنة و الجماعة فان نصرة الله و**

حفظه و تو فیقه فی موا فقتهم و خذ لا نه و سخطه و مقته فی مخالفتهم۔ پس اے تمام مومن جماعتو! تم پر فرقہ ناجیہ یعنی اہل سنت و جماعت کی پیروی لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی امداد اور اس کی نگہبانی اور توفیق اس جماعت کی موافقت میں ہے۔ اور اس کی ناراضگی اور غضب و غصہ اس کی مخالفت میں ہے۔ (حاشیہ در مختار بحوالہ الدولۃ العثمانیہ)

پھر آگے فرماتے ہیں و هذه الطائفة النا جية اليوم فی مذاهب اربعة و هی الحنفیون و الما لکیون و الشا فعیون و الحنبلیون رحمهم الله و من کا ن خار جاً عن هذه الا ر بعة فی هذ الزمان فهو من اهل البدعة و النار۔ اور یہ ناجی جماعت آج چار مذاہب حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی میں منحصر ہے۔ اور جو شخص آج اس زمانے میں ان چار مذاہب سے خارج ہے۔ وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔ (حاشیہ در مختار بحوالہ الدولۃ العثمانیہ)

سنی مسلمان علمائے حق کے ان ارشادات کو غور سے پڑھیں، سمجھیں اور جانیں کہ اتباع حق جیسی کوئی دولت نہیں کیونکہ آخرت کی کامیابی کا دارومدار حق پرستی پر ہی ہے۔ اگر اہل سنت کے مذہب حقہ کو چھوڑ کر بد مذہبی اپنائیں گے۔ تو آخرت میں کتنا خسارہ اٹھانا پڑے گا۔ اللهم ثبت قلو بنا علیٰ مذهب اهل السنة و الجماعة بمنک العظیم و رسولک الکریم ﷺ آمین۔

فائدہ:۔ آج کل ایک فرقہ پیدا ہو گیا ہے۔ جس نے اپنا نام "جماعت المسلمین" رکھا ہے۔ اس فرقہ کا اہل سنت سے یہ مطالبہ ہے کہ تم اپنے نام کا ثبوت دو۔ ورنہ ہماری جماعت المسلمین میں شامل ہو جاؤ۔ امام غزالی کی مندرجہ بالا حدیث اور تکملہ بحر الرائق کی پیش کردہ روایات سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ خود سرکار دوعالم ﷺ نے اہل حق کو اہل سنت و جماعت کا نام عطا فرمایا ہے۔ لہذا یہ نام سرکاری عطیہ ہے۔ کسی نے اپنی طرف سے نہیں رکھا ہے والحمد اللہ علی ذلک۔ ہاں ہمارا مطالبہ ان سے یہ ہے کہ "جماعت المسلمین" نام کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے۔ فان لم تفعلو ا و لن تفعلو ا فا تقو النار التی وقو دها الناس و الحجار ة اعدت اللکافرین۔

اہل سنت نبی ﷺ کی معنوی اولاد ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بریلوی قدس سرہ۔ آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک کی تفسیر میں لکھتے ہیں ای لیغفر اللہ بسببک و جاھک ما تقدم من زنوب اھلک و معا صیھم اوزلا تھم من اباآء ئک و امھا تک من عبد اللہ و آمنۃ الیٰ آدم و حوآ ء وما تا خر من ذنوب نسلک من احفادک و اسباطک بل و نسلک المعنوی جمیعا ً و ھم اھل السنۃ الیٰ یوم القیا مۃ۔یعنی تا کہ اللہ آپ کے سبب اور آپ کے مرتبہ کے باعث آپ کے گزرے ہوئے گھر والوں کے گناہ اور معاصی یا آپ کے باپوں اور ماؤں حضرت عبداللہ و آمنہ سے لے کر حضرت آدم و حواء تک کی لغزشیں اور آپ کی آنے والی نسلیں یعنی آپ کے نواسوں بلکہ آپ کی معنوی اولاد یعنی اہل سنت کے گناہ معاف فرمائے۔(حاشیہ الدولۃ المکیہ ص۲۹)

اہل سنت کے اعمال بہترین ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی روایت بیان کرتے ہیں کہ عبدالوھاب بن یزید کندی نے حضرت ابو عمر ضریر کو ان کی وفات کے بعد دیکھا تو عرض کیا۔ اللہ نے مرنے کے بعد آپ سے کیا معاملہ کیا ہے؟ فرمایا اس نے مجھے معافی دے دی ہے۔ اور مجھ پر رحم کیا ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا فای الاعمال وجدت افضل۔ آپ نے کون سے عمل بہترین پائے ہیں؟ فرمایا ما انتم علیہ من السنۃ والعلم۔ سنت اور علم میں سے جس پر تم ہو۔ یعنی اہل سنت اور اہل علم کے اعمال بہترین پائے ہیں۔ پھر عرض کیا اور تم نے بدترین اعمال کونسے پائے ہیں؟ فرمایا ناموں سے بچو۔ عرض کیا۔ کیا نام ہیں۔ فرمایا قدری و معتزلی و مرجئی فجعل یعد د اسماء اھل الاھو آء۔ قدری معتزلی اور مرجئی پھر وہ دوسرے بدمذہبوں کے نام گننے لگے۔(شرح الصدور ص۱۱۷)

اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول　　　نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اور فرماتے ہیں

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے　　　یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا　　اور فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا
(حدائق بخشش)

قبر میں سنی کا منہ قبلہ سے نہیں پھرتا ہے۔

ابو اسحاق فزاری بیان کرتے ہیں کہ ان کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے انہیں بتایا کہ میں قبریں کھودا کرتا تھا۔ (کفن چوری کرتا تھا۔) اور میں ایک قوم کو اس حال میں پاتا تھا کہ ان کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے ہوتے تھے۔ سو میں نے یہ بات امام اوزاعی کو لکھی تو آپ نے فرمایا۔ اولٰئک قوم ماتوا علیٰ غیر السنۃ۔ یہ لوگ سنی مذہب چھوڑ کر مرے ہیں۔ (اس لیے ان کا منہ کعبہ شریف سے پھیر دیا گیا۔)۔ (شرح الصدور ص ۷۲)

فرشتے سنی کو قبر میں تلقین کرتے ہیں۔

محدث لالکائی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن نصر صائغ سے روایت بیان کی ہے کہ میرے والد نمازِ جنازہ کے بہت شوقین تھے۔ وہ واقف و ناواقف اموات کے جنازہ کی نماز پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے ایک دن میں ایک نماز میں حاضر ہوا۔ تو جب لوگوں نے میت کو دفن کیا تو دو آدمی قبر میں داخل ہو گئے۔ پھر ایک شخص نکل آیا اور دوسرا قبر میں ہی رہ گیا۔ اور لوگ مٹی ڈالنے لگے تو میں نے کہا۔ اے لوگو۔ تم میت کے ہمراہ ایک زندہ شخص کو بھی دفن کر رہے ہو۔ سو لوگوں نے کہا۔ یہاں اور کوئی نہیں۔ میں نے کہا۔ شاید مجھے شبہ لگا ہو۔ پھر میں لوٹ آیا اور میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میں نے دو شخصوں کو دیکھا۔ ان میں سے ایک نکل آیا اور دوسرا باقی رہ گیا۔ میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ اللہ میرے لیے میرا معاملہ ظاہر فرما دے۔ پس میں قبر کی طرف آیا اور دس مرتبہ سورہ یٰسین سورۃ تبارک پڑھیں اور رونے لگا اور عرض کیا۔ اے میرے رب جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کی حقیقت مجھ پر ظاہر فرما دے۔ کیونکہ میں اپنے عقل اور ایمان کے ضائع ہونے کا خوف رکھتا ہوں۔ فوراً قبر پھٹی تو اس سے ایک شخص نکلا پھر وہ پیٹھ پھیر کر چلا۔ میں نے کہا۔ اے فلاں تجھے تیرے معبود کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو ٹھہر تا کہ میں تجھ سے کچھ پوچھوں۔ اس نے میری طرف توجہ نہ کی پھر میں نے دوسری اور تیسری بار یہی کہا

تو اس نے توجہ کی اور کہا تو نصر الصائغ ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ پھر اس نے کہا۔ کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ میں کہا نہیں۔ اس نے کہا۔ نحن مالکان من ملائکة الر حمة و کلنا با هل السنّة اذا و ضعوا فی قبور هم نزلنا حتی نلقنهم الحجة۔ ہم رحمت کے فرشتوں میں سے دو فرشتے ہیں۔ ہم اہل سنت پر مقرر کیے گئے ہیں۔ جب وہ قبروں میں رکھے جاتے ہیں تو ہم اترتے ہیں اور انہیں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب سکھاتے ہیں۔ پھر وہ غائب ہو گیا۔ (شرح الصدور ۵۸)۔ (صحیح البہاری ص۸۶۱)

سنی مسلمان اس حدیث پر غور کریں کہ مسلک اہل سنت کی حقانیت کی کتنی عظیم برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ قبر میں حساب و کتاب کی کامیابی کے لیے سنی مسلمانوں کو جواب سکھانے کے لیے رحمت کے فرشتے مقرر فرمادیتا ہے۔ اللھم ثبت اقدامنا علیٰ ھذا المذھب العالی بفضلک واختم حیاتنا علیٰ ھذا المذھب الحق بحق ذاتک یاقدیم الذات ویا عظیم الصفات آمین۔

قیامت کے دن سنیوں کے چہرے روشن ہوں گے۔

اہل سنت کی عند اللہ تعالیٰ کرامات میں سے سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ میدان محشر میں ان کے چہرے ہشاش بشاش ہوں گے اور ان کے مخالفین کے چہرے سیاہ ہونگے۔ چنانچہ مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں۔ یعنی یوم القیامۃ حین تبیض وجوہ اھل السنۃ والجماعۃ و تسود وجوہ اھل البدعۃ و الفرقۃ قالہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت عبداللہ بن عباس صحابی رسول ﷺ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا قیامت کے دن اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت اور فرقہ بندی کرنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۹۰ ج۱)

اور تفسیر حسینی میں ہے واما آناں کہ سفید شد روہائے ایشاں یعنی مومناں و اہل سنت۔ یعنی قیامت کے روز جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ مومن اور اہل سنت ہوں گے۔ (تفسیر حسینی ص ۷۸)

اور امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ وا خرج الدیلمی فی مسند الفر دوس بسند ضعیف عن ابن عمر عن النبی ﷺ فی قولہ تعالیٰ یوم تبیض و جو ہ و تسو د و جو ہ قال تبیض و جو ہ اھل السنة و تسو د وجوه اھل البد عة محدث دیلمی نے کتاب مسند الفردوس

میں ضعیف سند سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ اہل سنت کے چہرے سفید اور اہل بدعت کے سیاہ ہوں گے (الا تقان ص ۱۹۲ج ۲)

اور یہی امام جلال الدین سیوطی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔ اخرج ابن ابی حاتم والا لکائی عن ابن عباس رضی الله عنهما فی هذه الآية قال تبيض وجوه اهل السنة و الجماعة و تسو د وجوه اهل البد عة والضلال و اخر جه الخطيب فی الروایة عن مالک والد یلمی من حدیث ابن عمر موقو فاً۔ محدث ابن ابی حاتم اور لالکائی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید ہوں گے۔ اور اہل بدعت وضلالت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اور اس بات کو روایت کے طور پر خطیب نے حضرت عبداللہ بن عمر سے موقوفاً روایت کیا ہے (البدور السافرۃ ۱۴۳)

الحمد للہ یہاں تک جو کچھ لکھا گیا۔ اس سے اہل سنت و جماعت کے مسلک کی حقانیت و صداقت روز روشن سے زیادہ روشن ہو گئی ہے۔ سعادت مند لوگ ہی اس مسلک حق کو قبول کرتے ہیں اور اس پر قائم و دائم رہتے ہیں اور جو بد نصیب لوگ آخرت کی عزت و کامیابی کی قدر نہیں جانتے۔ وہ گمراہیوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک اہل سنت و جماعت پر استقامت عطا فرمائے۔ اور قیامت کے دن زمرۂ اہل سنت میں ہمیں حشر نصیب فرمائے۔ آمین۔

ضروری تنبیہ۔

یہاں یہ بتا دینا بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ آج کل کا دیوبندی ٹولہ جو (۱) حقیقت میں وہابی نجدی عقائد باطلہ کا حامل ٹولہ ہے۔ اہل سنت کو وہابیت کے جال میں لے جانے کے لیے سنی حنفی کہلاتا ہے۔ لہذا اہل سنت اس ٹولہ سے ہوشیار رہیں۔ یہ ٹولہ اگر حقیقت میں سنی حنفی ہوتا تو بریلوی سنی مسلمانوں کا مقابلہ نہ کرتا، وہابیہ نجدیہ کا طرفدار نہ ہوتا اور حضور ﷺ اور دیگر بزرگان دین کی گستاخیاں نہ کرتا۔ لہذا اس ٹولہ سے بالعموم اور اس ٹولہ کی جو بستر بند جماعت گلی گلی میں گھومتی

---

(۱) اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے کتاب ''علماء دیوبند اور شیخ محمد بن عبدالوہاب'' موءلفہ دیوبندی مولوی منظور احمد نعمانی کا مطالعہ کریں۔

پھرتی۔ ہے اس سے بالخصوص بچنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذا الرسالۃ النافعۃ تقبلہا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔ (۲۵ر رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ)

(۲۵ر رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ)

چوتھا مقالہ

جماعتِ حقہ کی پہچان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ الحنان المنان والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہ نبی آخر الزمان وعلیٰ الہ و صحبہ اصحاب الایقان والعرفان اماّ بعد. آج امت محمد یہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام متعدد فرقوں میں بٹی ہوئی ہے۔ تقریباً ہر اسلامی ملک میں مختلف العقیدہ اشخاص پائے جاتے ہیں۔ سنّی، شیعہ، وہابی، دیوبندی، مودودی، مرزائی، پرویزی، غیر مقلدین اہل حدیث سب اپنے آپ کو برحق اور دوسروں کو گمراہ وبد دین سمجھتے ہیں۔ اور اپنے عقیدہ وخیال پر قرآن وحدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ عوام المسلمین جو علوم دینیہ سے بے بہرہ ہوتے ہیں اور حق وباطل میں امتیاز کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں۔ ان اختلافی باتوں کو سن کر یا تو سب فرقوں کو ٹھیک سمجھ کر ہر دیگ کا چمچہ بن جاتے ہیں یا سب سے بیزار ہو کر بے دین ہو جاتے ہیں۔ بدیں وجہ ہم نے جماعت حقہ کی پہچان کرانے کے لئے یہ مختصر رسالہ لکھا ہے۔ اللہ کریم اسے شرف قبولیت بخشے آمین بجاہ النبی الامین. ﷺ

پیشین گوئی۔

نبی غیب داں ﷺ نے مذکورہ بالا فرقوں کے ظہور سے کئی برس پہلے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ بلاشبہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ (مشکوٰۃ جلد ا ص ۲۸) اور یہ بھی ارشاد فرمایا تھا۔ "تم میں سے جو کوئی زندہ رہے گا وہ عنقریب اختلاف کثیر دیکھے گا۔ (ابن ماجہ ج ا ص ۲)

فرقوں کا ظہور۔

پھر حضور پر نور ﷺ کی اس پیشین گوئی کے عین مطابق اس امت میں اختلاف وافتراق ظاہر ہونا شروع ہو گیا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا فرقوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ آخر کار یہ تہتر فرقے پورے ہو گئے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ سو تہتر فرقوں کے اصول دس فرقے ہیں۔ اہل سنت، خارجی، شیعہ، معتزلہ، مرجیہ، مشبہ، جھمیہ، ضراریہ، نجاریہ اور کلابیہ۔ اہل سنت ایک فرقہ ہے، خارجیوں کے پندرہ، معتزلہ کے چھ، مرجیہ کے بارہ، شیعہ کے

بتیس اور مشبّہ کے تین فرقے ہیں، نجاریہ، کلابیہ اور ضراریہ کا ایک ایک فرقہ ہے۔ پس حضور کی پیشین گوئی کے مطابق یہ کل تہتر فرقے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین ص ۸۵)

ناجی فرقہ ایک ہی ہے۔

جہاں سرور کونین ﷺ نے اس امت کے تہتر فرقوں میں بٹ جانے کی خبر دی۔ وہاں آپ نے یہ بھی فرمادیا ''کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ'' وہ سب فرقے دوزخی ہیں۔ مگر ایک جماعت (جنتی ہے۔) امام تورپشتی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ یعنی ناجی فرقہ کے سوا سب فرقے ایسے عقائد واعمال کے حاملین ہوں گے کہ وہ عقائد واعمال ان کے دوزخ میں داخلہ کا سبب بنیں گے۔ پھر جن کے عقائد کفریہ ہوں گے اور وہ انھیں پر مرے ہوں گے۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اور جن کے عقائد کفریہ نہیں۔ وہ مشیت باری کے ماتحت ہیں۔ خواہ وہ ان کو بخش دے یا ان کو عذاب دے کر جہنم سے نکالے اور جنت میں داخل فرمائے۔ (طحطاویہ علی ردالمختار)

اشکال۔

اب یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ہر فرقہ ناجی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ لہٰذا ہم کس فرقے کو ناجی قرار دیں گے۔ اس کا حل امام طحطاوی حنفی ان الفاظ میں پیش فرماتے ہیں۔ ''کسی شخص کا حق پر ہونا محض اس کے دعویٰ اور اس کے ناقص خیال کی بناء پر نہیں مانا جائے گا۔ بلکہ پہلے ہم ان ماہرین شریعت اور علماء محدثین کی منقولہ روایات جمع کریں گے۔ جنھوں نے سرور کونین ﷺ کے امور واحوال وافعال وحرکات وسکنات اور صحابہ ومہاجرین وانصار کے احوال وحالات کے بارہ میں احادیث صحیحہ جمع کی ہیں۔ مثلاً امام بخاری اور امام مسلم وغیرھا ثقات محدثین کہ جن کی پیش کردہ روایات پر جملہ اہل شرق وغرب کا اتفاق ہے۔ پھر دیکھیں گے کہ کون سا فرقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ور اہ پر گامزن ہے۔ تو اس کے متعلق یہ فیصلہ دیں گے۔ کہ وہ حق وصداقت کی راہ پر ہے۔ اور یہی قاعدہ کلیہ سیدھی راہ پر ہونے والے اور ٹیڑھی راہ اختیار کرنے والے کے مابین فرق ثابت کرتا ہے۔'' (حواشی طحطاوی علی ردالمختار)

جماعت حقہ کی پہچان۔

ہر مسلمان پر از روئے شرع شریف لازم ہے کہ وہ جماعت حقہ کو پہچاننے کی کوشش کرے۔اور حق وصداقت کو پہچاننے کے بعد اسے اختیار کرے۔جو شخص حق پہچاننے کے لیے اپنی مقدور بھر سعی کرے گا۔وہ ضرور حق کو پالے گا۔ہاں جو اندھا بن کر گمراہی میں پڑا رہے اُس کا کیاعلاج ہو سکتا ہے۔ **واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم**

ناجی فرقے کی علامات۔

شارع علیہ الصلوۃ والسلام کا کام صرف یہ نہیں ہوتا کہ وہ آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات سے خبر دار کر دیں۔ بلکہ ان کے متعلق واضح ہدایات دینا بھی ان کے فرائض تبلیغ میں داخل ہوتا ہے۔ تاکہ امت کو پیش آمدہ واقعات میں ہدایات نصیب ہوں۔اسی وجہ سے حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ نے ناجی فرقہ کی تین علامتیں بیان فرمائی ہیں۔

ناجی فرقہ کی پہلی علامت۔

ناجی فرقہ کی پہلی علامت یہ ہے کہ وہ سنت پر قائم ہوتا ہے۔چنانچہ جب حضور پر نور ﷺ نے فرمایا۔"میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔وہ سب فرقے دوزخی ہیں مگر ایک جماعت جنتی ہے۔"تو صحابہ کرام نے عرض کیا۔یارسول اللہ۔وہ ناجی جماعت کونسی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔**ماانا علیہ واصحابی**۔ "جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔"یعنی ناجی جماعت وہ ہے جو میری اور میرے صحابہ کی راہ پر چلے گی۔اور دوسری حدیث شریف میں ارشاد فرمایا۔**فعلیکم بما عرفتم من سنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ**۔سو(اختلاف کثیر کے وقت)تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدہ کی سنت میں سے جو کچھ جانو اسے لازم پکڑو اور اسے مضبوطی سے تھامے رہو۔(ابن ماجہ ص ۵ جلد اول)

ان ارشادات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ راہ حق پر وہی فرقہ ہے۔جو اہل سنت ہے۔

اللھم ثبتنا علی مذھب اھل السنۃ والجماعۃ ۔ آمین۔

ناجی فرقہ کی دوسری علامت۔

سرور کونین ﷺ نے ناجی فرقہ کی دوسری علامت یہ بتائی کہ وہ شروع سے آخر تک کثیر التعداد اور جم غفیر ہو گا۔ چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ اتبعوا السواد الاعظم فانّہ من شذ شذّ فی النار۔ مسلمانوں کے سب سے بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ کیونکہ جو اس سے الگ ہو گا وہ دوزخ میں الگ کیا جائے گا۔ (مشکوۃ ج۱ ص ۲۸) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ''بلاشبہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی۔ پس جب تم اختلاف دیکھو تو تم پر سواد اعظم کی پیروی لازم ہے'' (ابن ماجہ ج۱ ص ۲۸۳)۔ اور تیسری جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہوتا ہے۔ ''بہتر فرقے دوزخی ہیں۔ اور ایک فرقہ جنتی ہے اور وہ جماعت ہے۔'' (مشکوۃ ج۱ ص ۲۸)۔ ملا علی القاری حنفی اس کی شرح میں فرماتے ہیں ''جماعت سے مراد امت محمدیہ کی اکثریت ہے۔'' (شرح فقہ اکبر ص ۲) اور چوتھے مقام پر ارشاد ہوتا ہے ''اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ اور جو اس سے جدا ہو گا۔ وہ دوزخ میں الگ کیا جائے گا۔'' (مشکوہ ج۱ ص ۲۸)۔ اور ارشاد فرماتے ہیں۔ ''گھاٹیوں سے بچو۔ اور تم پر جماعت اور عامۃ الجماعۃ کی پیروی لازم ہے۔'' (مشکوۃ ج۱ ص ۲۸)۔ اور ارشاد فرماتے ہیں ''جو شخص بالشت بھر جماعت سے جدا ہوا۔ اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی اتار دی۔'' (مشکوہ ج۱ ص ۲۸)

ان سب ارشادات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ راہ حق پر وہی جماعت ہے جو اہل سنت ہونے کے ساتھ ساتھ اہل جماعت بھی ہے۔ یعنی اہل سنت و جماعت ہے۔ حواشی سنن ابن ماجہ میں ارشاد فرمایا ''سو یہ حدیث (فعلیکم بالسواد الاعظم) اہل سنت و جماعت کے لئے معیار عظیم ہے۔ اللہ ان کی کوششیں قبول فرمائے۔ اور اس بات پر کسی دلیل کے لانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر تو تمام گمراہ فرقوں کی تعداد دیکھے باوجود اس کے کہ وہ بہتر ہیں تو وہ اہل سنت کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچیں گے۔'' (حواشی سنن ابن ماجہ ص ۲۸۳)

اہل سنت و جماعت کی وجہ تسمیہ۔

چونکہ جماعت اہل سنت اول سے آج تک سنت پر قائم اور سواد اعظم رہی ہے۔ اس وجہ سے اس کا نام اہل سنت و جماعت پڑا ہے۔ مولانا امجد علی صاحب اعظمی فرماتے ہیں۔ ''حدیث میں

ہے یہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ایک فرقہ جنتی ہو گا۔باقی سب جہنمی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ وہ ناجی فرقہ کون ہے؟فرمایا۔وہ جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔یعنی سنت کے پیرو۔ دوسری روایت میں ہے۔ فرمایا۔وہ جماعت ہے یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ۔جسے سواد اعظم فرمایا۔اور فرمایا۔جو اس سے الگ ہوا وہ جہنم میں الگ ہوا۔اس وجہ سے اس ناجی فرقہ کا نام اہل سنت و جماعت ہوا۔"(بہار شریعت حصہ اول ص ۵۵)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔"اور یہی وجہ ہے کہ ان کا نام اہل سنت و جماعت پڑا۔اگرچہ یہ نام حادث ہے۔ مگر اہل سنت کا عقیدہ قدیم ہے۔"(اشعۃ اللمعات۔ جلد اول ص ۱۴۰)

ناجی فرقہ کی تیسری علامت۔

نبی غیب دان ﷺ نے ناجی فرقہ کی تیسری علامت یہ بتائی ہے۔ کہ وہ قرب قیامت تک باقی، حق پر قائم، منصور من اللہ اور اپنے مخالفین پر غالب رہے گا۔چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ "میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی۔دریں حالیکہ اس کا ساتھ چھوڑنے والا اور اس کی مخالفت کرنے والا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ حتیٰ کہ جب قیامت آئے گی تو یہ جماعت اسی حال پر ہو گی اور آخر زمانے میں یہ جماعت شام کے علاقہ میں ہو گی۔"(مشکوٰۃ فی ثواب ھذہ الامۃ)

امام نووی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔"امام بخاری نے فرمایا یہاں جماعت سے مراد اہل علم کی جماعت ہے اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔اگر یہاں محدثین کی جماعت مراد نہیں تو میں نہیں جانتا کہ کون لوگ مراد ہیں۔اور قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ امام احمد کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت اور محدثین کے پیروکار قرب قیامت تک موجود رہیں گے۔"(منہاج شرح مسلم ج۲ ص۱۵۱)

اور سرور کونین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔"میری امت کی ایک قوم عیسیٰ بن مریم کے نزول تک حق پر قائم رہے گی۔وہ جب بھی اتریں گے۔"(تفسیر کثیر جلد ۲ ص ۲۶۰)

اور محدث ابن کثیر حدیثِ میلاد النبی ﷺ کے ان الفاظ ورأت امی انہ خرج منھا نور'' اضاءت لہٗ قصور الشام کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ ''اس حدیث میں ولادت نبوی کے وقت نور مصطفیٰ ﷺ کے ظہور کو ملکِ شام کے ساتھ مخصوص بنانے میں یہ اشارہ مقصود ہے کہ ملک شام آپ کے دین و نبوت کا مستقر ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آخری زمانے میں شام کا ملک اسلام اور مسلمانوں کی آماجگاہ بن جائے گا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اسی ملک میں دمشق کی مسجد کے مشرقی سفید مینارہ پر نزول فرمائیں گے اور اسی وجہ سے صحیحین کی روایت میں آیا ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی۔ در آں حالیکہ اس کا ساتھ چھوڑنے والا اور اس کی مخالفت کرنے والا اسے نقصان نہ پہنچائے گا۔ حتیٰ کہ جب قیامت آئے گی تو یہ جماعت اس حال پر ہو گی۔ اور بخاری شریف کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ جماعت اس وقت شام کے علاقہ میں موجود ہو گی۔'' (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۲۶۹)

اہل سنت و جماعت ناجی فرقہ ہے۔

الحمد اللہ ہر حق شناس شخص جانتا ہے کہ ناجی فرقہ کی یہ تینوں علامات جماعت حقہ اہل سنت و جماعت میں موجود ہیں۔ اور باقی کسی فرقہ میں موجود نہیں۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ اہل سنت و جماعت ہی ناجی اور جنتی جماعت ہے۔ اور اس کے ناجی ہونے کی تصریح امت کے جلیل القدر علمائے کرام و مشائخ عظام نے بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

شیخ عبدالحق کا ارشاد: اور ناجی فرقہ اہل سنت و جماعت ہیں۔ اور اگر کوئی کہے۔ یہ کیسے معلوم ہوا کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت ہیں۔ اور ان کا مسلک راہِ راست و راہِ خدا ہے۔ اور باقی سب فرقے دوزخ کی راہ پر ہیں۔ حالانکہ ہر فرقہ کا یہ دعویٰ ہے کہ وہی راہِ راست پر ہے۔ اور اس کا مذہب حق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی شئے صرف دعوای سے ثابت مانی نہیں جاتی۔ بلکہ اس دعوای پر دلیل ہونی چاہیے ۔ اور اہل سنت کے برحق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اہل سنت کا مذہب نقل در نقل چلا آرہا ہے۔ اور اس میں عقل محض کو کافی قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اور اخبار متواترہ سے معلوم ہوا ہے۔ اور روایات و احادیث میں غور کرنے سے پتہ چلا ہے کہ سلف صالحین یعنی صحابہ و

تابعین اور ان کے بعد آنے والے جملہ مسلمین اسی (اہل سنت) کے اعتقاد پر اور اسی مذہب پر تھے۔ اور مذاہب و اقوال میں بدعت و خود رائی صدر اول گزرنے کے بعد حادث ہوئی ہے۔ اور ان نئے مذاہب پر نہ کوئی صحابی تھا۔ نہ سلف صالحین میں سے کوئی اور بزرگ۔ بلکہ جو بزرگ اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے ان مذاہب سے اپنی برأت کا اظہار کیا تھا اور اگر ان کا کوئی دوست یا ہم مجلس کوئی نیا عقیدہ نکالتا تھا تو وہ اس سے قطع تعلق کر لیتے تھے۔ اور اس کی پوری پوری تردید فرماتے تھے۔ صحاح ستہ اور دوسری وہ معتمد کتب احادیث جن پر اسلامی احکام کی بنیاد و مدار ہے۔ جمع کرنے والے محدثین اسی سنی مسلک پر گامزن تھے۔ اور مذاہب اربعہ کے ائمہ فقہائے کرام اور دوسرے فقہاء و ائمہ جو ان کے طبقہ میں تھے۔ وہ سب اسی سنی مذہب پر قائم تھے۔ اور ائمہ اصول کلام اشاعرہ و ماتریدیہ جنہوں نے سلف صالحین کے مذہب کی تائید فرمائی اور عقلی دلائل سے اسے پختہ بنایا اور رسول اللہ کی سنت اور اجماع سلف صالحین کو تاکید بخشی۔ وہ بھی اسی سنی مذہب پر گذرے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس قدیم مسلک کا نام اہل سنت و جماعت پڑا۔ اگرچہ یہ نام حادث ہے۔ مگر اہل سنت کا عقیدہ قدیم ہے۔ اور متقدمین محققین مشائخ صوفیائے کرام جو اعلیٰ درجہ کے پرہیز گار متبع شریعت خدا یاد اور خدا ترس تھے وہ بھی اسی سنی مذہب پر تھے۔ جیسا کہ ان کی معتمد کتب مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ الحاصل سواد اعظم دین اسلام میں اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ یہ بات ہر منصف شخص جانتا ہے جو تعصب اور ہٹ دھرمی سے دور ہے۔ **واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل**۔

حضرت غوث اعظم کا ارشاد: حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں۔ ''ناجی فرقہ صرف اور صرف اہل سنت و جماعت ہے۔'' (غنیۃ الطالبین ج ا ص ۸۵)

امام شہاب الدین خفاجی کا ارشاد: امام شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں ''ان سب اسلامی فرقوں میں نجات پانے والا فرقہ صرف ایک ہے۔ اور وہ اہل سنت و جماعت ہیں۔ جو کتاب اللہ اور سنت رسول سے تمسک پکڑتے ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث ما انا علیہ و اصحابی میں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا۔'' (نسیم الریاض۔ ج ۳ ص ۱۵۴)

امام علی قاری کا ارشاد: ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں۔ ''ناجی فرقہ اہل سنت وجماعت ہیں۔ جن میں فقہائے کرام مثلاً ائمہ اربعہ امام اعظم، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور محدثین اور اشعری وماتریدی متکلمین گزرے ہیں۔ کیونکہ ان کا یہ مذہب بدعت سے خالی ہے۔'' (شرح شفا۔ ج ۳ ص ۱۵۴)

امام حلبی ریحاوی کا ارشاد: شارح قصیدہ بدء الآمالی علامہ حلبی ریحاوی فرماتے ہیں ''ناجی فرقہ صرف اہل سنت وجماعت ہے۔'' (نخبۃ اللآلی ص ۶۲)

امام جلال الدین سیوطی کا ارشاد: خاتمۃ المحدثین امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ''ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام شافعی، امام مالک، امام اعظم ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل اور باقی سب ائمہ اللہ کی جانب سے عقائد واعمال میں حق پر تھے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ امام ابوالحسن اشعری طریقت کے امام ہیں۔ اور اس فن میں انہیں دوسروں پر فوقیت دی گئی ہے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ صوفیائے کرام کے سردار ابوالقاسم جنید بغدادی کا طریقہ علم وعمل میں سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ سو وہ بدعت سے خالی، تدبیر وتسلیم اور ہوائے نفسانی سے بری ہونے پر دائر اور کتاب وسنت پر مبنی ہے۔'' (حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۸۳)

امام احمد طحطاوی کا ارشاد: امام احمد طحطاوی حنفی فرماتے ہیں ''اے جملہ مومنین۔ تم سب پر لازم ہے کہ تم ناجی جماعت کی اتباع کرو۔ جو اہل سنت وجماعت کے نام سے موسوم ہے۔ کیونکہ نصرت الٰہی، حفاظت ربانی اور توفیق خداوندی اس جماعت کی موافقت میں ہے۔ اور غضب الٰہی وقہر ربانی وناراضگیٔ خداوندی اس جماعت کی مخالفت میں ہے۔ آج کل یہ ناجی فرقہ (اہل سنت وجماعت) چار مذاہب فقہی پر مشتمل ہے۔ اور وہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی ہیں اور جو اس زمانے میں ان چار مذاہب حقہ سے خارج ہوا۔ وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔'' (حاشیہ ردالمختار)

مجدد الف ثانی کے ارشادات: سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امام شیخ سرہندی ارشاد فرماتے ہیں۔ اے سعادت اور نیک بختی والے! انسان کے لیے ناجی فرقہ اہل سنت وجماعت رضوان اللہ تعالیٰ

علیھم اجمعین کے عقائد کے موافق اپنا اعتقاد درست کرنے سے چارہ نہیں۔ تا کہ آخرت میں نجات اور کامیابی متصور ہو۔ اور بداعتقادی کہ وہ نام ہے اہل سنت و جماعت کے عقائد کی مخالفت کا زہر قاتل ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کی موت اور عذاب تک پہنچاتی ہے۔ عمل میں کمی اور سستی کے معاف کیے جانے کی تو امید ہے۔ لیکن اعتقاد میں کمی اور سستی معاف کیے جانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ بلاشبہ اللہ اس بات کو معاف نہیں کرے گا۔ کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ اور اس کے ماسوا کو جس کے لیے چاہے گا۔ بخشے گا۔" (مکتوبات ج ۲ ص ۱۸۰)

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں "اور وہ ایک ناجی فرقہ اہل سنت و جماعت ہیں کہ وہی رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور صحابہء کرام کی پیروی کو لازم پکڑے ہوئے ہیں۔" (مکتوبات ج ۲ ص ۱۹۱) اور تیسری جگہ فرماتے ہیں "الحاصل نجات کا راستہ صرف اسی بات پر موقوف ہے کہ تمام افعال، اقوال، اصول و فروع میں اہل سنت و جماعت کی پیروی کی جائے۔ اللہ سبحانہٗ انہیں کثرت نصیب کرے۔ کیونکہ صرف یہی فرقہ نجات پانے والا ہے۔ اور اس کے ماسوا جتنے فرقے ہیں وہ سب معرض زوال و ہلاکت میں ہیں۔ آج کوئی اس بات کو جانے یا نہ جانے۔ کل قیامت میں اس بات کو ہر کوئی جان لے گا۔ مگر اس وقت کا جاننا کوئی فائدہ نہ دے گا۔" (مکتوبات ج ۱ ص ۵۵)

الحمدللہ علمائے کرام اور مشائخ عظام کی ان تصریحات سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ راہِ حق و صداقت پر صرف اہل سنت و جماعت ہی قائم ہیں۔ اسی عقیدہ پر جملہ سلف صالحین، صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین، علمائے محدثین و متکلمین گزرے ہیں۔ اور یہی وہ جماعت ہے جسے نبی اکرم ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت سنائی اور تا قرب قیامت اس کے حق پر قائم اور مخالفین پر غالب رہنے کی شہادت دی۔ سو ہر مسلمان پر لازم ہے۔ کہ وہ اسی جماعت حقہ کے عقائد و اعمال اپنا کر سعادت ابدی و نجات سرمدی حاصل کرے۔ اس جماعت ناجیہ سے کٹ جانے والا اور اسے باطل سمجھنے والا یقیناً قطعاً جہنمی اور عذاب الٰہی کا سزاوار ہے۔ مسلمان نہ سب فرقوں کو حق جان کر ہر دیگ کا چمچہ بنیں۔ اور نہ سب کو غلط سمجھ کر اسلام دشمنی یا الحاد پسندی اختیار کریں۔ کہ ان دونوں

باتوں میں لازماً اخروی خسارہ ہے۔ مسلمان بھائیو! حق پہچانو۔ حق کا ساتھ دو۔ حقہ جماعت کے ساتھ رہو۔ اور بدمذہبوں سے پوری طرح کنارہ کش رہو۔ اسی میں تمہارے ایمان کی سلامتی اور دین و دنیا کی فوز و فلاح اور نیک نامی و سرخروئی مضمر ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

کارِ ما نصیحت بود کردیم۔

دور حاضر میں حقیقی سنی کون ہیں۔

آج کل دیکھا جاتا ہے کہ بدمذہب لوگ سنیت و حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر عوام المسلمین کو غیر سنی عقائد و نظریات میں پھنسانے کا ناپاک منصوبہ بنائے ہوئے ہیں۔ اس لیے مسلمان ایسے دین چوروں سے ہوشیار رہیں۔ دور حاضر میں سنی مسلک حقہ پر صرف وہی مسلمان قائم ہیں۔ جو امام اہل سنت، مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا امام اور مقتدا مانتے ہیں۔ اور ان کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہیں۔ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے مجدد برحق، نائب غوث الاعظم جیلانی، جید عالم دین، سچے عاشق رسول، نعت گو شاعر اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کے سچے داعی تھے۔ ان کے دور میں جن دین کے لٹیروں نے سنت و حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر عوام المسلمین کو گمراہ کرنے کی کوششیں کیں۔ اعلیٰحضرت نے ان کے اصلی خدوخال کو بے نقاب فرمادیا۔ ولہذا ''سنی بریلوی'' مسلک پر چل کر ہی آج ہم کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔

اللھم ثبتنا علیٰ ھذا لمذھب العالی بمنک العظیم یا عظیم الصفات یا کریم الزات آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین ﷺ (۲۴ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

پانچواں مقالہ

اصلی سنّی کی پہچان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله البر الرحیم والصلوة والسلام علیٰ رسوله الکریم و علی اله و اصحابه اهل التعظیم و التکریم اما بعد .

آج کل بدعقیدہ لوگ عوام المسلمین کو مسلک اہل سنت وجماعت سے ہٹانے اور انہیں بداعتقادی کے جال میں پھنسانے کے لیے طرح طرح کے حربے استعمال کر رہے ہیں۔ جس طرح حضور پرنور ﷺ کے عہد سعید میں منافقین کلمہء اسلام پڑھ کر اسلام اور بانیء اسلام کے خلاف اپنی ناپاک سرگرمیوں میں مصروف رہتے تھے۔ اور موقع ملنے پر اسلام کو زک پہنچانے کی پوری پوری کوشش کرتے تھے ۔اسی طرح آج کل کے بدعقیدہ لوگ سنّی حنفی بلکہ چشتی قادری نقشبندی وغیرہ کہلا کر سوادِ اعظم اہل سنت کو ائمہ کرام ومشائخ عظام کے راستہ سے ہٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے عوام سنی بھائی سنی عقائد و نظریات سے کماحقہٗ آگاہ ہوں تاکہ وہ اصلی سنّی اور نقلی سنّی میں امتیاز کر سکیں۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ مقالہ ''اصلی سنّی کی پہچان'' لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

اصلی سنّی کی پہچان کا آسان اور سیدھا سادہ طریقہ یہی ہے کہ ہم قدیم معتبر سنّی علمائے کرام ومشائخ عظام کے عقائد و نظریات جانیں اور آج جو جماعت ان عقائد پر کاربند ہے۔ اسے اصلی سنّی سمجھیں۔ لہذا ہم قدیم سنی علمائے محققین کی عبارات پیش کرتے ہیں۔ تاکہ حق و صداقت کا بول بالا اور کذب و دروغ کا منہ کالا ہو۔ وباللہ التوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بدعت حسنہ۔

''امام نووی فرماتے ہیں۔ جو کام حضور ﷺ کے زمانے میں نہ ہوا ہو۔ اسے ایجاد کرنا بدعت ہے۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ۔'' (الحاوی للفتاوی صفحہ نمبر ۱۹۲ ج ۱)

بدعت کی اقسام۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں۔بدعت کی پانچ قسمیں ہیں ا۔بدعت واجبہ۔۲۔بدعت محرمہ ۳۔بدعت مستحبہ۔۴۔بدعت مکروہہ۔اور ۵۔بدعت مباحہ، اگر کسی بدعت کے متعلق یہ جاننا مقصود ہو کہ وہ کس قسم کی ہے۔تو قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہم اسے شرعی قواعد پر پیش کریں گے۔اگر وہ ایجاب کے قواعد میں داخل ہے۔تو بدعت واجبہ ہے۔اور اگر حرمت کے قواعد میں داخل ہے۔تو بدعت محرمہ ہے۔اور اگر استحباب کے قواعد میں داخل ہے۔تو بدعت مستحبہ ہے۔ ورنہ بدعت مباحہ ہے۔"(الحاوی للفتاوٰی ص ۱۹۲ ج ۱)

تقلید۔

امام الحرمین نے البرھان میں فرمایا۔ محققین علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عوام الناس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مذہب پر عمل کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔بلکہ اُن پر ائمہ اربعہ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ کے مذاہب کی اتباع واجب ہے"(الاصول الاربعہ ص ۷۶)

علم غیب عطائی۔

امام احمد صاوی فرماتے ہیں "اس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے آخرت کی طرف اس وقت تک منتقل نہیں ہوئے۔جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام امورِ غیبیہ کا علم عطا نہ کر دیا۔جن کا صدور دنیا اور آخرت میں ہونا تھا۔جیسا کہ یہ عقیدہ عین الیقین کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ روایات میں آیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔"میرے لئے دنیا اٹھائی گئی ہے۔سو میں اس میں اس طرح دیکھتا ہوں۔جس طرح اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔"(تفسیر صاوی ج ۲ ص ۹۷)

توسّل۔

امام مالک نے خلیفہ ابو جعفر سے فرمایا۔"تو اپنا رخ نبی پاک ﷺ سے کیوں موڑتا ہے۔حالانکہ وہ تیرا وسیلہ ہیں۔اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا بروز قیامت اللہ کے دربار میں وسیلہ ہیں۔بلکہ تو ان کی طرف رخ کر۔اور انہیں اپنا سفارشی بنا کر دعا مانگ۔اللہ تعالیٰ تیری دعا قبول کرے

گا۔"(شفاء السقام ص ۶۹)

خلافتِ الٰہیہ۔

بیشک نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے دستر خوان آپ کے دست قدرت کے فرمان بردار اور آپ کے زیر حکم وارادہ واختیار کر دیے ہیں۔ کہ جسے چاہیں عطا فرمائیں۔اور جسے چاہیں نہ دیں۔اس مضمون کی تصریحیں کلماتِ ائمہ وعلماء واولیاء وعرفاء میں حد تواتر پر ہیں۔"

(برکات الامداد مؤلفہ اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۸)

مالک خزائن۔

"ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جو مانگنے کا مطلق حکم دیا ہے۔اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔"(برکات الامداد۔بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

جنت کے مالک۔

امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور اقدس ﷺ کے خصائص میں یہ ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ تعالیٰ نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں۔جسے چاہیں بخش دیں۔"(حوالہ مذکورہ بالا)

دعا بوسیلہ۔

امام تقی الدین سبکی فرماتے ہیں۔"مسلمان جب نبی پاک ﷺ یا انبیاء وصالحین میں سے کسی کو اللہ کے حضور وسیلہ بناتے ہیں۔تو وہ ان کو پوجا نہیں کرتے۔اور انہیں یہ عمل توحید سے خارج نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نفع ونقصان میں مستقل بالذات ہے۔جب توسل جائز ہے تو یہ کہنا بھی جائز ہے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول کے وسیلہ سے مانگتا ہوں۔ کیونکہ یہ شخص اللہ سے مانگ رہا ہے نہ کہ غیر اللہ سے۔"(شفاء السقام ص ۲۲۳)

زیارت روضہ اطہر۔

امام سبکی فرماتے ہیں۔ "علمائے حنفیہ کے نزدیک روضہ اطہر کی زیارت افضل ترین مستحبات میں سے ہے۔ بلکہ وہ واجب کے قریب ہے۔" (شفاء السقام ص ۶۵)

صاحب قبر سے تبرک۔

مفسر خازن ارشاد فرماتے ہیں۔ "حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ کی سرزمین میں شہید ہوئے۔ اور اس کی فصیل کے پاس دفن کیے گئے۔ اس ملک کے لوگ آپ کی قبر سے برکت حاصل کرتے ہیں اور قحط سالی کے وقت ان کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں۔" (تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۷۱)

علم قیامت۔

امام احمد صاوی فرماتے ہیں۔ "بلاشبہ حضور ﷺ اس وقت تک دنیا سے نہ نکلے۔ جب تک کہ آپ ﷺ کو ماضی، حال و مستقبل کے جملہ امور کا علم عطا نہ کیا گیا۔ اور من جملہ اس کے قیامت کے وقت کا بھی علم ہے۔ ہاں آپ کو قیامت کا علم پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے قیامت کے بارہ میں پوچھنے والوں کو آپ نے کوئی واضح بات نہ بتائی۔" (تفسیر صاوی ص ۲۴ ج ۴)

عرضِ اعمال۔

امام احمد صاوی فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے۔ بے شک ہم نے تمہیں لوگوں پر حاضر و ناظر بنا کر بھیجا۔ تا کہ تم ان کے احوال ملاحظہ کرو۔ اور ان سے جو بھی اچھے یا برے عمل صادر ہوں ان کا مشاہدہ کرو۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ پر ان کی حیات ظاہری میں امت کے اعمال پیش کیے جاتے تھے۔ اور اب حیات برزخی میں بھی آپ پر جملہ اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔" (تفسیر صاوی ص ۲۳۳ ج ۳)

ولایت نبوی۔

امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ "حضرت سہیل نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص اپنے جملہ احوال میں اپنے

آپ پر نبی اکرم ﷺ کی ولایت تسلیم نہ کرے۔ اور وہ اپنے آپ کو ان کی مِلک تصور نہ کرے وہ آپ کی سنت کی مٹھاس نہ چکھے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے کوئی ایمان دار نہیں ہو گا۔ جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔" (شفا شریف ج ۲ ص ۱۵)

علم کائنات۔

"امام محمد بن حاج مکی مدخل میں، امام احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ میں اور دیگر ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ آپ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور ان کی حالتوں، ان کی نیتوں، ان کے ارادوں اور ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں۔ اور یہ سب حضور ﷺ پر ایسا روشن ہے۔ جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں" (بہار شریعت ص ۱۷۴)

عصمتِ مصطفٰے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "نبی پاک ﷺ نے ایک طرفہ عین کے لئے کبھی شرک نہیں کیا۔ اور نہ نبوت سے پہلے اور نہ نبوت کے بعد کبھی صغیرہ یا کبیرہ کا ارتکاب کیا۔" (شرح فقہ اکبر ص ۷۳)

عذاب قبر۔

امام تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "جملہ کفار اور بعض مومنین کے لئے عذاب قبر اور قبر میں نیک بندوں کا ان نعمتوں سے متمتع ہونا جو اللہ تعالٰی کے علم میں ہیں۔ اور وہ ان کا ارادہ فرماتا ہے۔ اور قبر میں منکر نکیر کا سوال پوچھنا۔ اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونا حق ہے۔" (شرح عقائد ص ۷۱)۔

معراج مصطفٰے۔

امام تفتازانی فرماتے ہیں۔ "رسول اللہ ﷺ کو حالت بیداری میں جسد مع الروح کے ساتھ آسمان کی طرف پھر اس بلندی کی طرف جسے اللہ نے چاہا لے جانا حق ہے۔" (شرح عقائد ص ۱۰۰)

کرامت ولی۔

اور ملاّ علی قاری فرماتے ہیں۔ ''اولیاء کی کرامتیں حق ہیں۔ان کیلئے کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں کا حاجت کے وقت ظاہر ہونا،اور ہوا پر چلنا،اور جمادات و حیوانات کا ہم کلام ہونا۔اور عذاب ہٹانااور دشمنوں کے شر کو دور کرنا حق ہے۔''(شرح فقہ اکبر ص ۱۰۳)

عبدالنبی۔

آج کل عبدالنبی نام رکھنا بڑی عام بات ہے۔اگر ظاہری حقیقی معنی مراد ہو تو کفر ہے اور اگر عبد بمعنی مملوک (غلام) مراد ہو تو کفر نہیں۔''(شرح فقہ اکبر ص ۲۳۴)

دست بوسی۔

''اگر کوئی ایسے شخص کے ہاتھوں کو بوسہ دے جو شرعاً تعظیم کا حقدار ہے۔مثلاً عالم دین ہے۔یا نیکو کار یا با سعادت سید زادہ ہے۔ تو بوسہ دینے کے لئے ثواب کی امید ہے۔''(شرح فقہ اکبر ص ۲۳۴)

قبر پر قرآن خوانی۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔''بہتر یہ ہے کہ میت کے ایصال ثواب کے لئے سات دن تک کھانا کھلایا جائے۔مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ میت کی طرف سے سات دن کھانا کھلایا جانا مکہ ومدینہ میں آج تک جاری ہے۔پس ظاہر یہی ہے کہ یہ عمل پشت در پشت جاری رہا۔اور میں نے تواریخ کے اندر بہت سے ائمہ کے احوال میں پڑھا ہے کہ ان کی قبور پر لوگ سات دن تک قرآن خوانی کرتے ہوئے ٹھہرے رہے۔''(الحاوی للفتاوی ص ۱۹۴ ج ۲)

ایصال ثواب۔

''حضرت امام احمد بن حنبل حضرت طاؤس کے بارہ میں روایت بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا بلاشبہ اموات سات دن تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان دنوں میں اموات کی طرف سے کھانا کھلانے کو مستحب جانتے تھے۔''(الحاوی

للفتاوٰی ص ۱۷۸ ج ۲)

سماع موتی۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ''مردوں کا لوگوں کی باتوں کو سننا ہمارا عقیدہ ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک کتابوں میں اس بارہ میں بہت سی روایات موجود ہیں۔اور سماع موتی کی نفی جس آیت میں کی گئی ہے۔اس میں سماع سے مراد قبولیت کا سننا اور ہدایت اختیار کرنا ہے۔''(الحاوی للفتاوٰی ص ۱۲ ج ۲)

تلقینِ میت۔

امام نووی شرح المہذب میں فرماتے ہیں دفن کے بعد میت کو تلقین کرنا بالغ کے ساتھ خاص ہے۔ اور چھوٹے بچے کو تلقین نہ کی جائے۔''(الحاوی للفتاوٰی ص ۱۷۴ ج ۲)

حیات مصطفےٰ۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔''ان سب روایات واحادیث کے مجموعہ سے معلوم ہوا کہ بے شک نبی اکرم ﷺ اپنی قبر انور میں اپنے جسم مع الروح کے ساتھ زندہ ہیں اور متصرف ہیں اور زمین کے اطراف اور ملکوت میں جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں۔اور آپ آج بھی اسی حالت میں ہیں۔ جس پر آپ وفات کے وقت تھے۔آپ میں ذرہ بھر تبدیلی نہیں آئی۔اور نظروں سے اسی طرح غائب ہیں۔جس طرح فرشتے ہماری نظروں سے غائب ہیں۔حالانکہ وہ اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں۔سو جب اللہ تعالیٰ کسی کو آپ کا دیدار بخشنا چاہتا ہے۔تو اس سے پردہ اٹھا دیتا ہے۔پس وہ آپ کو اپنی اصلی حالت میں دیکھتا ہے۔اس بارہ میں نہ کوئی مانع موجود ہے۔اور نہ آپ کی زیارت کو آپ کی مثالی صورت کے ساتھ خاص کرنے کی طرف کوئی داعی ہے۔''(الحاوی للفتاوٰی ص ۲۶۵ ج ۳)

ہر جگہ حاضری۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔''جب قطب اپنا وجود بڑھا کر پوری کائنات کو بھر دیتا ہے تو سید المرسلین ﷺ اس شرف کے زیادہ مستحق ہیں۔شیخ ابو العباس طنجی کا یہ قول گزر چکا ہے۔کہ آسمان عرش و

کرسی رسول اللہ ﷺ کی ذات سے بھرے ہوئے ہیں۔" (الحاوی للفتاوی جلد ۲ ص ۲۶۵)

تبرکات کی زیارت۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں۔ "حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک گھر میں حضور ﷺ کے چند تبرکات تھے۔ وہ ہر روز ان تبرکات کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اور جب بھی اہل قریش ان کے پاس جمع ہوتے تو وہ انھیں اس گھر میں لے جاتے۔ اور ان تبرکات کے روبرو کھڑے ہو کر فرماتے۔ یہ اس ہستی کی میراث ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں معزز و مکرم بنایا۔" (الوفا شریف ص ۵۵۵)

عرض کائنات۔

"امام عراقی شرح مہذب میں فرماتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ پر آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت قائم ہونے تک کی جملہ مخلوق پیش کی گئی۔ سو آپ نے سب مخلوق کو پہچان لیا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جملہ نام سکھا دیئے تھے۔" (نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۰۸)

قیام تعظیمی۔

امام خفاجی فرماتے ہیں۔ "آج کل کے قیام تعظیمی کے بارہ میں اختلاف ہے۔ اور امام قاضی زکریا کا یہ قول زیادہ اچھا ہے کہ قیام تعظیمی عالم دین یا پرہیزگار شخص یا عادل حکمران کے لئے مستحب ہے۔ بلکہ یہ اس صورت میں واجب ہے جبکہ ظالم حکمران کے سامنے نہ کھڑا ہونے میں ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اور سفر سے آنے والے اور قریبی رشتہ دار کے لئے بھی ان کی تکریم اور صلہ رحمی کے لئے قیام تعظیمی مستحب ہے۔" (نسیم الریاض ص ۹۶ ج ۲)

سراپا نور۔

امام علی قاری فرماتے ہیں۔ "بلکہ میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ اپنے قلب و قالب کے ساتھ نور ہیں۔ جملہ انوار عالم آپ سے روشن ہیں اور جملہ اسرار آپ سے تابندہ ہیں۔ اور روایت میں آیا ہے کہ آپ نے دعا میں فرمایا۔ اے میرے اللہ مجھے سراپا نور بنا دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کا نام نور رکھا ہے۔ جیسا کہ یہ پہلے گزر چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم" (شرح شفاء شریف ص ۲۱۵ ج ۲)

انتقال نور۔

''حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی کا یہ قول کتنا اچھا ہے کہ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ پاکیزہ پشتوں اور پاک پیٹوں میں منتقل ہوتے رہے۔ در آں حالیکہ آپ بہت بڑا نور تھے۔ اور اپنے سجدہ کرنے والے آباء و امہات کی پیشانیوں میں چمکتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ خیر المرسلین ﷺ بن کر تشریف لائے۔'' (الحاوی ص۲۲۱ ج۲)

ایمان والدین مصطفٰے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ''حضور ﷺ کے والدین کے بارہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ وہ دونوں نجات یافتہ ہیں۔ اور دوزخ میں نہیں ہیں۔ اس کی تصریح علماء کی ایک جماعت نے کی ہے۔'' (الحاوی ص۲۰۲ ج۲)

شفاعت۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ''انبیاء علیہم السلام کی شفاعت اور ہمارے نبی ﷺ کی شفاعت گناہ گار مومنوں اور اہل کبائر کے حق میں اور اسی طرح فرشتوں، علماء، اولیاء، شہدا، فقراء اور صبر کرنے والے مومنوں کے وفات یافتہ بچوں کی شفاعت حق ہے۔'' (شرح فقہ اکبر ص۱۱۲)

بے مثل بشریت۔

امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''حضور ﷺ بظاہر بشر اور بباطن ملکوتی ہیں۔ آپ احوال بشری سے صرف اسی وقت متحلی ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا ان کے متعلق ارادہ ہوتا ہے۔ تاکہ امت کے لئے نمونہ قائم ہو۔ پس حضور ﷺ کا آدمیوں میں شمار ہونا اسی طرح ہے جس طرح یاقوت کا پتھروں میں شمار ہونا۔'' (نسیم الریاض ص۴۵۸ ج۱)

میلاد مصطفٰے ﷺ۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ''بلاشبہ میلاد کا اصل عمل یعنی لوگوں کا جمع ہونا اور حسب استطاعت قرآن خوانی کرنا اور حضور ﷺ کی پیدائش کے متعلق روایات اور آپ کی تشریف آوری کے

بارہ میں آیات بیان کرنا۔ پھر حاضرین کے لئے دستر خوان چننااوران کا کھانا کھانے کے بعد بلا کسی ناروا زیادتی کے اپنے گھروں کو واپس چلا جانا بدعت حسنہ ہے۔ جس پر میلاد منعقد کرنے والے کو ثواب دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں حضور ﷺ کی تشریف آوری پر اظہار فرح و سرور ہے اور اس میں آپ کی تعظیم ہے۔" (الحاوی ص۱۸۹ ج۱)

اتیان ارواح۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ "محدث ابن ابی الدنیا حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ مومنوں کی روحیں آزاد ہوتی ہیں اور جہاں چاہیں چلی جاتی ہیں۔" (الحاوی ج۱ ص ۲۷۳)

پاکیٔ فضلات۔

امام یوسف نبہانی فرماتے ہیں "ان حدیثوں میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیشاب اور خون پاک ہے۔ شیخ الاسلام بن حجر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے فضلات کی پاکی پر بہت سے دلائل موجود ہیں۔ اور آئمہ نے اسے آپ کے خصائص میں سے شمار کیا ہے۔ اور امام نووی قاضی حسین سے نقل کرتے ہیں کہ زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ آپ کے سب فضلات قطعاً پاک ہیں۔ اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ جیسا کہ امام بدرالدین نے فرمایا" (الانوار المحمدیہ ص۲۱۹ ج۱)

انگوٹھے چومنا۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی فرماتے ہیں۔ آذان کی پہلی شہادت رسالت سنتے وقت صلے اللہ علیک یا رسول اللہ کہنا اور دوسری شہادت رسالت سنتے وقت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا اور آنکھوں پر انگوٹھے رکھ کر اللھم متعنی بالسمع والبصر کہنا مستحب ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا کرنے والے کو جنت میں لے جائیں گے۔" (شامی باب الآذان)

نذر اولیآء۔

شیخ احمد المعروف ملا جیون تفسیرات احمدیہ میں ما اھل بہ لغیر اللہ کی بحث تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ ''یہاں سے معلوم ہوا کہ جس گائے کی نذر اولیآء کے لیے مانی جاتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں رواج ہے۔ حلال وطیب ہے۔ کیونکہ اس پر بوقت ذبح غیر خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ اگرچہ لوگ اس گائے کو اولیآء کے لیے نذر مانتے ہیں۔'' (البصائر)

میت کے لیے دعا۔

امام علی قاری فرماتے ہیں۔ ''بلاشبہ زندوں کا اموات المسلمین کے لیے دعا کرنا اور ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا نفع دیتا ہے۔'' (شرح فقہ اکبر ص ۱۵۴)

نبوت قبل ولادت۔

امام علی قاری فرماتے ہیں ''اور اس میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت آپ کی عمر شریف کے ابتدائی چالیس سال کے مابعد حصہ میں منحصر نہیں۔ جیسا کہ ایک جماعت نے کہا ہے۔ بلکہ آپ ولادت کے دن سے وصف نبوت سے موصوف تھے۔ بلکہ حدیث کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ عالم ارواح میں سب اشیاء کی پیدائش سے پہلے بھی وصف نبوت سے متصف تھے۔ اور یہ وصف آپ کے ساتھ خاص ہے۔ اور اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ عالم ارواح میں بالفعل نبی تو نہ تھے۔ بلکہ آپ وصف نبوت کا موصوف بننے کے لیے پیدا کیے گئے تھے۔ یا آپ میں حصول رسالت کی قابلیت موجود تھی۔ جیسا کہ یہ امام غزالی کے کلام سے سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس معنی پر آپ میں اور دوسرے انبیاء میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ اور نہ یہ بات معرض مدح میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔'' (شرح فقہ اکبر ص ۷۲)

عرس۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ''اگر تم کہو کہ ہمارے ملک میں مشائخ عظام کی وفات کے دنوں میں عرس کی پابندی کا جو رواج ہے۔ کیا اس کی کوئی شرعی اصل ہے یا نہیں؟ تو میں کہوں گا

کہ میں نے ان باتوں کے متعلق اپنے مرشد امام عبدالوہاب متقی مکی سے دریافت کیا۔ توانہوں نے فرمایا۔ یہ باتیں ہمارے مشائخ کے طریقے اور عادات سے ہیں اور وہ اس بارہ میں کچھ اچھی نیتیں رکھتے ہیں۔" (ماثبت من السنۃ ص ۲۲۲)

ذکر جہر۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ "صوفیائے کرام کی عادت ہے کہ وہ مسجد میں ذکر جہر کا حلقہ بناتے ہیں۔ اور بلند آوازی سے کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں۔ اس میں اصلاً کوئی کراہت نہیں۔ اور بہت سی حدیثیں ذکر جہر کے استحباب میں وارد ہوئی ہیں۔" (الحاوی للفتاوی ص ۳۸۹ ج ۱)

بے سایہ ہستی۔

امام خفاجی فرماتے ہیں۔ "ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "میں لکھنا نہیں چاہتا تا کہ قلم کا سایہ اللہ تعالیٰ کے نام پر نہ پڑے۔" سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس ادب کی یہ جزادی کہ آپ کا سایہ زمین سے اٹھا دیا۔ تا کہ کوئی شخص آپ کے سایہ پر قدم نہ رکھے۔" (نسیم الریاض ص ۳۹۸ ج ۲)

قبر پر عمارت۔

عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں۔ "اور جامع الفتاوی میں مذکور ہے کہ بلاشبہ مشائخ اور علماء اور سادات کی قبور پر عمارت بنانے میں کوئی کراہت نہیں۔" (کشف النور)

قبر پر کپڑا ڈالنا۔

یہی امام فرماتے ہیں۔ "اولیاء و صالحین کی قبور پر پردے، پگڑیاں اور کپڑے ڈالنے میں اگر مقصود عوام الناس کی آنکھوں میں ان کی بزرگی پیدا کرنا ہو۔ تا کہ وہ ان کی بے ادبی سے بچیں۔ تو ایسا کرنا جائز ہے۔ اس سے منع نہیں کرنا چاہیے۔ اور اسی پر قیاس کیا جاتا ہے اولیاء و صالحین کی قبور کے پاس چراغ جلانے اور بتیاں روشن کرنے کو جبکہ وہ ان کی تعظیم ظاہر کرنے کے لیے ہوں" (کشف النور ص ۱۴)

قبر سے تبرک۔

اور یہی امام فرماتے ہیں۔ ''بزرگان دین کی قبور پر ہاتھ رکھنا اور اولیآء کی روحانیت کی جگہوں سے برکت لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔'' (کشف النور)

نذر و نیاز۔

اور یہی امام فرماتے ہیں۔ ''اور اسی طرح اولیآء کے لیے درھم و دینار کی نذر ماننا تا کہ وہ ان کی قبور کے پاس رہنے والے فقراء پر صرف کی جائیں۔ فی نفسہ جائز امر ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں کو بغیر کسی قطعی دلیل کے حرام کہتے ہیں۔ ان کے اس فعل کی وجہ یہی ہے کہ وہ نہ اللہ تعالیٰ سے شرماتے ہیں اور نہ انہیں خوف خدا ہے۔'' (کشف النور ص ۱۷)

ختم نبوت کا مفہوم۔

اور یہی امام فرماتے ہیں۔ ''زجاج نے اپنی کتاب معانی القرآن میں فرمایا۔ خاتم النبیین کا معنی ہے آخر النبیین لا نبی بعدہ۔ (یعنی وہ آخری نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔) اور مفسر بیضاوی نے فرمایا۔ خاتم النبیین کا معنی ہے وہ آخری نبی جس کی آمد پر سلسلہء انبیاء ختم ہو جائے۔ یا اس کے سبب سے باب نبوت بند ہو جائے۔'' (الحدیقہ الندیہ ج ۱ ص ۲۸)

حیلہء اسقاط۔

امام ابو اللیث سمرقندی حنفی فرماتے ہیں۔ ''قلاب کی بیوی حبیبہ فوت ہو گئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد ۲۳ پارہ سے ۳۰ پارہ تک کی جزء قرآنی کو بیس آدمیوں کے درمیان پھیرایا۔ (المدارج السنیہ ص ۲۹)

زیارت قبور۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ''بہت سی حدیثیں اور روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ جب بھی زائر قبر پر جاتا ہے۔ صاحب قبر کو اس کا علم ہو جاتا ہے۔ اس کی بات سنتا اور اس کی وجہ سے انس حاصل کرتا ہے۔ اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔'' (الاصول الاربعہ ص ۸۰۸)

استمداد

"چونکہ مومنوں کی روح متصرف ہوتی ہے اس لیے سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔ اگر صحرا میں تمہیں کوئی مشکل پیش آجائے اور کوئی مددگار نظر نہ آئے تو تم تین مرتبہ پکار کر کہو۔ یا عباد اللہ اعینونی. اے اللہ کے بندو میری امداد کرو۔ اس ارشاد میں عباد کا لفظ عام ہے۔ جو رجال الغیب، ملائکہ، صالحین کے ارواح طیبہ سب کو شامل ہے۔ اور اصحاب مشاہدہ اور علماءِ ثقات نے بارہا اس کا تجربہ کیا تو اسے صحیح پایا۔" (الاصول الاربعہ ص ۳۱)

الحاصل اصلی سنی وہی لوگ ہیں جو قدیم علمائے اہل سنت کے ان مذکورہ بالا عقائد حقہ پر ہیں۔ اور آج کے دور میں صرف اور صرف ان عقائد کو حق ماننے والے وہی لوگ ہیں۔ جو اعلیٰحضرت عظیم البرکتہ مجدد دین وملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین و ہم خیال ہیں۔

الغرض اگر کوئی شخص تعصب کی عینک اتار کر بنظر انصاف مسلک اعلیٰحضرت اور قدیم سنی حنفی علماء کے مسلک میں موازنہ کرے تو اسے سر مو فرق نظر نہ آئے گا۔ ہاں بہتان تراشوں کی شرانگیزی اور عقل و دیانت کے دشمنوں کی ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔ واللہ لا یھدی القوم الظالمین وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذا الرسالۃ تقبلہا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم و رسولہ الکریم ﷺ

(۱۵ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ)

چھٹا مقالہ

اصلی حنفی کی پہچان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانبیاء والمرسلین وعلی عبادہ الصالحین۔ اما بعد۔

مخالفین اہل سنت ہم بریلوی اہل سنت کو بدعتی کہتے ہیں۔ وہ جن مسائل واحکام کی بناء پر یہ قول کرتے ہیں۔ ان کا ثبوت ہم اس مختصر مقالہ ''اصلی حنفی کی پہچان'' میں مقتدر حنفی ائمہ وعلمائے کرام کی معتبر کتب متون وشروح وحواشی وفتاوٰی سے پیش کر رہے ہیں۔ تا کہ ناظرین پر بریلوی اہل سنت کا اصلی سنی حنفی ہونا واضح ہو جائے۔ وباللہ التوفیق۔

بدعت۔

کتاب شرعۃ الاسلام میں اس سنت کے بیان میں جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ فرمایا۔ سنت جس سے تمسک واجب ہے وہ سنت ہے۔ جس پر شہادت دیئے ہوئے زمانے والے تھے۔ اور اس سے مراد خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام پھر ان کے بعد تابعین پھر ان کے بعد تبع تابعین کا زمانہ ہے۔ فما احدث بعد ذلک من امر علیٰ خلاف مناھجھم فھو من البدعۃ۔ پس جو بات اس زمانہ کے بعد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے طریقوں کے برخلاف پیدا ہوئی ہو۔ وہ بدعت ہے۔ (حدیقہ ندیہ ص۱۳۶ ج۱)

بدعت حسنہ۔

سورتوں کے نام اور آیتوں کی تعداد لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ وھو وان کان احداثا فھو بدعۃ حسنۃ وکم من شیء کان احداثا وھو بدعۃ حسنۃ۔ اور یہ کام اگرچہ نیا ہے مگر بدعت حسنہ ہے اور کتنے نئے کام بدعت حسنہ ہوتے ہیں۔ اور کتنے کام اختلاف زمان ومکان کی وجہ سے بدل جاتے ہیں۔ جیسا کہ جواھر الاخلاطی میں ہے۔'' (فتاوٰی عالمگیری ص ۳۲۳ جلد پنجم)

ختم شریف۔

''کتاب الینابیع میں ہے۔ کہ قرآن ختم کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ ختم قرآن کے وقت اپنے اہل وعیال کو جمع کرے۔ اور ان کے لیے دعا مانگے۔'' (فتاوٰی عالمگیری ص ۳۱۷ جلد پنجم)

مسجد میں ذکر بالجہر

''حنفی کتب فتاوٰی میں مذکور ہے کہ اللہ کے ارشاد ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ کے پیش نظر مسجدوں میں ذکر جہر سے منع نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ ممانعت اس آیت کریمہ کے تحت داخل ہے۔'' (طحطاوی ص ۱۷۴)

یارسول اللہ کہنا۔

''امام قہستانی نے کتاب کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ آذان میں پہلی شہادت رسالت سن کر صلے اللہ علیک یارسول اللہ کہنا اور دوسری سن کر اپنی آنکھوں پر اپنے انگوٹھے رکھنے کے بعد قرت عینی بک یارسول اللہ اللھم متعنی بالسمع والبصر کہنا مستحب ہے۔ اور ایسا کرنے والے کو حضور ﷺ اپنے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔'' (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۱۱)

حیلہ ءاسقاط۔

''اور اگر میت کی نمازوں روزوں وغیرہ کے لیے اس کا وصیت کردہ مال کفایت نہ کرے۔ تو وارث یہ مقدار فقیر کو دے۔ سو اس کے اندازہ پر بعض واجبات ساقط عن ذمۃ المیت ہو جائیں گے۔ پھر فقیر وہ مال وارث پر ہبہ کرے۔ اور وہ اس پر قبضہ بھی کرے۔ پھر دوسری بار وہی مال فقیر کو دے۔ تو اس کے اندازہ پر اور بعض واجبات ساقط ہو جائیں گے۔ پھر ایسا ہی بار بار کریں۔ یہاں تک کہ سب واجبات میت کے ذمہ سے ساقط ہو جائیں۔ وھذا اھوا لمخلص فی ذلک ان شاء اللہ تعالٰی بمنہ و کرمہ۔ اور یہ طریقہ انشاء اللہ تعالٰی اللہ کے احسان اور اس کی مہربانی سے اس بارہ میں خلاصی دلانے والا ہے۔'' (مراقی الفلاح ص ۲۳۸)

قبر پر تلاوت قرآن پاک۔

''جب میت کو دفنانے سے فارغ ہو جائیں تو اس کی قبر کے پاس اتنی دیر تک قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے اور اس کے لیے دعا مانگتے ہوئے بیٹھنا۔ جتنی دیر میں اونٹ ذبح ہو کر تقسیم ہو جائے۔ مستحب ہے۔ کیونکہ روایت میں آیا ہے کہ اس سے میت کو انس حاصل ہوتا ہے۔ اور اس سے اسے نفع پہنچتا ہے۔'' (طحطاوی ص ۳۳۸)

تلقین میت۔

''اور دفن کے بعد میت کو تلقین کرنا اچھا کام ہے۔ اور شافعیوں نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔''(طحطاوی ص۳۳۸)

صدقہ عن المیت۔

''کتاب شرعۃ الاسلام میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ میت کا وارث پہلی رات گذرنے سے پہلے میت کے لیے جو کچھ میسر ہو صدقہ کرے۔ اور اگر کچھ بھی میسر نہ ہو تو دوگانہ پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچائے۔ اور میت دفنانے کے بعد سات دن تک ہر روز جو کچھ میسر ہو اسے میت کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے۔''(طحطاوی ص۳۳۸)

طعام و دعوت اہل میت۔

''امام احمد اور امام ابو داؤد ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ کے لیے نکلے۔ پھر آپ جب واپس ہوئے تو میت کی بیوی کا داعی ملا۔ سو آپ واپس تشریف لے گئے تو کھانا لایا گیا۔ آپ نے کھانا کھایا۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اہل میت کا کھانا تیار کرنا اور اس دعوت کو قبول کرنا مباح ہے۔ بلکہ خود امام بزازی حنفی نے بھی ذکر فرمایا ہے کہ اگر اہل میت فقراء کے لیے کھانا تیار کریں تو اچھا ہے۔''(طحطاوی ص۳۳۹)

ایصال ثواب۔

''پس انسان کو اختیار ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کے لیے کر دے۔ یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہے۔ خواہ اس کا یہ عمل نماز ہے یا روزہ یا حج یا صدقہ یا تلاوتِ قرآن یا اذکار یا اور کسی قسم کی نیکی۔ اور یہ عمل اس میت کو پہنچتا ہے اور اسے نفع دیتا ہے۔ یہ امام زیلعی حنفی نے باب الحج عن الغیر میں فرمایا۔''(مراقی الفلاح ص۳۴۱)

قبر پر پھول ڈالنا۔

''شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ ہمارے بعض متاخرین مفتیوں نے حدیث وضع الجرائد کی بنا پر قبر پر پھول

ڈالنے کے مسنون ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ جب شاخ کی تسبیح کے وسیلہ سے میت سے تخفیف کی امید ہے تو تلاوت قرآن تو اس سے بھی زیادہ برکت والا کام ہے۔" (طحطاوی علیٰ المراقی ص ۳۴۳)

دعائے میت۔

"اگر کسی نے میت کی طرف سے کچھ صدقہ کیا اور اس کے لیے دعا مانگی تو یہ جائز ہے اور یہ دونوں چیزیں میت کو پہنچتی ہیں۔ جیسا کہ خزانۃ الفتاویٰ میں ہے۔" (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۱۹ ج ۵)

تعویز لٹکانا۔

"تعویز لٹکانے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں قضائے حاجت اور مجامعت کے وقت اتار دیا کرے جیسا کہ کتاب الغرائب میں ہے۔" (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۵۶ ج ۵)

والدین کی قبر چومنا۔

"اور اگر کوئی اپنے والدین کی قبر چومے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ کتاب الغرائب میں ہے۔" (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۵۱ ج ۵)

قرآن چومنا۔

"حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر صبح قرآن کو پکڑتے اور اسے چومتے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن کو چومتے اور اپنے چہرے سے ملتے تھے۔" (طحطاوی ص ۱۷۵)

دست بوسی۔

"پس ان احادیث کے مجموعہ سے معلوم ہوا کہ کسی کے "ہاتھ، پاؤں، پہلو، سر، پیشانی، ہونٹوں اور آنکھوں کے مابین بوسہ دینا مباح ہے۔ بشرطیکہ تعظیم و تکریم کی غرض سے بوسہ دے۔ ورنہ شہوت کی وجہ سے جائز نہیں۔ سوائے اس کے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو شہوت سے چومیں۔" (طحطاوی ص ۱۷۴)

تعظیم سے جھکنا۔

"اگر کسی کی تعظیم کے لیے رکوع کی حد تک جھکے تو جائز نہیں۔ جس طرح سجدہ تعظیمی جائز

نہیں۔اور رکوع کی حد سے کم جھکنے میں کوئی حرج نہیں۔" (حدیقہ ندیہ ص ۵۴۷ ج ۱)

قیام تعظیمی۔

"اگر کسی مسلمان کے لیے قیام تعظیمی نہ کیا جائے تو اسے اذیت ہوتی ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس کے احترام کے لیے اٹھا جائے۔ کیونکہ یہ اذیت ناچاکی اور دشمنی کا ذریعہ بن جائے گی۔اور بزرگان دین کے لیے قیام تعظیمی کے مستحب ہونے کی دلیل حضور ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا۔"اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔"اس حدیث میں خطاب صرف انصار کو تھا یا سب حاضرین کو دونوں باتوں کا احتمال ہے۔" (حدیقہ ندیہ ص ۵۴۷ ج ۱)

تلاوت قرآن کے وقت قیام تعظیمی۔

"فتاوٰی قاضی خان میں ہے کہ اگر لوگ قرآن پڑھ رہے ہوں یا کوئی ایک شخص قرآن پڑھ رہا ہو اور اس حال میں کوئی صاحب وجاہت وشرافت شخص داخل ہو تو اس بارہ میں فقہاء حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر وہ آنے والا شخص عالم دین ہے۔یا باپ ہے۔یا استاد ہے۔تو اس کیلئے تعظیماً اٹھنا جائز ہے۔ورنہ نہیں۔" (فتاوٰی عالمگیری ص ۳۱۶ ج ۵)

ہمراہ جنازہ کلمہ پڑھنا۔

"امام شعراوی عہود المشائخ میں فرماتے ہیں۔ہم اپنے کسی بھائی کو اس بات پر قدرت نہیں دیں گے کہ وہ ایسی بات کا انکار کرے جسے مسلمانوں نے عبادت کی وجہ پر ایجاد کیا ہو۔اور اسے اچھا سمجھا ہو۔جیسا کہ اس مسئلہ کی تقریر اس کتاب میں کئی جگہ گزر چکی ہے۔خصوصاً وہ نئے کام جن کا تعلق اللہ اور اس کے رسول سے ہے۔مثلاً لوگوں کا جنازہ کے آگے کلمہ طیبہ پڑھنا یا قرآن مجید وغیرہ پڑھنا۔سو جو ان کاموں کو حرام کہے وہ شریعت کے فہم سے قاصر ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے زمانے کے بعد جو کام ایجاد ہوا ہو۔وہ مذموم نہیں ہوتا" (حدیقہ ندیہ ص ۴۰۹ ج ۲)

قبور اولیاء پر روشنی کرنا۔

"اور ایک آفت قبروں کے پاس شمعیں، قندیلیں اور چراغ جلانا ہے۔ کیونکہ یہ اسراف اور بدعت

سیئہ ہے۔اور یہ اس وقت ہے جبکہ قبور کے پاس چراغ جلانے میں کوئی فائدہ نہ ہو۔اور اگر قبور کے نزدیک مسجد ہے۔یا راستہ ہے۔یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہوا ہے۔یا وہ کسی ولی اللہ یا محقق عالم دین کا مزار ہے۔اور اس کی روح کی تعظیم کے لیے روشنی کی گئی ہے۔لوگوں کو یہ بتانے کے لیے کہ یہ قبر کسی ولی کی ہے۔تا کہ وہ اس قبر سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس دعا مانگیں۔تا کہ وہ دعا قبول ہو جائے۔تو بلاشبہ یہ جائز ہے۔اس سے منع نہ کیا جائے گا۔اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔''(حدیقہ ندیہ ص ۶۳۰ ج ۲)

چراغاں۔

''امام غزالی احیاء العلوم میں حضرت ابو علی روذباری کے بارہ میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مہمان کی خاطر ایک ہزار چراغ جلائے۔تو وہ مہمان کہنے لگا۔آپ نے اسراف کیا ہے۔آپ نے فرمایا۔اندر جا اور میں نے جو چراغ غیر خدا کے لیے جلائے ہیں بجھا دے۔سو وہ مہمان اندر گیا اور کسی ایک چراغ کو بھی نہ بجھا سکا۔''(حدیقہ ندیہ ص ۷۲ ج ۲)

مسجد میں چراغاں۔

''امام اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔جاننا چاہیے کہ جب اللہ نے آسمان دنیا کی زینت کے لیے ستارے بنائے تو بندوں کو مسجدوں اور جامع مسجدوں کی چھتوں کو چراغوں اور قندیلوں سے مزین کرنا چاہیے۔اور نیکی کے کام میں فضول خرچی نہیں پائی جاتی۔اور ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد کو عشاء کے وقت کھجور کے پتوں سے روشن کیا جاتا تھا۔پھر جب حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ اپنے ساتھ قندیلیں، رسیاں اور زیتون کا تیل لائے اور یہ قندیلیں مسجد کے ستونوں کے ساتھ لٹکائی گئیں اور جلائی گئیں۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔تو نے ہماری مسجد کو روشن کیا ہے۔خدا تجھ پر روشنی کرے۔اور اللہ کی قسم اگر کوئی میری بیٹی ہوتی تو میں اس کا نکاح ضرور تیرے ساتھ کر دیتا۔اور آپ نے حضرت تمیم کا نام سراج رکھا۔حالانکہ ان کا پہلا نام فتح تھا۔پھر قندیلوں میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کثرت کر دی۔جبکہ انہوں نے مسلمانوں کو رمضان کی راتوں میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ

عنہ کے پیچھے نماز تراویح پڑھنے پر جمع کیا۔ سو جب یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھی۔ تو فرمایا۔ اے ابن خطاب۔ آپ نے ہماری مسجد کو روشن کیا ہے۔ خدا آپ کی قبر روشن کرے۔"
(حاشیہ جلالین ص ۴۶۷)

قبر پر گنبد بنانا۔

"امام شیخ عبدالغنی نابلسی حنفی نے کشف النور میں لکھا ہے کہ بلاشبہ ہر اچھی نئی بات جو مقصود شرع کے موافق ہو۔ سنت کے حکم میں داخل ہے۔ سو علماء، اولیاء و صلحاء کی قبور پر گنبد بنانا اور ان پر پردے، پگڑیاں اور کپڑے ڈالنا تا کہ عوام کی نظر میں ان کی عظمت اجاگر ہو اور وہ ان کی بے ادبی سے بچیں۔ جائز ہے" (تحریر المختار ص ۱۲۳ ج ۱)

تیل بتی کی نذر کرنا۔

"امام نابلسی کشف النور میں فرماتے ہیں اور اسی طرح اولیاء و صلحاء کی قبور کے پاس بتیاں اور شمعیں جلانا بھی ان کی تعظیم و توقیر کے باب سے ہے۔ تو اس میں مقصد اچھا ہے۔ اور اولیاء کی قبور کے پاس تیل اور بتی جلانے کی نذر ماننا بھی بوجہ ان کی محبت و تعظیم کے جائز ہے۔ اس سے منع نہ کرنا چاہئے۔" (تحریر المختار ص ۱۲۳ ج ۱)

اہل قبور سے استمداد۔

"جس شخص کو کوئی حاجت ہو وہ کسی نیک شخص کی قبر پر جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد جائے۔ پھر اس قبر کے سرہانے باوضو قبلہ رخ بیٹھ کر سورۃ فاتحہ ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، سورہ زلزال دو بار، سورۃ تکاثر تین بار، سورۃ اخلاص دس بار، سورۃ جاثیہ کی آخری آیت **فللہ الحمد** سے آخر تک تین بار، تکبیر تشریق تین بار اور درود شریف ابتداء میں تین بار اور آخر میں سات بار اس صیغہ کے ساتھ پڑھے **صلی اللہ علی محمد النبی الامی والہ کما ھوا ھلہ** اور ان چیزوں کا ثواب صاحب قبر کو پہنچائے۔ اور اپنے رب سے اپنی حاجت مانگے۔ اور یوں کہے۔ **یا من لا یشرک فی حکمہ احداقض حاجتی ھذہ وحیداً کما خلقتنی وحیداً**۔ اور یہ کلمات سات مرتبہ دھرائے تو اللہ تعالی اس گھڑی میں اس صاحب قبر کی روح کو حاضر کر دے گا۔ اور

وہ اس کی سفارش کرے گا۔ تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ یہ مجربات میں سے ہے۔"
(تحریر رافعی ص ۱۲۴ ج ۱)

زیارت روضہ ءنبوی۔

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ میں مروی ہے کہ جب وہ سفر کا ارادہ فرماتے یا سفر سے واپس آتے تو حضور ﷺ کی قبر پر تشریف لے جاتے۔ اور درود شریف پڑھ کر دعا مانگتے۔ پھر گھر تشریف لاتے تھے۔ امام محمد بن حسن شیبانی نے فرمایا۔ ایسا ہی کرنا چاہیے۔ جب کوئی شخص مدینہ منورہ آئے تو حضور ﷺ کی قبر پر زیارت کرے۔" (موطا امام محمد ص ۳۹۶)

محافل ذکر خیر۔

اور اسی قبیل سے لوگوں کو ذکر جہر کی محافل میں حاضر ہونے سے اور بزرگوں کے اشعار پڑھنے سے روکنا ہے۔ اگرچہ فقہائے حنفیہ نے ذکر جہر کی کراہت کی تصریح کی ہے۔ لیکن شافعی ائمہ مثلاً امام نووی وغیرہ نے اس کے استحباب کی تصریح کی ہے۔ اور نامناسب ہے کہ عوام کو ایسے کام سے روکا جائے جس کے جواز کا قائل مسلمانوں کا کوئی امام ہو۔ اگرچہ عوام اپنے آپ کو حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کا مقلد سمجھتے ہوں۔" (حدیقہ ندیہ ص ۱۵۰ ج ۲)

مصافحہ بعد از نماز صبح۔

"اور اسی قبیل سے ہے عوام کو نماز فجر و عصر کے بعد مصافحہ کرنے سے روکنا۔ اس بناء پر کہ بعض متاخرین ائمہ حنفیہ نے اس کی کراہت کی تصریح کی ہے۔ اس دعوی پر کہ یہ عمل بدعت ہے۔ حالانکہ یہ مصافحہ مطلق مصافحہ کے سنت ہونے کے عموم میں داخل ہے۔ اور امام نووی نے کتاب الاذکار میں اور دیگر شافعی ائمہ نے ان دو وقتوں میں مصافحہ کرنے کو بدعت مباحہ قرار دیا ہے۔ لہذا کسی واعظ و مدرس کو نہ چاہیے کہ وہ عوام کو اس کام سے روکے جس کے جواز کا فتوی مسلمانوں کے کسی امام نے دیا ہو۔" (حدیقہ ندیہ ص ۱۵۰ ج ۲)

صلوۃ الرغائب باجماعت پڑھنا۔

"اور اسی قبیل سے ہے لوگوں کو صلوۃ الرغائب باجماعت پڑھنے اور صلوۃ لیلۃ القدر پڑھنے سے

رو کنا۔ اگرچہ علماء نے ان نمازوں میں جماعت کو مکروہ بتایا ہے۔ عوام کے حق میں کراہت کا فتویٰ نہ دیا جائے گا۔ تاکہ نیکی کے کاموں سے ان کی رغبت کم نہ ہو جائے۔'' (حدیقہ ندیہ ص۱۵۰ج۲)

عہد نامہ قبر میں رکھنا۔

''امام صفار نے ذکر کیا ہے کہ اگر میت کی پیشانی پر یا اس کے عمامہ پر یا اس کے کفن پر عہد نامہ لکھا جائے۔ تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کر دے گا۔ اور اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ امام نصیر نے فرمایا یہ روایت میت کے ساتھ عہد نامہ رکھنے کے جواز میں ہے اور مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اصطبل میں گھوڑوں کی رانوں پر حبیس فی سبیل اللہ لکھا ہوتا تھا۔'' (فتاویٰ بزازیہ ص۳۷۶ج۶)

پیشانیء میت پر بسم اللہ لکھنا۔

بعض بزرگوں نے وصیت کی کہ ان کی پیشانی اور سینے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا جائے۔ سو ایسا کیا گیا۔ وہ خواب میں دیکھے گئے اور ان سے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ جب میں قبر میں رکھا گیا۔ تو عذاب کے فرشتے آئے۔ سو جب انہوں نے میری پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا دیکھا تو انہوں نے کہا۔ تو اللہ کے عذاب سے بچ گیا ہے۔'' (درمختار ص۶۶۷ج۱)

میت کے سینے پر کلمہ لکھنا۔

''ہاں بعض حاشیہ نگاروں نے کتاب فوائد الشرجی سے نقل کیا ہے کہ میت کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اس کے سینے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ انگشت شہادت سے بغیر سیاہی کے لکھنے کا جو معمول ہے۔ وہ میت کے نہلانے کے بعد کفنانے سے پہلے ہونا چاہیے'' (شامی ص۶۶۹ج۱)

کفنی لکھنا۔

''میت کی پیشانی یا اس کی پگڑی یا اس کے کفن پر عہد نامہ لکھا جائے تو اس کی بخشش کی امید کی جاتی ہے۔'' (درمختار ص۶۶۸ج۱)

قبر پر حفاظ بٹھانا۔

''میت کو رات کے وقت دفن کرنا اور اس کی قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے والوں کو بٹھانا مکروہ نہیں۔اور یہی مختار قول ہے۔'' (درمختار ص ۶۶۸ ج ۱)

میت کو عمامہ پہنانا۔

''اور میت کے لئے اصح روایت میں عمامہ مکروہ ہے۔یہ کتاب المجتبیٰ میں ہے اور متاخرین فقہائے حنفیہ نے علمائے دین اور اہل شرافت کے لئے عمامہ مستحسن قرار دیا ہے۔'' (درمختار ص ۶۳۶ ج ۱)

تثویب۔

''تمام اوقات میں آذان کے بعد تثویب کہی جائے کیونکہ امور دینیہ میں سستی ظاہر ہو چکی ہے۔اور یہ اصح روایت ہے۔اور ہر شہر کی تثویب اس شہر والوں کے تعارف کے مطابق ہونی چاہیے۔جیسا کہ موءذن کا آذان کے بعد الصلوٰۃ الصلوٰۃ یا مصلین قوموا الی الصلوٰۃ کہنا۔'' (مراقی الفلاح ص ۱۰۷)

آذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا۔

''یا نماز مغرب میں دو مرتبہ صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے مراد مغرب کی آذان کے بعد اور مغرب و عشاء کی نمازوں کے مابین جمعہ اور سوموار کی راتوں میں پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام ہے اور دمشق میں اس

صلوٰۃ وسلام کا نام

صلوٰۃ وسلام کا نام تذکیر ہے۔جس طرح جمعہ کے دن ظہر کی نماز سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے اور میرے خیال میں موءخرالذکر کو کسی نے بھی ذکر نہیں کیا۔'' (درالمختار ص ۲۸۷ ج ۱)

آذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا۔

''آذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی ابتداء ربیع الآخر ۷۸۱ھ بروز سوموار بوقت عشاء ہوئی پھر جمعہ کے دن پڑھا جانے لگا۔پھر دس سال بعد سوائے مغرب کی نماز کے سب نمازوں میں پڑھا جانے لگا۔پھر مغرب میں دو مرتبہ پڑھا جانے لگا۔اور یہ آذان کے بعد صلوٰۃ وسلام بدعت حسنہ ہے۔''
(درمختار ص ۲۸۷ ج ۱)

اختیاری وجد

"علاوہ ازیں بے اختیار وجد کی عدم موجودگی میں اپنے جسم میں اختیاری وجد پیدا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ یہ صالحین کی محبت، ان کی صورت اپنانے اور ان کے کردار سے متصف ہونے میں ان کی مشابہت اختیار کرنے کی قبیل سے ہے۔" (الحدیقہ الندیہ ص۲۰۸ ج۲)

قوالی۔

"ہاتھ کی آفات میں ہر لہو ولعب داخل ہے۔ مگر شادی کی رات میں وہ دف بجانا جس میں جھانجے نہ ہوں اور غازیوں، حاجیوں اور مسافروں کے طبل مستثنیٰ ہیں۔ اور اسی حکم استثناء میں صوفیہ کا طبل اور سلسلہ قادریہ و صمادیہ کے وہ آلات جو دلوں میں خشوع پیدا کرتے ہیں اور مریدین کے دلوں سے وسوسے دور کرتے ہیں۔ داخل ہیں۔ اور مولویہ کلشیہ، احمدیہ اور رفاعیہ سلسلوں کے وہ آلاتِ سماع بلکہ جملہ آلات جو مریدین کے دلوں میں خشوع پیدا کرنے اور ان سے وسوسے دور کرنے کے لئے تیار کیے گئے ہیں۔ اسی حکمِ استثناء سے ملحق ہیں۔ کیونکہ یہ آلات لہو ولعب کے لئے نہیں۔ بلکہ رشد وہدایت میں جد وجہد کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں۔"

(الحدیقہ الندیہ ص۴۴۱ ج۲)

شبینہ۔

"امام جلال الدین سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت میں سلف کی عادتیں مختلف تھیں۔ قرآن مجید کی کثرتِ تلاوت میں جو سب سے زیادہ مقدار مروی ہے وہ دن رات میں آٹھ ختم ہیں۔ یعنی چار رات میں اور چار دن میں۔ پھر دن رات میں چار ختم پھر تین ختم پھر دو ختم پھر ایک ختم بھی روایتوں میں آیا ہے۔" (حدیقہ ندیہ ص۴۱۶ ج۱)

بزرگوں کے کپڑے میں کفن دینا۔

"عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ آپ اپنی قمیص عطا فرمائیں تاکہ میں اس میں اپنے باپ کو کفن دوں۔ آپ نے انہیں اپنی قمیص عطا فرمائی۔ تو انہوں نے اس میں اپنے باپ کو کفنایا۔" (تبین الحقائق ص۲۳۷ ج۱)

میلاد مصطفیٰ ﷺ

امام ابن عابدین شامی کے بھتیجے امام احمد عابدین کتاب نثر الدرر میں فرماتے ہیں۔ ”جاننا چاہیے کہ حضور ﷺ کی ولادت کے مہینے میں میلاد شریف کا عمل بدعاتِ محمودہ میں سے ہے۔ سب سے پہلے میلاد مصطفیٰ ﷺ منانے کی ابتداء شاہ مظفر والیٔ اربل نے کی۔ مورخ ابن کثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ شاہ مظفر ربیع الاول کے مہینے میں میلاد مصطفیٰ ﷺ منایا کرتے تھے اور بہت بڑی محفل کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ وہ بہادر، صاحب وقار، دلیر، عقل منداور عادل تھے۔ وقت وفات تک بادشاہی کرتے رہے۔ اور ۶۳۰ھ میں عکا شہر کے فرنگیوں کے ہم عصر تھے۔ ان کے ظاہری وباطنی حالات بہت اچھے تھے۔“ (جواہر البحار ص ۲۲ ج ۳)

یا شیخ عبد القادر جیلانی کا وظیفہ۔

”امام خیر الدین الملی حنفی فتاوٰی خیریہ میں فرماتے ہیں کہ یا شیخ عبد القادر نداء ہے۔ جب اس کے ساتھ کسی چیز کی اضافت اللہ کے لئے کی جائے تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے اکرام کی خاطر کوئی شئے طلب کرنا ہوتا ہے۔ پس اس کے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے؟۔“ (فتوٰی دربارہ جواز یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ۔ ص ۳۰ مطبوعہ حزب الاحناف لاہور)

انگھوٹھے چومنا۔

”امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوعاً ذکر کی ہے کہ جو شخص موءذن کے قول اشھد ان محمداً رسول اللہ کے وقت اپنی شہادت کی انگلیوں کے پوروں کے باطنی حصہ کو چومنے کے بعد اپنی آنکھوں سے ملے اور اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا و بمحمد نبیا کہے اس کے لئے جنت حلال ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔ اور اس کی مثل حدیث پر فضائل اعمال میں عمل کیا جاتا ہے۔“ (طحطاوی علی المراقی ص ۱۱۱)

مصافحہ کا مسنون طریقہ۔

”اور مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو اور کپڑا حائل نہ ہو اور سلام کے بعد ملاقات

کے وقت ہو اور یہ کہ انگوٹھا پکڑے۔ کیونکہ اس میں ایک رگ ایسی ہے جس سے محبت پھوٹتی ہے۔" (طحطاوی علی المراقی ص۱۱۱)

کعبہ کو پیٹھ کرنا۔

"منہاج السالکین میں فرمایا، طواف وداع میں الٹے پاؤں چلنے کے بارے میں نہ کوئی حدیث مروی ہے اور نہ کوئی روایت مذکور ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ کام ہمارے اصحاب نے کیا ہے۔" (ردالمختار علی الدرالمختار ص۲۵۶ ج۵)

عورتوں کے لئے زیارت قبور

"قبور کی زیارت میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اگرچہ عورتیں زیارت قبور کریں۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں قبور کی زیارت سے روکا تھا۔ سو خبردار اب ان کی زیارت کرو۔" (ردالمختار ص۶۶۵ ج۱)

عرس۔

"مستحب ہے کہ احد پہاڑ کے شہداء کی زیارت کرے۔ کیونکہ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال کے اختتام پر شہداءِ احد کی قبور کے پاس تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ اور افضل یہ ہے کہ یہ زیارت جمعرات کے دن باوضو صبح ہو۔ تاکہ ظہر کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ سکے۔" (ردالمختار ص۶۶۵ ج۱)

منکرات کی وجہ سے زیارتِ قبور ترک نہ کرے۔

"زیارتِ قبور کے وقت جو ناجائز باتیں اور مفاسد مثلاً مردوں اور عورتوں کا اختلاط وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے زیارت قبور ترک نہ کی جائے۔ کیونکہ نیکی کے کام اس قسم کی باتوں کی وجہ سے چھوڑے نہیں جاتے۔ بلکہ انسان نیکی کے کاموں کو بجا لائے۔ اور مفاسد کا انکار کرے۔ بلکہ ان کے ازالہ کی حتی الامکان کوشش کرے۔" (ردالمختار ص۶۶۵ ج۱)

کتابت علیٰ القبر۔

''اور قبر پر عمارت بلند نہ کی جائے اور کہا گیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور یہی مختار قول ہے۔ جیسا کہ فتاوٰی سراجیہ کے باب الکراھیہ میں مذکور ہے۔ اور اسی کے باب الجنائز میں ہے کہ اگر قبر پر لکھنے کی ضرورت ہو تو لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ تا کہ اس کا نشان ضائع نہ ہو۔ اور اس کی بے ادبی نہ کی جائے۔'' (درمختار ص ۶۶۲ ج ۱)

قبر پختہ بنانا۔

''کتاب الامداد میں فتاوٰی کبریٰ سے منقول ہے کہ آج کل اینٹوں کی قبر کو ہان بنانے کا رواج ہے۔ تا کہ قبر کھودے جانے سے بچ جائے۔ اسے لوگوں نے اچھا جانا ہے۔ اور مسلمان جس کام کو اچھا جانیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہوتا ہے۔'' (درمختار ص ۶۶۲ ج ۱)

آذان علیٰ القبر۔

''میت کو قبر میں داخل کرتے وقت آذان دینا مسنون نہیں۔ جیسا کہ آج کل قبر پر آذان دینے کا عام رواج ہو گیا ہے۔ امام ابن حجر شافعی نے اپنے فتوی میں اس کے بدعت ہونے کی تصریح فرمائے ہے۔ اور فرمایا۔ جو شخص نومولود کی آذان پر قیاس کرتے ہوئے اور خاتمۃ الامر کو ابتداء الامر سے الحاق کرتے ہوئے آذان علیٰ القبر کو سنت خیال کرے۔ وہ غلطی پر ہے۔'' (ردّالمختار ص ۶۶۰ ج ۱) اقول علامہ شامی نے اس عبارت میں آذان علی القبر کے مسنون ہونے کی نفی فرمائی ہے جائز و مستحب ہونے کی نفی نہیں فرمائی۔ اور امام ابن حجر شافعی المذہب ہیں ان کا فتوی ہم احناف کے حق میں معتبر نہیں۔ اور اگر اسے معتبر ہی تسلیم کر لیا جائے تو یہاں بدعت سے مراد بدعت مستحبہ ہے۔ فافھم واللہ اعلم۔

دعا بعد از نماز جنازہ۔

''اور تکرار نماز جنازہ کی عدم مشروعیت میں ہماری دلیل یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک میت پر نماز جنازہ پڑھی پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ چند آدمیوں کے ساتھ تشریف لائے اور دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لا تعادو لکن ادع للمیت و

استغفرلہ۔ نماز جنازہ دہرائی نہیں جاتی ولیکن میت کے لیے دعا مانگو اور استغفار چاہو'' (بدائع الصنائع ص۳۱۱ ج۱)

غنی پر نفلی صدقہ۔

''مجمع بحار الانوار میں توسط شرح سنن ابی داوٗد میں ہے۔ صدقہ فقراء کو دیئے جانے والے مال کو کہتے ہیں۔ یعنی صدقہ کی غالب انواع اسی قسم کی ہیں۔ ورنہ صدقہ ٔ نافلہ غنی کو بھی دینا جائز ہے۔ اور بالاتفاق اس صدقہ کرنے والے کو ثواب دیا جاتا ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ص۲۲۹ ج۴)

اہل قبور سے کسبِ فیض۔

''انبیاء کرام کے غیر اہل قبور سے مدد طلب کرنے کا انکار بہت سے فقہاء نے کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ زیارت قبور صرف دعا و استغفارِ اموات اور انہیں دعا و استغفار، تلاوتِ قرآن مجید سے فائدہ پہنچانے کا نام ہے اور اہل قبور سے استمداد کو مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارھم اور بعض فقہاء رحمۃ اللہ علیھم نے ثابت فرمایا ہے۔ اور یہ امر اہل کشف اور کاملین اہل کشف کے نزدیک محقق و مقرر ہے۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگوں کو اہل قبور کی ارواح سے فیوض و فتوح پہنچے ہیں۔ اور اس گروہ کو ان کی اصطلاح میں اویسی کہتے ہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ قبولیتِ دعا کے لیے حضرت موسیٰ کاظم کی قبر تریاق مجرب ہے۔ اور امام غزالی فرماتے ہیں جس سے اس کی زندگی میں استمداد کی جاتی ہو اس سے بعد از وفات بھی استمداد کی جائے گی۔'' (اشعۃ اللمعات ج۱ ص۷۱۵)

الغرض ہم نے معتبر کتب مذہب حنفی سے متنازع فیہ مسائل کا حل اختصاراً پیش کیا ہے۔ اگر کوئی شخص تعصب کی عینک اتار کر دیکھے تو اسے یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ دورِ حاضر میں قدیم اکابرین حنفیہ کی سچی راہ پر آج صرف بریلوی اہل سنت ہی گامزن ہیں اور سنی بریلوی سواد اعظم کو بدعتی کہنے والے خود بدعتی ہیں۔ اللہ کریم عزوجل ہمارے سنی عوام الناس کو ہدایت پر رکھے۔ آمین۔ وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذا الرسالۃ المختصرۃ تقبلہا اللہ تعالیٰ بمنہ العمیم و رسولہ الکریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

(۱۱ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ)

ساتواں مقالہ

مشرکین مکہ کے شرک کی حقیقت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

امابعد: جناب جاوید قادر صاحب نے شجاع آباد ضلع ملتان سے اپنے ایک خط میں یہ لکھا ہے کہ "ایک مسئلہ درپیش ہے کہ مشرکین مکہ کس قسم کے شرک میں مبتلا تھے؟ اس موضوع پر اپنی اچھی اچھی تصانیف ارسال کریں۔ بدیں وجہ یہ مقالہ "مشرکین مکہ کے شرک کی حقیقت" لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

مشرکین مکہ کے شرک کی صورتیں۔

حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی لکھتے ہیں:۔

"شرک کی حقیقت رب تعالیٰ سے مساوات پر ہے۔ یعنی جب تک کسی کو رب تعالیٰ کے برابر نہ جانا جائے تب تک شرک نہ ہو گا۔ اسی لیے قیامت میں کفار اپنے بتوں سے کہیں گے۔ **تا اللہ ان کنا لفی ضلال مبین ۵ اذ نسو یکم برب العالمین** ۔ خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے کہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔

اس برابر ٹھہرانے کی چند صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی کو خدا کا ہم جنس مانا جائے۔ جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ اور مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانتے تھے۔ چونکہ اولاد باپ کی ملک نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ باپ کی ہم جنس اور مساوی ہوتی ہے۔ لہذا یہ ماننے والا مشرک ہو گا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وقالوا اتخذالرحمن ولدا سبحانہ بل عباد مکرمون** ۔ یہ لوگ بولے کہ اللہ نے بچے اختیار فرمائے۔ پاکی ہے اس کے لیے۔ بلکہ یہ اللہ کے عزت والے بندے ہیں۔

اس جیسی بہت سی آیتوں میں اس قسم کا شرک مراد ہے۔ یعنی کسی کو رب تعالیٰ کی اولاد ماننا۔ دوسری صورت یہ کہ کسی کو رب تعالیٰ کی طرح خالق ماننا۔ جیسے کہ بعض کفار عرب کا عقیدہ تھا کہ خیر کا خالق اللہ ہے اور شر کا خالق دوسرا رب ہے۔ اب بھی پارسی یہی مانتے ہیں خالق خیر کو یزدان اور خالق شر کو اہرمن کہتے ہیں۔ یہ وہی پرانا مشرکانہ عقیدہ ہے۔ یا بعض کفار کہتے تھے کہ ہم اپنے برے اعمال کے خود خالق ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک بری چیزوں کا پیدا کرنا برا

ہے۔ لہذا اس کا خالق کوئی اور ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کے شرک کی تردید میں فرماتا ہے۔ **هذا خلق الله فارونی ماذا خلق الذین من دونه**۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ پھر مجھے بتاؤ کہ اس کے غیروں نے کیا پیدا کیا ہے؟

اس جیسی تمام آیتوں میں اسی قسم کے شرک کا ذکر ہے اور اس کی تردید ہے۔ اگر یہ مشرک غیر خدا کو خالق نہ مانتے ہوتے تو ان سے یہ مطالبہ کرنا کہ اپنے معبودوں کی مخلوق دکھاؤ درست نہ ہوتا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ زمانے کو موءثر بالذات مانا جائے۔ اور خدا کی ہستی کا انکار کر دیا جائے جیسے کہ بعض مشرکین عرب کا عقیدہ تھا۔ اور موجودہ دہریہ انہی کی یادگار ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **و قالو اما هی الا حیا تنا الدنیا نموت و نحیا وما یهلکنا الا الدهر و ما لهم بذالک من علم**۔ وہ بولے وہ تو نہیں مگو یہی ہماری دنیا کی زندگی۔ مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا۔ مگر زمانہ۔ اور انہیں اس کا علم نہیں۔

اس قسم کی تردید کے لیے تمام وہ آیات ہیں جن میں حکم دیا گیا ہے کہ عالم کی عجائبات میں غور کرو۔ کہ ایسی حکمت والی چیزیں بغیر خالق کے پیدا نہیں ہو سکتیں۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق رب تعالیٰ کو مانا جائے لیکن یہ عقیدہ ہو کہ وہ ایک بار پیدا کر کے تھک گیا ہے۔ اب کسی کام کا نہیں رہا۔ اب اس کی خدائی کو چلانے والے ہمارے یہ معبودین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید میں فرمایا۔ **ولقد خلقنا السموات والارض و ما بینهمافی ستة ایام و ما مسنا من لغوب**۔ اور بے شک ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اس کو چھ دنوں میں بنایا اور ہم کو تھکن نہ آئی۔

اس قسم کے مشرکین قیامت کا انکار اس لیے بھی کرتے تھے کہ ایک دفعہ دنیا پیدا فرما کر حق تعالیٰ کافی تھک چکا ہے۔ اب دوبارہ کیسے بنا سکتا ہے؟ ان کی تردید میں فرمایا۔ **انما امره اذا اراد شنیا ان یقول له کن فیکون**۔ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ یعنی فرمایا گیا کہ ہم صرف کن سے ہر چیز پیدا فرماتے ہیں۔ تھکن کیسی؟ ہم تو دوبارہ پیدا کرنے پر بدرجہ اولیٰ قادر ہیں۔ کہ اعادہ سے ایجاد مشکل ہوتی ہے۔

اور پانچویں صورت یہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ ہر چیز کا خالق و مالک تو اللہ تعالیٰ ہے۔ مگر وہ اتنے بڑے عالم کو اکیلے سنبھالنے پر قادر نہیں ہے۔ اس لیے اس نے مجبوراً اپنے بندوں میں سے بعض بندوں کو عالم کے نظام کے لیے چن لیا ہے۔ جیسے دنیاوی بادشاہ اور ان کے محکمے۔ اب یہ بندے جنہیں عالم کے انتظام میں دخیل بنایا گیا۔ وہ بندے ہونے کے باوجود رب تعالیٰ پر دھونس رکھتے ہیں کہ اگر وہ ہماری شفاعت کریں تو رب کو مرعوب ہو کر ماننا پڑے۔ اگر چاہیں تو ہماری بگڑی بنا دیں۔ ہماری مشکل کشائی کر دیں۔ جو وہ کہیں رب تعالیٰ کو ان کی ماننی پڑے ورنہ اس کا عالم بگڑ جائے۔ جیسے اسمبلی کے ممبر کہ اگرچہ وہ سب بادشاہ کی رعایا تو ہیں۔ مگر ملکی انتظام میں ان کو ایسا دخل ہے کہ ملک ان سب کی تدبیر سے چل رہا ہے۔

یہ وہ شرک ہے جس میں عرب کے بہت سے مشرکین گرفتار تھے۔ اور اپنے بت ودّ یغوث، لات، منات عزیٰ وغیرہ کو رب کا بندہ مان کر اور سارے عالم کا رب تعالیٰ کو خالق مان کر مشرک تھے۔ اس مقصد سے کسی کو پکارنا شرک۔ اس کی شفاعت ماننا شرک۔ اسے حاجت روا مشکل کشا ماننا شرک۔ اس کے سامنے جھکنا شرک۔ اس کی تعظیم کرنا شرک۔ غرضیکہ یہ برابری کا عقیدہ رکھ کر اس کے ساتھ جو تعظیم و توقیر کا معاملہ کیا جاوے وہ شرک ہے۔ انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومایوء من اکثرھم باللہ وھم مشرکون۔ ان مشرکین میں سے بہت سے وہ ہیں۔ جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہیں۔

یہ پانچویں قسم کے مشرک اللہ تعالیٰ کو سب کا خالق و مالک زندہ کرنے والا مارنے والا پناہ دینے والا عالم کا مدبر مانتے تھے مگر پھر بھی مشرک تھے۔ یعنی ذات و صفات کا اقرار کرنے کے باوجود مشرک رہے۔ کیوں؟ یہ بھی قرآن سے پوچھیے۔ قرآن بتاتا ہے کہ ان عقائد کے باوجود وہ دو سبب سے مشرک تھے۔ ایک یہ کہ وہ صرف خدا کو عالم کا مالک نہیں مانتے تھے۔ بلکہ اللہ کو بھی اور دوسرے اپنے معبودوں کو بھی مالک حقیقی جانتے تھے۔ اور دوسرا یہ کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اللہ اکیلے یہ کام نہیں کرتا بلکہ ہمارے بتوں کی مدد سے کرتا ہے۔ خود مجبور ہے۔

خلاصہ:

یہ ہے کہ مشرکین عرب کا شرک ایک ہی طرح کا نہیں تھا۔ بلکہ اس کی پانچ صورتیں تھیں۔ خالق کا انکار۔ اور زمانہ کو مؤثر بالذات جاننا۔ (۲) چند مستقل خالق ماننا۔ (۳) اللہ کو ایک مان کر اس کا ہم جنس اولاد وغیرہ ماننا (۴) اللہ کو ایک مان کر اسے تھکن کی وجہ سے معطل جاننا۔ (۵) اللہ کو خالق و مالک مان کر اسے دوسرے کا محتاج ماننا جیسے اسمبلی کے ممبر شاہان موجودہ کے لیے اور انہیں ملکیت اور خدائی میں دخیل ماننا۔ ان پانچ کے سوا اور چھٹی قسم کا شرک ثابت نہیں ہے۔

سورہ اخلاص کی فضیلت۔

ان پانچ قسم کے مشرکین کے لیے پانچ ہی قسم کی تردیدیں قرآن مجید میں آئی ہیں۔ جن کا ذکر سورۃ اخلاص میں اس طرح ہے کہ قل ھو اللہ میں دہریوں کا رد ہے کہ اللہ عالم کا خالق ہے۔ احد میں ان مشرکوں کا رد ہے جو عالم کے دو خالق مستقل مانتے تھے۔ تا کہ عالم کا کام چلے۔ لم یلد ولم یو لد میں ان مشرکین کا رد ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کو رب تعالیٰ کا بیٹا یا فرشتوں کو رب تعالیٰ کی بیٹیاں مانتے تھے۔ ولم یکن لہ کفوا احد میں ان لوگوں کا رد ہے جو خالق کو تھکا ہوا مان کر مدبر عالم اوروں کو مانتے تھے۔" (علم القرآن ملخصا از ص ۵۳ تا ص ۶۷)

مشرکین کا اعتقاد:

(۲) اور حضرت مولانا علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

یہ درست ہے کہ مشرکوں نے اپنے باطل معبودوں کو مخلوق مانا لیکن جب مان لیا تو ان کو تسلیم کرنا چاہیے تھا کہ مخلوق خالق کی محتاج ہے۔ اور خالق کے وجود کے بغیر مخلوق کا وجود نہیں ہو سکتا۔ اور مخلوق جس طرح پیدائش میں خالق کی محتاج ہے۔ اسی طرح موت کے لیے بھی اسی کی محتاج ہے۔ یہ اعتقاد ضروری تھا۔ لیکن ان مشرکین نے کہا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کو اللہ نے پیدا کیا لیکن پیدا کرنے کے بعد ان کو الوہیت دے دی۔ لہذا اب اللہ تعالیٰ کوئی کام نہ کرنا چاہے اور یہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اب ان کو اپنے حکم میں نہیں رکھا۔ اور استقلال کی صفت ان کو دے دی کہ میرا حکم نہ بھی ہو تو تم کام کر سکتے ہو۔ یہ تھا ان جاہلوں کا اعتقاد۔ حالانکہ

ان کو سمجھنا چاہیے تھا کہ جو چیز مخلوق ہے وہ مستقل نہیں ہو سکتی۔

الوہیت عطائی نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ سب کچھ دے سکتا ہے مگر الوہیت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ الوہیت مستقل ہے اور عطائی چیز مستقل نہیں ہو سکتی۔ الوہیت استقلال ہی کے معنی میں ہے۔ لیکن مشرکین کا تصور یہ تھا کہ لات و منات وغیرہ ایسے زاہد و عابد لوگ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمہاری عبادت کمال کو پہنچ گئی۔ اب میں تم پر یہ عنایت کرتا ہوں کہ تم آزاد ہو۔ میں تم پر نہ کچھ فرض کرتا ہوں اور نہ کوئی پابندی لگاتا ہوں۔ پس اس طرح انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے تمام معبودوں کو الوہیت دے دی۔ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو وصف الوہیت عطا فرمادیا ہے۔ تو وہ شخص ملحد ہے۔ مشرکین اور مومنین کے مابین بنیادی فرق یہی ہے کہ وہ غیر اللہ کے لیے عطائے الوہیت کے قائل تھے اور موءمنین کسی مقرب سے مقرب ترین حتّی کے سید المرسلین ﷺ کے حق میں بھی الوہیت اور غنائے ذاتی کے قائل نہیں ہیں۔

ہر کام باذن اللہ عین توحید ہے:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من ذاالذی یشفع عندہ الا باذنہ۔ کون ہے جو شفاعت کرے بغیر اذن خداوندی کے۔ پتہ چلا کہ بغیر اذن کے شفاعت کا اعتقاد شرک ہے۔ اور اذن کے ساتھ عین توحید ہے۔ پس جب یہ عقیدہ آیا کہ فلاں شخص اللہ کے اذن کے بغیر کوئی حاجت پوری کر سکتا ہے تو شرک ہے۔ اور جب اذن الٰہی کا عقیدہ آیا تو شرک ختم۔ (رسالہ ''توحید اور شرک'' ص ۷)

(۳) شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''مشرکین مکہ اسی عقیدہ شنیعہ کی بنا پر مشرک تھے جو اپنے اوثان اور بتوں کو موءثر بالذات یقین کرتے ہوئے نظام عالم میں بالاستقلال انکی دسترس اور قدرت مانتے تھے۔ اور ملائکۃ اللہ کو بنات اللہ کہہ کر بہتان عظیم کے مرتکب تھے۔ اور جو عبادت مخصوص بذات واجب الوجود تھی۔ وہ ان اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کی کرتے تھے۔ جب ان کو اس نامعقول فعل سے منع کیا جاتا تھا تو وہ جواب میں کہتے تھے۔ کہ ہم خدائے تعالیٰ کی پرستش کرنے کے لائق نہیں ہیں البتہ ان

بتوں کی پرستش کرتے ہیں یہ ہمیں خدا کے قریب کردیں گے"۔(ماہنامہ ضیائے قمر گوجرنوالہ شیخ الاسلام نمبر ص ۱۴۳ بابت اپریل ۱۹۹۱ء)

(۴) اور پروفیسر صاجبزادہ محمد ظفرالحق بندیالوی لکھتے ہیں "آج رات وہابیوں کا ہر مولوی یہی کہتا رہا ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ نعوذباللہ ابوجہل والا ہے۔اس لیے اب مشرکین مکہ کے عقائد پر بحث ہو گی۔ آپ (صاجبزادہ محمد عبدالحق بندیالوی) نے فرمایا کہ تم نے کہا ہے کہ ابوجہل خداتعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتا تھا۔ میں قرآن مجید کی آیت کریمہ پڑھتا ہوں۔جس میں ابوجہل کے عقیدہ کا بیان ہے۔اور تمہارے قول باطل کا مکمل رد ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اجعل الا لهة الها واحدا ان هذا لشئی عجاب ۔(سورۂ ص۔پ ۲۳)ترجمہ کیا اس نے بہت سارے خداؤں کو ایک خدا کیا ہے۔بے شک یہ چیز اچنبے کی ہے۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔اور حیاء کرو۔اگر ابوجہل اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتا تو حضور اکرم ﷺ کے روبرو کیا وہ یہ کہتا کہ "کیا محمد ﷺ بہت سارے خداؤں کو ایک کرتے ہیں"؟ یہ چیز ہمارے دماغوں میں نہیں آتی۔اور یہ کہتا ہے کہ ہمارے خداؤں کو کچھ نہ کہے تو ہم تمہارے خدا کو کچھ نہ کہیں گے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم تیرے خدا کو چھوڑ دیں گے یعنی برا بھلا نہ کہیں گے۔معلوم ہوتا ہے کہ اس سے قبل وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں زبان درازی اور طعن وتشنیع کرتے تھے۔تو کیا اللہ تعالیٰ کے حق میں زبان درازی اور طعن و تشنیع کرنے کا نام خداتعالیٰ کو ماننا ہے؟اھ ملخصا۔(رسالہ الفتح المبین ص ۷)

الحمدللہ بزرگان دین کی ان عبارات متبرکہ وارشادات عالیہ سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ مشرکین مکہ کے شرک اور سنی مسلمانوں کے عقیدہ میں زمین و آسمان کا فرق موجود ہے۔لہذا اہانت بات پر وہابیہ کا انہیں مشرک قرار دینا خود مشرک بننے کے مترادف ہے۔اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی بدگمانی:

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے ایک فتوی میں لکھا ہے کہ:۔

"جو شخص عقیدہ کرتا ہے کہ اشیاء بطبعہا موثر ہیں تو یہ تو خود شرک ظاہر ہے کہ ان

اشیاء کو مستقل موءثر جانتا ہے کہ اپنی ذات سے تاثیر کرتی ہیں۔ حق تعالیٰ کا تاثیر دینا نہیں جانتا ۔اور دوسری قسم ان اشیاء کو حق تعالیٰ نے پیدا کیا اور یہ تاثیر حق تعالیٰ نے ان اشیاء میں رکھی ہے۔ یعنی پیدا کر دی ہے یہ معنی اور دعما کے ہوئے کہ تاثیر خود اپنے آپ ان میں نہیں ہوئی بلکہ حق تعالی نے تاثیر ان میں پیدا کر دی ہے۔اس میں تاثیر خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی سے موثر ہیں۔پس اگرچہ عقیدہ خلق تاثیر کا تو درست ہے مگر بعد خلق تاثیر کے خود موءثر ہوویں یہ باطل ہے۔ کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو تاثیر دے دی ہے تو پھر وقت تاثیر کے حق تعالی کا تصرف اس میں نہیں ہوتا خود تاثیر کرتے ہیں۔ جیسا عامہ جہال کہتے ہیں کہ اولیاء کو حق تعالیٰ نے علم و قدرت و تصرف دے دیا ہے کہ اس کے ذریعہ خود اولیاء تصرف کرتے ہیں۔ ''(فتاوی رشیدیہ ص ۴۸)

گنگوہی نے مندرجہ بالا عبارت میں عامۃ المسلمین پر بد گمانی کی ہے اور ان کی نیت پر حملہ کیا ہے۔ یہی وہابیہ کی پرانی عادت ہے۔ حالانکہ جاہل سے جاہل مسلمان بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ وقت تصرف اولیاء اپنی خداداد ذاتی تاثیر سے تصرف کرتے ہیں بلکہ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اولیاء کے تصرف کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی تاثیر ہی عمل کرتی ہے۔اگرچہ بظاہر اولیاء متصرف ہوتے ہیں لیکن در حقیقت ان کے عمل میں اللہ تعالیٰ متصرف ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے اس عقیدہ کو خود گنگوہی نے بھی عین ایمان لکھا ہے۔درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔ '' بلکہ یہ عقیدہ چاہیے کہ یہ تاثرات حق تعالیٰ نے پیدا کر دی ہیں۔اور پھر جس وقت چاہتا ہے حق تعالیٰ ان تاثرات کو نافذ کرتا ہے۔اشیاء کو کوئی دخل و تصرف و تاثیر نہیں بلکہ اسباب عادیہ روپوش ظاہری ہیں۔ عین وقت تاثیر کے بھی حق تعالیٰ ہی خالق اثر ہے۔ایمان ہے۔'' (فتاوی رشدیہ ص ۴۹)

تعجب ہے کہ ایک طرف گنگوہی کی عامۃ المسلمین کے بارہ میں یہ بد گمانی ہے اور دوسری طرف وہ خود لکھتا ہے۔

''باقی مومن کی نسبت بد ظن ہونا بھی معصیت ہے۔اور جلد سے کسی کو کافر مشرک بتا دینا بھی غیر مناسب ہے۔'' (فتاوی رشیدیہ ص ۵۰)

صاحب بہار شریعت کا ارشاد

گنگوہی جیسے مسلمانوں پر بد گمانی کرنے والے اشخاص کے بارہ میں صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''اولیاء کرام کو اللہ عزّ وجلّ نے بہت طاقت دی ہے۔ ان میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے۔ سیاہ سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں۔ یہ حضرات نبی ﷺ کے سچے نائب ہیں۔ ان کو اختیارات و تصرفات حضور ﷺ کی نیابت میں ملتے ہیں۔ علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں۔ ان میں بہت کو ما کان و ما یکون اور تمام لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں۔ مگر یہ سب حضور اقدس ﷺ کے واسطہ اور عطا سے ہے۔ بے وساطت رسول کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلق نہیں ہو سکتا۔ ان سے استمداد و استعانت محبوب ہے۔ یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں۔ چاہے وہ کسی بھی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ رہا ان کو فاعل مستقل جاننا یہ وہابیہ کا فریب ہے۔ مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا۔ مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے''

(بہار شریعت حصہ اول ص ۷۹)

الحمد للہ: ہمارے ان جلیل القدر علمائے اہل سنت بریلوی کے ان ارشادات عالیہ سے معلوم ہوا کہ ہمارے نزدیک ہر شئی کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور ہر شئے کے فعل میں بوقت تصرف حق تعالیٰ ہی کی تاثیر موجود ہوتی ہے۔ بندہ اپنے افعال کا محض کاسب ہے۔ خالق نہیں ہے۔ الحمد للہ علی ذالک وھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ المقالۃ المبارکۃ تقلبھا اللہ تعالی بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔ (۲۹ رمضان ۱۴۱۲ھ)

آٹھواں مقالہ

امت مسلمہ اور شرک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله رب العالمین و الصلوة و السلام علیٰ رسوله محمد و اله و اصحابه اجمعین.

اما بعد: بعض احباب اہل سنت نے ان دنوں ہماری طرف ڈاکٹر پروفیسر مسعود الدین عثمانی (ایم بی بی ایس فاضل علوم دینیہ وفاق المدارس ملتان) ساکن توحید روڈ کیماڑی کراچی نمبر کے لکھے ہوئے بعض پمفلٹ مثلاً توحید خالص، ایمان خالص اور کعبۃ اللہ اور کعبے وغیرہا بھیجے اور اس شخص کے نظریات کے بارے میں قلم اٹھانے کی تاکید کی۔ تو ان مخلصین کی اس فرمائش پر ہم نے یہ مختصر رسالہ ''امت مسلمہ اور شرک'' ترتیب دینے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذریعہء نجات بنائے۔ آمین

ڈاکٹر عثمانی کا نظریہء شرک

ڈاکٹر عثمانی امت مسلمہ کی اکثریت کو مرتکب شرک جانتا ہے۔ اس کے خیال میں محبوبانِ خدا کی تعظیم سے تعلق رکھنے والے وہ تمام معمولات جو سواد اعظم اہل سنت و جماعت میں رائج ہیں۔ مثلاً یارسول اللہ کہنا، مزارات اولیاء پر قبے اور گنبد تعمیر کرنا، اولیاء سے امداد مانگنا، دم کرنا، تعویز استعمال کرنا، بزرگان دین کے آثار مبارکہ کا ادب واحترام بجالانا اور ان کے ایصال ثواب کے لیے نذر و نیاز دینا شرک ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔

بطور نمونہ مشتے از خروارے یہاں عثمانی کی بعض عبارات ہدیہء ناظرین کی جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

(۱) امت مسلمہ کی بربادی کی اصل وجہ یہ نہیں کہ اس کے پاس وسائل کی شدید کمی ہے یا وہ موجودہ علمی میدان میں بہت پیچھے رہ گئی ہے۔ بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ایک مالک کو لاشریک بے ہمتا ماننے والی اس ملت کی اکثریت نے شرک کو اپنا مذہب بنالیا ہے۔ الہ واحد کے ساتھ ساتھ بے شمار الہ تراش لیے گئے ہیں۔ اور ان کی پوجا ہو رہی ہے۔

(تعویذات اور شرک موءلفہ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی ص ۲)

(۲) ''دنیا میں جس قدر قومیں برباد ہوئی ہیں ان کی اصلی خرابی شرک تھی اور آج ہماری مسلم قوم

بھی اسی چیز (یعنی شرک) کی وجہ سے بربادی کے کنارے پر پہنچ گئی ہے''
(فلاح کاراستہ موءلفہ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی ص ۲)

(۳) بدقسمتی سے آج امت مسلمہ میں بے حساب لوگ دانستہ یا نادانستہ اسی ذات کے شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ (فلاح کاراستہ ص ۳)

(۴) ''غرض آج ہر طرف اور ہر جگہ ان نقلی کعبوں کی دھوم مچی ہوئی ہے اور خلقت ہے کہ ٹوٹی پڑتی ہے۔'' (فلاح کاراستہ ص ۵)

(۵) ''عرب جاہلیت کی طرح آج لوگ قبروں اور آستانوں پر جا کر ان کی پوجا کرتے ہیں۔''
(فلاح کاراستہ ص ۵)

ڈاکٹر عثمانی کا نظریہ ء شرک سمجھنے کے لیے اس کی لکھی ہوئی یہ پانچ عبارتیں کافی ہیں۔ ورنہ اس مضمون کی عبارتوں سے اس کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

ڈاکٹر عثمانی کے پیشوا۔

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی اپنے مذکورہ ''نظریہ ء شرک'' میں خارجیوں کا پیروکار ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے خارجیوں ہی نے امتِ مسلمہ کی اکثریت کو مرتکب شرک قرار دیا اور مشرکین کے حق میں نازل ہونے والی آیاتِ قرآنیہ کو مسلمانوں پر چسپاں کیا۔ چنانچہ محدث جلیل محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی صحیح کے باب قتال الخوارج والملحدین میں لکھا۔ وکان ابن عمر رضی اللہ عنہما یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی الموء منین صحابی ء رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو اللہ کی بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرمایا۔ یہ خارجی لوگ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیتوں کی طرف گئے ہیں اور انہیں مسلمانوں پر چسپاں کر دیا ہے۔ (صحیح بخاری ص ۱۰۲۴)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ مشرکین کی آیات مومنین پر چسپاں کر کے انہیں مشرک قرار دینے کا کام سب سے پہلے صحابہ ء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں خارجیوں نے کیا۔ اس لیے ڈاکٹر عثمانی اپنے نظریہ ء شرک میں خوارج کا سچا پیروکار ہے۔

جس طرح آج کل خارجیوں کی پیروی میں ڈاکٹر عثمانی نے امت مسلمہ کی اکثریت کو مرتکب شرک قرار دیا ہے۔ اسی طرح بارہویں صدی ہجری میں امام الوھابیۃ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے بھی امت مسلمہ کی اکثریت کو مشرک قرار دیا تھا۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی حاشیہ درِمختار میں خوارج کا ذکر کرتے ہوئے نجدیہ وہابیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ کما وقع فی زمانناتباع عبدالوهاب الذين خرجوا من نجدو تغلّبو ا علی الحرمين و كا نو اينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقاد هم مشركون واستباحوا بذٰلک قتل اهل السنة و قتل علمآء هم۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں (محمد بن) عبدالوھاب کے پیروکاروں کے بارہ میں واقع ہوا۔ جو نجد سے نکلے اور حرمین پر قابض ہو گئے۔ یہ نجدی وہابی لوگ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے۔ لیکن ان کا (اصل) عقیدہ یہی تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں۔ اور جو شخص بھی ان کے عقائد کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کے قتل کو مباح ٹھہرایا۔ (ردالمختار ص۳۳۹ ج۳)

الغرض امت مسلمہ کی اکثریت کو سب سے پہلے خارجیوں نے مشرک قرار دیا۔ پھر انکے سچے جانشین وہابیوں نجدیوں نے یہی نظریہ ءشرک پیش کیا۔ پھر مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویت الایمان میں یہی عقیدہ ظاہر کیا پھر ابو الاعلیٰ مودودی بانیء جماعت اسلامی نے اہل سنت سواد اعظم کو مشرک قرار دیا۔ پھر اس دور میں ڈاکٹر عثمانی نے امت مسلمہ کی اکثریت کے مبتلائے شرک ہونے کا دعوی کیا۔ تو اس سے عثمانی کی بے دینی اور گمراہی کا خود اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ والله يهدی من يشآ ء الیٰ صراط مستقيم و سيعلم الذين ظلمواایّ منقلب ينقلبون.

عثمانی کا نظریہ ءشرک قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہے۔

خارجیوں، وہابیوں نجدیوں، وہابیوں اسماعیلیوں مودودیوں اور ان سب کے سچے پیروکار ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کا مذکور بالا نظریہ ءشرک، قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہے چنانچہ ہم افادۂ عامۃ المسلمین کے لیے تفصیلاً عرض کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔

عثمانی کے نظریہ شرک کی قرآن مجید سے تردید

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔یرید و ن ان یطفئوا نور الله بافوا ههم ویأ بی الله الا ان یتم نور ہ ولو کر ہ الکفرون ہ هو الذی ار سل رسوله بالهد ی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کر ہ المشر کون ہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا۔ مگر اپنے نور کا پورا کرنا۔ پڑے برا مانیں کافر۔ وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ پڑے برا مانیں مشرک۔ (پ۱۰ ارکوع ۱۱)

(۲) اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ یرید و ن لیطفوٴ ا نور الله با فو اههم والله متم نور ہ ولو کره الکفرون ہ هوالذین ار سل رسوله بالهدٰی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشر کون ہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے۔ پڑے برا مانیں کافر۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ پڑے برا مانیں مشرک۔ (پ۲۸۔۹)

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اسلام اب بھی غالب ہے اور قیامت تک غالب رہے گا۔ انشآءاللہ۔ اگرچہ کسی جگہ کسی وقت مسلمان مغلوب ہو جائیں۔ قرآن توریت انجیل اور تمام دینی کتابوں پر غالب ہے۔ حضور ﷺ کا چرچا تمام دینی پیشواؤں کے چرچا پر غالب ہے۔ حضور کی عزت تمام دینی پیشواؤں کی عزت پر غالب ہے۔ حضور کی مسجدیں تمام کلیساؤں مندروں وغیرہ پر غالب ہیں۔ حضور کے شرعی احکام تمام دینوں کے احکام پر غالب ہیں۔ اللہ انہیں قائم دائم رکھے۔ اس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے۔ (نور العرفان ص ۸۸۲)

(۳) اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ وعد الله الذین امنو و عملو ا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ص ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم و لیبد لنهم من بعد خو فهم امنا یعبد و نی لا یشر کون بی شنیاً ط ومن کفر بعد ذلک فاو لٰئک هم الفاسقون ہ اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لیے جمادے گا۔

ان کا وہ دین جو ان کے لئے اس نے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن میں بدل دے گا۔ میری عبادت کریں گے۔ اور میرا شریک کسی کو نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔ (پ ۱۸ ار کوع ۱۳)

اس آیت میں رب تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا وہ اس نے خلفائے راشدین کی خلافتوں سے پورا فرمادیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے دین کو دنیا میں غالب اور مضبوط بنادیا کہ قیامت تک اسی کا غلبہ رہے گا۔ سو عثمانی جیسے کور بینوں کو اگر آج یہ اسلامی غلبہ نظر نہیں آتا تو یہ ان کی اپنی کوتاہ نظری بلکہ کور باطنی کا نتیجہ ہے۔

عثمانی کے نظریہءشرک کی حدیث سے تردید۔

ڈاکٹر عثمانی کے ''نظریہءشرک'' کی تردید جس طرح قرآن مجید کرتا ہے اسی طرح احادیث مبارکہ بھی کرتی ہیں۔ چنانچہ نبیءغیب داں ﷺ نے ارشاد فرمایا ''سوائے اس کے نہیں کہ میں اپنی امت پر گمراہ کن اماموں سے ڈرتا ہوں۔ ولا تزال طائفة من امتی علیٰ الحق ظاهر ین لا یضرهم من خذ لهم حتی یأتی امر الله۔ اور میری امت کا ایک بہت بڑا گروہ اللہ کا امر یعنی قیامت آنے تک حق پر غالب رہے گا۔ درایں حالیکہ اسے ذلیل کرنے والا شخص اسے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ رواہ ابو عیسیٰ الترمذی و قال ھذا حدیث صحیح (سنن ترمذی ص ۵۶ ج ۲) اور دوسری روایت میں ہے۔ ولا تزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرین لایضر هم من خالفهم حتی یأتی امر الله تعالیٰ۔ اور میری امت کا ایک بہت بڑا گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا درایں حالیکہ اس کی مخالفت کرنے والا شخص اسے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم یعنی قیامت آجائے گی۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۲۸)

اور تیسری روایت میں ہے۔ ولا یزال امر هذه الا مة مستقیماً حتی تقوم الساعة او یأتی امر الله تعالیٰ۔ اور اس امت کا دینی معاملہ سیدھا رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو گی۔ یا اللہ تعالیٰ کا امر آپہنچے گا۔ (الصواعق الالهیة لمولانا سلیمان بن عبدالوھاب ص ۴۰)

اور چوتھی روایت میں ہے۔ ولن تزال طائفة من امتی علی الحق منصور ین لا یضر هم من

خالفهم حتی یأ تی امر الله عزوجل ۔ اور میری امت کا ایک بہت بڑا گروہ حق پر ہمیشہ غالب رہے گا، دریں حالیکہ اس کی مخالفت کرنے والا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۸۳)

اور پانچویں روایت میں ہے **لا یزال من امتی امۃ قائمۃ با مر الله لا یضر ھم من خذلھم و لا من خالفھم حتی یأتی امر الله وھم علی ذالک** ۔ میری امت کا ایک بہت بڑا گروہ ہمیشہ اللہ کے امر کے ساتھ اس حال میں قائم رہے گا کہ اسے ذلیل کرنے والا اور اس کی مخالفت کرنے والا کوئی شخص اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم یعنی قیامت آجائے گی۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۶۷)

اور چھٹی روایت میں ہے۔ **اذا فسد اھل الشام فلا خیر فیکم ولا تزال طآئفۃ من امتی منصورین لا یضر ھم من خذلھم حتی تقوم السا عۃ** ۔ جب اہل شام بگڑ جائیں تو پھر تمہارے اندر کوئی بہتری نہ ہو گی۔ اور میری امت کا ایک بہت بڑا گروہ ہمیشہ حق پر اس حال میں قائم رہے گا۔ کہ اللہ کی جانب سے اس کی مدد کی جائے گی۔ اور جو شخص اسے ذلیل کرے گا۔ وہ اسے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ رواہ ابو عیسیٰ الترمذی وقال ھذا حدیث صحیح (سنن ترمذی ج ۲ ص ۵۲)

اور محدث محمد بن اسماعیل روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **ولن تزال ھذہ الامۃ قائمۃ علی امر الله لا یضر ھم من خالفھم حتی یا تی امر الله** ۔ اور یہ امت ضرور ضرور اللہ کے امر (دین) پر اس حال میں قائم رہے گی کہ اس کی مخالفت کرنے والا کوئی شخص اسے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا امر (قیامت) آجائے گا۔ (صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۱۶)

(تنبیہ) ان احادیث صحیحہ معتبرہ میں طائفہ سے مراد کثیر التعداد طائفہ ہے۔ کیونکہ ان کا سیاق لایضر ھم من خذلھم ولا من خالفھم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیامت کے قرب یعنی حضرت عیسیٰ السلام کے نزول تک امت کا اہل حق طائفہ اپنی کثرتِ تعداد کی وجہ سے اتنا قوی ہو گا کہ اس کا کوئی مخالف ٹولہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اور نہ اسے ذلیل کر سکے گا۔ بلکہ اہل حق کا یہ طائفہ ناجیہ اپنی کثرت تعداد اور زور قوت کی وجہ سے ہمیشہ باقی بہتر گمراہ فرقوں پر تنہا غالب اور

قاہر رہے گا۔ سوان احادیث کی تشریح وہ حدیثیں کرتی ہیں۔ جن میں سواد اعظم کے حق ہونے اور اس کی اتباع کا حکم خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے مثلاً آپ نے ارشاد فرمایا۔ اتبعو ا السواد الاعظم فانه من شذشذ فی النار ۔ امت کی سب سے کثیر التعداد جماعت کی پیروی کرو۔ کیونکہ جو اس سے جدا ہو گا وہ دوزخ میں جدا کیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ ج ا ص ۲۸)

اور ارشاد فرمایا۔ ان امتی لا تجتمع علیٰ ضلالة فاذا راء یتم اختلافاً فعلیکم با لسواد الاعظم۔ بلاشبہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی سو تم جب بھی کوئی اختلاف دیکھو تو تم پر امت کی کثیر التعداد جماعت کی پیروی لازم ہے۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۸۳)

اور ارشاد فرمایا۔ وایا کم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامة. گھاٹیوں سے بچو اور تم پر مسلمانوں کی کثیر التعداد جماعت اور عامۃ المسلمین کا مذہب لازم ہے ۔ (مشکوٰۃ ج ا ص ۲۸)

الحمد للہ یہاں تک قرآن حکیم کی جو آیات کریمہ اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث صحیحہ معتبرہ نقل کی گئی ہیں۔ ان سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ امت مصطفویہ کا سواد اعظم رسول ﷺ کے عہد سعید سے لے کر آج تک حق پر قائم رہا ہے۔ اور ان شاء اللہ العزیز قرب قیامت تک اسی طرح حق پر قائم رہے گا۔ اور باطل فرقے اپنا کتنا ہی زور کیوں نہ لگائیں وہ اس اہل حق سواد اعظم ناجی جماعت کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے ۔ لہذا خارجیوں، وہابیوں، دیوبندیوں اور مودودیوں کا سواد اعظم اہل سنت کو گمراہ بلکہ مرتکب شرک قرار دینا سراسر باطل ہے۔ واللہ لا یهدی القوم الظالمین ۔

امت مسلمہ گمراہ نہیں ہو گی۔

حضرت امام جعفر صادق روایت بیان کرتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیف تهلک امة انا اولها والمهدی وسطها والمسيح آخر ها وہ امت (گمراہ ہو کر) ہلاک کیسے ہو گی جس کے اول میں میں ہوں اور اس کے وسط میں مہدی ہیں اور اس کے آخر میں حضرت عیسیٰ مسیح ہیں ۔۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۶۷)

الحمد للہ یہ حدیث بالتصریح بتا رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی امت کی اکثریت نزول عیسیٰ علیہ

السلام تک ہدایت پر رہے گی۔ لہذا اسے مبتلائے شرک بتانا ڈاکٹر عثمانی وغیرہ کی ضلالت کی روشن دلیل ہے۔ **واللہ لایھدی القوم الفاسقین ۔**

جزیرۂ عرب شرک سے پاک رہے گا۔

نبی غیب دان ﷺ نے ارشاد فرمایا "بلاشبہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرۃ العرب میں اس کی پوجا کی جائے۔ لیکن وہ ان کو آپس میں لڑاتا رہے گا۔"
(مسلم شریف ج ۲ ص ۳۸۴۔ جامع صغیر ج ۱ ص ۸۲)

اور فرماتے ہیں۔ **ان الشیطان قد ایس ان تعبدالا صنا م بارض العرب ولکن رضی منھم بما دون ذلک بالمحقرات وھی المو بقات.** بلاشبہ شیطان اس باتَ سے مایوس ہو چکا ہے۔ کہ جزیرۃ العرب میں بتوں کو پوجا جائے۔ لیکن وہ اس سے کم بات یعنی آپس کے لڑائی جھگڑے پر راضی ہو گیا ہے اور وہ ہلاکت میں ڈالنے والے گناہ ہیں۔ رواہ الحاکم وصَحّحہ وابو یعلی والبیہقی
(الصوعق الالھیہ ص ۴۵)

نبی علیہ السلام کو امت کے شرک میں پڑنے کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال بعد شہدائے احد پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر ممبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا۔ "بلاشبہ میں تمہارا پیش رو ہوں اور بلاشبہ تمہارے وعدے کا مقام حوض کوثر ہے۔ اور میں اپنی اس جگہ میں رہتے ہوئے اسے دیکھ رہا ہوں۔ اور بلاشبہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔ **وانی لست اخشی علیکم ان تشر کوا بعدی** اور بلاشبہ مجھے اس بات کا کوئی اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔ رواہ الشیخان فی صحیحھما (مشکوۃ ج ۲ ص ۴۳۷)

اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ **وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشر کوا بعدی** اور بلاشبہ اللہ کی قسم مجھے تمہارے متعلق کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔
(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷۹)

اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا، ان اخوف ما ا تخوف علیٰ امتی الاشراک باللہ اما انی لست اقول یعبدون شمساً ولا قمراً ولا و ثناًولکن اعمالاً لغیر اللہ و شھوۃ خفیۃ ۔ بلاشبہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر اس بات کا ہے وہ اللہ کا شریک ٹھہرائے گی۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ وہ سورج کی پوجا کرے گی یا چاند کی۔یا بت کی بلکہ اللہ کے غیر کے لیے کام کرے گی۔اور پوشیدہ شہوت سے کام لے گی۔ (سنن ابن ماجہ ص ۳۱۰)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے مسند میں، حاکم نے مستدرک میں اور صاحب نوادر الاصول نے بھی روایت کیا ہے۔ (مصباح الزجاجۃ للجلال السیوطی ص ۳۱۰)

اور مفسر ابن کثیر اپنی تفسیر میں روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اپنی امت پر شرک اور خفی شہوت سے ڈرتا ہوں ۔ عرض کیا گیا ۔یا رسول اللہ اتشرک امتک من بعدک ۔یارسول اللہ! کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ فرمایا نعم اما انھم لا یعبدون شمسا ولا قمر اً و حجر اً ولا وثناً ولکن یر آئون با عما لھم ہاں لیکن وہ سورج یا چاند یا پتھر یا بت کو نہیں پوجے گی۔ بلکہ اپنے اعمال میں ریا کاری کرے گی۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۰۹)

الحمد للہ ان احادیث صحیحہ معتبرہ سے اظہر من الشمس ہوا کہ اور کوئی گناہ تو امت مسلمہ میں پیدا ہو سکتا ہے لیکن اس میں شرک حقیقی ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔لہذا خارجی ٹولہ امت مسلمہ میں شرکِ حقیقی ثابت کر کے خود گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔ حضرت علامہ سلیمان بن عبدالوہاب نجدی اپنے بھائی امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نظریہء شرک کا رد کرتے ہوئے ان احادیث کے ضمن میں لکھتے ہیں۔وجہ الدلالۃ منہ کما تقدم ان اللہ سبحانہ ' اعلم نبیہ من غیبہ بما شآء و بما ھو کا ئن الی یوم القیامۃ و اخبر ان الشیطان قد ایس ان یعبدالمصلو ن فی جزیرۃ العرب و فی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایس الشیطان ان تعبدالاصنام بارض العرب و فی حدیث شد اد بن اوس رضی اللہ عنہ انھم لا یعبدون و ثنا ً وھذا بخلاف مذھبکم فان البصرۃ و ما حولھا والعراق من دون دجلۃ الذی فیہ قبر علی رضی اللہ عنہ وقبر الحسین رضی اللہ عنہ و کذالک یمن و الحجاز کل ذلک عن ارض

العرب و مذهبکم ان هذا المواضع کلها عبدالشیطان فیها و عبد ت الاصنام و کلهم کفار و من لم یکفرهم فهو عند کم کا فر و هذ ہ الا حادیث تر د مذهبکم. ان حدیثوں میں تمہارے مذہب کے بطلان پر دلالت موجود ہے کیونکہ اللہ سبحانہ نے جس قدر چاہا اپنے نبی علیہ ﷺ کو اپنے غیب پر اطلاع دی اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا اس کی خبر انہیں دے دی۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے کہ شیطان مایوس ہو چکا ہے اس بات سے کہ جزیرۃ العرب میں اس کی پوجا کی جائے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ جزیرہ عرب میں بت پرستی سے شیطان مایوس ہو گیا ہے۔ اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ مسلمانانِ عرب کسی بت کو نہیں پوجیں گے۔ اور یہ تمہارے مذہب کے خلاف ہے۔ کیونکہ بصرہ اور اس کے گردونواح کی جگہیں اور دجلہ کے پاس کی وہ جگہ جس میں حضرت علی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی قبریں ہیں، اور عراق اور اسی طرح یمن اور حجاز کا کل علاقہ سرزمین عرب میں شامل ہے اور تمہارا مذہب یہ ہے کہ ان جگہوں میں شیطان کی پوجا ہوتی ہے اور بت پوجے جاتے ہیں اور ان عربی علاقوں کے سب لوگ کافر ہیں اور جو ان کے کفر کا قول نہ کرے وہ بھی کافر ہے۔ سو تمہارے اس عقیدہ کا رد یہ حدیثیں کرتی ہیں۔ (الصواعق الالھیہ۔ فی الرد علی الوھابیہ ص ۴۵)

کلمہ گو مسلمان کا مشرک ہونا محال ہے۔

الحمدللہ یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ اللہ رب العزت جل جلالہ' نے اپنے نبی ﷺ کو یہ خبر دی ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کی امت نزول عیسیٰ علیہ السلام تک شرک حقیقی اور بت پرستی سے محفوظ رہے گی۔ شرک کی جو قسم اس میں پیدا ہو سکتی ہے۔ وہ صرف ریاکاری ہے اور ریاکاری سے کوئی شخص دائرۂ اسلام سے نہیں نکلتا۔ لہٰذا اس امت کے کسی فعل کو شرک قرار دے کر اسے مشرک جاننا جیسا کہ خارجیوں، وہابیوں اسماعیلی، دیوبندیوں، مودودیوں اور ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی جیسے نام نہاد توحیدیوں کا اہل سنت مسلمانوں کے متعلق عقیدہ فاسدہ ہے۔ سراسر ضلالت و خباثت ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان بے دینوں کی راہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

معمولی سمجھ رکھنے والا شخص یہ جانتا ہے کہ جو سنی مسلمان اٹھتے بیٹھتے کلمہ ءطیبہ کا ورد کرتے ہیں۔ نماز پنجگانہ میں اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد اعبدہ ورسولہ اور ولا الہ اغیرک پڑھتے ہیں۔ آذانوں اور اقامتوں میں دو مرتبہ کلمہ ءشہادتین کہتے ہیں۔ ہر باجماعت نماز کے بعد بلند آواز سے کلمہ ءطیبہ کا ذکر کرتے ہیں۔ مرنے والے کی کفنی میں شہادتین لکھتے ہیں اور جنازہ اٹھا کر چلتے وقت بلند آواز سے کلمہ ءتوحید پڑھتے ہیں۔ الغرض پیدائش کے وقت بچہ کے کانوں میں آذان و اقامت کی صورت میں توحید باری کے عقیدہ کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر مرنے اور دفن کرنے تک بلکہ سوالاکھ مرتبہ کلمہ ءطیبہ پڑھا کر میت کی بخشش کا سامان کرتے ہیں۔ وہ مسلمان ہرگز ہرگز شرک حقیقی میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔ کلمہ طیبہ سے ان کا یہ مضبوط لگاؤ ان کے قلبی ایمان کی شہادتِ قویہ بنتا ہے۔ لہذا مسلمانوں کو بات بات پر مشرک قرار دینا خود اپنی عاقبت کی بربادی اور ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھولے بھٹکے لوگوں کو ہدایت نصیب کرے۔ تاکہ وہ حق کو جانیں سمجھیں اور اس پر ایمان رکھ کر عاقبت کی ہلاکت سے بچ جائیں۔ (آمین) وھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ المقالۃ النافحۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ (۱۱ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ)

نواں مقالہ

بدعتِ حسنہ کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد۔

وہابیہ، دیوبندیہ ہر نئے کام کو بدعت کہتے ہیں۔ اوران کے نزدیک ہر بدعت گمراہی اور دوزخ میں پہچانے والی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بہت سے سنی معمولات پر بدعت کا فتویٰ جڑتے ہیں اور ان معمولاتِ متبرکہ کی وجہ سے وہ اہل سنت وجماعت (بریلوی مسلک والوں) کو بدعتی کہہ کر پکارتے ہیں۔ اور وہ اپنے اس قول پر حدیث کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار سے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندیوں کی معتبر مشہور کتاب فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ ۱۲۸ پر ہے "ہر چیزے کہ از عبادات باشد و ثبوتش من خیر القرون نباشد بلاریب بدعت ست و تجاوز از حدود شرعیہ ست کما قال اللہ تعالیٰ ولاتعتد واتعتد واالآیۃ۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۹ پر ہے "یہ سب امور خیر القرون میں نہیں تھے توان کا عدم خیر القرون میں واسطے ممانعت کے کافی ہے۔ مجوز کو چاہیئے کہ کوئی حدیث یا آیت دلیل جواز کی پیش کرے۔ عدم قدیم ہمارے واسطے دلیل کافی ہے"

الغرض دیوبندیوں کے نزدیک جو کام رسول اللہ ﷺ کے عہد بابرکات میں نہ کیا گیا ہو وہ ممنوع وناجائز ہے۔ اگرچہ فی نفسہ وہ کتناہی اچھااور فائدہ مند کیوں نہ ہو۔ حالانکہ اگر خود دیوبندیوں کے گھر کی تلاشی لی جائے توان کے ہاں سینکڑوں ایسے کام ہوتے ملیں گے۔ جن کا وجود خیر القرون میں تو کجا قرون ثلاثہ تک میں کہیں پایا نہیں جاتا۔ فالی المشتکیٰ واللہ لایھدی القوم الظالمین۔

وہابیوں دیوبندیوں کے اس عقیدہء باطلہ کے بالکل برعکس ہمارے اکابرین اہل سنت اعلیحضرت بریلوی اوران کے پیشواؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ نیا کام دو قسم کا ہے۔ اچھااور برا۔ اچھے نئے کام کو وہ بدعت حسنہ اور برے نئے کام کو بدعت سیئہ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ ہمارے بزرگان دین کے اس عقیدہ صادقہ راسخہ پر قرآن وسنت اور اقوال فقہاء علماء ومشائخ پوری پوری دلالت کرتے ہیں۔ ہم یہاں چند نصوص تبرکاً ذکر کرتے ہیں تاکہ اس مسئلہ کی پوری وضاحت ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ ورھبانیۃ ن ابتدعو ھا ما کتبنا ھا علیھم الا ابتغآء رضوان اللہ فما رعو ھا حق رعا یتھا ۚ فاتینا الذین امنو منھم اجرھم ج اور

تارک الدنیا بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی۔ ہم نے ان پر فرض نہ کی تھی۔ ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نبھایا جیسا کہ اس کے نبھانے کا حق تھا۔ تو ہم نے ان کے ایمان والوں کو ان کا ثواب عطا کیا۔ (سورۃ الحدید رکوع ۴)

تفسیر

''اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ دین میں اچھے طریقے ایجاد کرنا جسے بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ بہت باعث ثواب بات ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کے تیس پارے اور رکوع بنانا۔ اعراب لگانا۔ علم حدیث وفقہ مرتب کرنا۔ محفل میلاد منعقد کرنا اور فاتحہ بزرگان دین دلانا وغیرہا۔ ہاں بدعت حسنہ ایجاد کرنے کے بعد اسے نہ نبھانا برا ہے۔ اس پر عتاب فرمایا گیا۔'' (نور العرفان علی کنز الایمان)

اور سید صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ''اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دین میں کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات نیک ہو اور اس سے رضائے الٰہی مقصود ہو تو بہتر ہے۔ اس پر ثواب ملتا ہے۔ اور اس کو جاری رکھنا چاہئے۔ ایسی بدعت کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ البتہ دین میں بری بات نکالنا بدعت سیئہ کہلاتا ہے۔ اور وہ ممنوع اور ناجائز ہے۔ بدعت سیئہ حدیث میں بتلائی گئی ہے جو خلاف سنت ہو اور اس کے نکالنے سے کوئی سنت اٹھ جائے۔ اس سے ہزارہا مسائل مثلاً گیارھویں، میلاد شریف، عرس اور تیجہ وغیرہ کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے امور خیر کو بدعت سیئہ بتا کر منع کرتے ہیں۔ جن سے دین کی تقویت و تائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اخروی فوائد پہنچتے ہیں۔ اور ان طاعات و عبادات میں مسلمان ذوق و شوق کے ساتھ مشغول ہیں۔ ایسے امور کو بدعت بتانا قرآن مجید کی اس آیت کے صریح خلاف ہے۔'' (خزائن العرفان)

اب ہم تبرکاً چند احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

پہلی حدیث۔

حضور پرنور شفیع یوم النشور ﷺ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ **من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجر ها و اجر من عمل بها من بعد ه من غیر ان ینقص من اجور هم شئی ومن سن فی**

الاسلام سنة سیئۃً کان علیه و زر ها ووزر من عمل بها من بعد ہ من غیر ان ینقص من اوزِلوهم شئی (رواہ مسلم)۔جو شخص اسلام میں کوئی اچھی رسم جاری کرے اس کے لیے اس کا ثواب ہے۔اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان کے ثواب جتنا ثواب بھی اس کے لیے ہے۔بغیر اس کے کہ ان کے ثواب سے کچھ کمی کی جائے۔اور جو شخص اسلام میں بری رسم جاری کرے اس کے لیے اس کا گناہ ہے اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے۔ان کے گناہ جتنا گناہ بھی اس کے لیے ہے۔بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی کی جائے۔(مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۱)

امام نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔فیہ الحث علیٰ الابتداء بالخیرات وسن السنن الحسنات۔اس حدیث شریف میں نیک کاموں کی ابتداء کرنے اور اچھی رسمیں ایجاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔(شرح مسلم شریف)

(فوائد)اس حدیث شریف سے چند فوائد حاصل ہوئے وھی ھذہ

(۱)بدعت دو قسم کی ہے۔اچھی بدعت اور بری بدعت (۲)اچھی بدعت میں موجد و عامل دونوں کے لیے ثواب ہے اور بری بدعت میں ان دونوں کے لیے گناہ ہے۔(۳)من کے عموم سے معلوم ہوا کہ ہر نیک وبد مسلمان کو اچھی رسم ایجاد کرنے کی شرع کی طرف سے اجازت ہے۔اگر کوئی فاسق فاجر مسلمان کوئی نیک رسم ایجاد کرے تو اس کے فسق وفجور کی وجہ سے وہ نیک رسم بری قرار نہیں دی جائے گی۔جیسا کہ حجاج بن یوسف نے اعراب لگانے کی نیک رسم ایجاد کی تو اس کے فسق وفجور کا اس نیک رسم پر کوئی اثر نہیں پڑا۔(۴)ہر مسلمان ہر دور میں نیک رسم ایجاد کرنے کا حق رکھتا ہے لہذا خیر القرون یا قرون ثلاثہ کی قید لگانا وہابیہ کی سفاہت کی روشن دلیل ہے۔سچ ہے۔

؎ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے۔

دوسری حدیث:۔

حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد۔ جس نے ہمارے اس امر میں ایسی بات ایجاد کی جو اس سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (مشکوٰۃ۔ج۱ص۲۴)

امام ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ ''اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص اسلام میں ایسی بات پیدا کرے۔ جس کی سند کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں موجود نہیں ہے۔ نہ ظاہر، نہ خفی، نہ ملفوظ اور نہ مستنبط تو وہ مردود ہے۔'' (مرقاۃ بحوالہ حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۴ جلد اول)

(فائدہ) مالیس منہ کی قید سے معلوم ہوا کہ احداث مافی الدین شرعاً محبوب و مستحسن ہے۔

تیسری حدیث۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ **من ابتدع بدعة ضلالة لا یرضاها الله و رسوله کان علیه من الاثم مثل آثام من عمل بها لا ینقص ذلک من اوزارهم شئیا**۔ جو کوئی ایسی نئی بات نکالے جو گمراہ کن ہو۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس سے ناراض ہو۔ تو اس پر ان لوگوں کے گناہ جتنا گناہ ہے جو اس پر عمل کریں گے۔ اور خود ان کے گناہ میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۷ جلد ۱)

(فائدہ) اس حدیث میں ضلالۃ لا یرضاھا اللہ و رسولہ کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ بدعت صرف وہی بری ہے جو گمراہ کن ہو اور وہ اللہ اور رسول عزوجل ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہو۔ لہذا نیک رسم کو بدعت سیئہ قرار دینا حماقت و ضلالت ہے۔

چوتھی حدیث۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ **ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة**۔ کسی قوم نے کوئی بدعت نہیں نکالی مگر اس کی مثل سنت اٹھالی گئی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۸ ج ۱)

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بدعت کسی سنت کے منافی ہو کہ اس کی وجہ سے وہ سنت اٹھ جائے وہ شرعاً مذموم ہے اور جو بدعت سنت کی موید و مقوی ہو وہ ممنوع نہیں۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ بدعت دو قسم کی ہوتی ہے۔ بدعت حسنہ یعنی جو موافق سنت ہو اور بدعت سیئہ یعنی جو خلاف سنت ہو۔ (حاشیہ مشکوٰۃ شریف)

پانچویں حدیث۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن ۔ مسلمان جس چیز کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ شریف)

(فائدہ) تیجہ، چہلم، برسی، جمعراتی، گیارھویں اور عرس وغیرھا امور کو مسلمانوں کی اکثریت اچھا سمجھتی ہے۔ اس لیے یہ امور عند اللہ اچھے ہیں۔ ان پر عدم جواز کا فتویٰ عائد کرنا وہابیہ زمانہ کی سفاہت وحماقت کی دلیل ہے۔

علمائے احناف کے ارشادات

امام ابن عابدین شامی حنفی فرماتے ہیں۔ ورنہ بدعت تو کبھی واجب ہوتی ہے۔ مثلاً گمراہ کن فرقوں کی تردید میں دلائل قائم کرنا۔ اور علم نحو جس سے کتاب وسنت کی سمجھ حاصل ہوتی ہے۔ اور کبھی مستحب ہوتی ہے۔ مثلاً مسافر خانے اور مدرسے بنوانا اور ہر وہ نیک کام جو صدر اول میں نہ پایا گیا۔ اور کبھی مکروہ ہوتی ہے۔ مثلاً مسجد کو بے فائدہ آراستہ کرنا۔ اور کبھی مباح ہوتی ہے مثلاً عمدہ عمدہ کھانے، پینے اور پہننے کی چیزیں بنانا۔ یہ مسئلہ اسی طرح امام مناوی نے شرح جامع صغیر میں امام نووی کی کتاب التہذیب سے نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح امام برکلی حنفی کی کتاب طریقہء محمدیہ میں بھی مذکور ہوا ہے۔ (شامی جلد اول ص ۴۱۴)

اور سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی فرماتے ہیں ''ورنہ فقہائے کرام نے تحقیق فرمائی ہے کہ بعض بدعتیں اچھی اور عند اللہ مقبول ہوتی ہیں مثلاً دینی علوم کی تعلیم وتدوین اور مسجدوں کے مینار اور ہر وہ نیا کام جس میں انہوں نے کوئی دینی مصلحت دیکھی۔ اسے اچھا اور عند اللہ مقبول بتایا'' (حدیقہ ندیہ ص ۱۳۹ جلد اول)

اور یہی بزرگ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں ''کتاب شرح الشرعۃ میں کتاب شرح المشارق سے منقول ہے کہ بلاشبہ علمائے امت نے فرمایا۔ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ بدعت واجبہ مثلاً بدمذہب لوگوں کے شکوک وشبہات کی تردید میں دلائل جمع کرنا۔ بدعت مستحبہ مثلاً دینی کتب تصنیف کرنا اور دینی مدارس قائم کرنا۔ بدعت مباحہ مثلاً خویش واحباب کی مہمانی میں

طرح طرح کے کھانوں کی کثرت کرنا۔ بدعت مکروہ اور بدعت محرمہ اور یہ دونوں قسمیں ظاہر ہیں''(حدیقہ ندیہ ص ۱۴۵ج ۱)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں'' جاننا چاہیے کہ جو بات پیغمبر ﷺ کے بعد پیدا ہوئی وہ بدعت ہے۔ پھر جو بدعت پیغمبر ﷺ کی سنت کے قواعد واصول کے مطابق ہو اور اس پر قیاس کی گئی ہو اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو بدعت سنت پیغمبر ﷺ کے مخالف ہو اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں اور اس حدیث کل بدعۃ ضلالۃ کی کلیت بدعت ضلالت پر محمول ہے اور بعض بدعتیں واجب ہیں مثلاً علم صرف ونحو کا پڑھنا پڑھانا جس سے آیات واحادیث کی سمجھ حاصل ہو۔ کتاب وسنت کے غرائب کو حفظ کرنا اور علاوہ ازیں وہ تمام نئی باتیں جن پر دین وملت کی حفاظت موقوف ہے۔ اور بعض بدعتیں مستحسن ومستحب ہوتی ہیں۔ مثلاً مسافر خانے اور درسگاہیں بنانا اور بعض بدعتیں مکروہ ہوتی ہیں۔ مثلاً بعض علماء کے قول پر مسجدوں کو آراستہ کرنا اور بعض بدعتیں مباح ہوتی ہیں۔ مثلاً کھانے پینے کی اچھی اچھی چیزوں میں کشائش پیدا کرنا بشرطیکہ وہ حلال ہوں اور ان کی وجہ سے تکبر وغرور میں مبتلا نہ ہو۔ اور علاوہ ازیں وہ سب مباح چیزیں جو عہد رسالت میں نہ تھیں مثلاً چھلنی وغیرہ اور بعض بدعتیں حرام ہوتی ہیں۔ مثلاً اہل سنت وجماعت کے مقابلہ میں اہل باطل کے مذاہب۔ اور جو بدعتیں خلفائے راشدین نے پیدا کی ہیں۔ وہ اگرچہ اس وجہ سے بدعت ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھیں مگر وہ بدعت حسنہ کی قسم سے ہیں۔ بلکہ وہ حقیقت میں سنت ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تم میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔''(اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۲۵ جلد دوم)

'' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بدعت دو طرح کی ہوتی ہے۔ بدعت محمودہ اور بدعت مذمومہ''(نزھۃ الناظرین ص ۱۲)

شیخ عبید الضریر فرماتے ہیں۔''بدعت وہ کام ہے جو حضور ﷺ کے عہد میں موجود نہ تھا۔ اور بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ بدعت واجبہ، بدعت مندوبہ، بدعت محرمہ، بدعت مکروھہ اور بدعت مباحہ الیٰ آخرہ''(نزھۃ الناظرین ص ۱۲)

اور امام نووی فرماتے ہیں'' علمائے کرام نے فرمایا۔ بدعت پانچ قسم پر ہے۔ بدعت واجبہ،

بدعت مندوبہ، بدعت محرمہ، بدعت مکروھہ، اور بدعت مباحہ" (شرح مسلم شریف ص۳۰۵ جلد اول)

الحمد للہ علمائے حق کی ان روشن تصریحات سے معلوم ہوا کہ ہر بدعت مذموم نہیں بلکہ بدعت مذمومہ صرف وہ ہے جو سنت کے مخالف ہو۔ لہذا دیوبندیہ وہابیہ کا متعدد معمولات اہل سنت مثلاً مجلس میلاد، قیام میلاد، تیجہ، چہلم، گیارھویں، عرس وغیرھا امور خیر کو بدعت ضلالت کہنا باطل اور ان کی بے عقلی اور کم علمی کی واضح دلیل ہے۔ یہ امور خیر ہر گز ہر گز بدعت ضلالت نہیں۔ بلکہ یہ بدعت مستحبہ ہیں۔ ان امور کی بناء پر بریلوی اہلسنت کو دیوبندیہ کا اہل بدعت کہنا بھی ان کی بے جا ہٹ دھرمی اور بغض و عناد کی دلیل ہے۔ واللہ لایھدی القوم الظالمین۔

حدیث کل بدعۃ ضلالۃ کی تشریح۔

دیوبندیہ وہابیہ عوام المسلمین کو دھوکہ دینے کے لیے حدیث کل بدعۃ ضلالۃ پیش کرتے ہیں اور اس کا عام ظاہر معنی مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے جلیل القدر حنفی علماء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں کلیت صرف بدعت مذمومہ پر محمول ہے۔ اور یہ عام مخصوص منہ البعض ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق کا ارشاد ابھی گزرا۔ اور امام نووی شافعی فرماتے ہیں۔ وقولہ ﷺ و کل بدعۃ ضلالۃ ھذا عام مخصوص والمراد غالب البدع الی ان قال فا ذا عرف ماذکر تہ علم ان الحدیث من العام المخصوص و کذاما اشبھہٗ من الاحادیث الوا ردۃ و یؤ ید ما قلناہ قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی التراویح نعمت البدعۃ ھذا ولا یمنع من کون الحدیث عاماً مخصوصاً قولہ کل بدعۃ موکداً بکل بل ید خلہ التخصیص مع ذلک کقولہ تعالیٰ تدمر کل شئی۔ یعنی کل بدعۃ ضلالۃ عام مخصوص منہ البعض ہے۔ اور مراد غالب بدعات ہیں۔ پھر اقسام بدعت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ پس جب آپ بدعت کی پانچ قسمیں جان چکے تو اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ حدیث عام مخصوص ہے اور اسی قسم کی دوسری حدیثیں بھی عام مخصوص ہیں اور ہمارے اس قول کی تائید حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے تراویح کے متعلق فرمایا کہ یہ ایک اچھی بدعت ہے۔ اور اس حدیث میں لفظ کل تخصیص کے منافی نہیں۔ کیونکہ تخصیص لفظ کل میں بھی پائی جاتی

ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے ارشاد تدمر کل شئی میں تخصیص موجود ہے۔" (شرح مسلم شریف ص ۳۰۵ جلد اول)

اور یہی امام حدیث من سن سنة حسنة کی شرح میں فرماتے ہیں "اس حدیث (من سن سنة حسنة") سے معلوم ہوا کہ حدیث کل بدعة ضلالة میں تخصیص موجود ہے۔ اور یہاں بدعت سے مراد بدعت قبیحہ و مذمومہ ہے۔ جیسا کہ اس کا مفصل بیان کتاب الجمعة میں گزر چکا ہے۔" (شرح مسلم ص ۳۴۷ ج ۱)

اور امام علی قاری حنفی فرماتے ہیں "کتاب الازھار میں فرمایا۔ حدیث کل بدعة ضلالة میں بدعت سے مراد ہر بری گمراہ کن بدعت ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اچھی رسم جاری کرے اس کے لیے اس کا ثواب ہے اور جو اس پر عمل کرے گا اس کے ثواب جتنا ثواب ہے۔ اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم نے قرآن جمع کیا۔ اور حضرت زید نے اسے کتابی صورت دی۔ اور حضرت عثمان کے عہد میں اس کی تجدید کی گئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۱۶ ج ۱)

اور علامہ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں۔ "کل بدعة ضلالة سے مراد ہر وہ بدعت ہے جو شرع میں بدعت ہے۔ اور شرع میں بدعت صرف وہی بدعت ہے کہ جس میں شرعی طاعت پر کوئی اعانت نہ پائی جائے۔ بوجہ اس کے کہ وہ بدعت بری ہے۔ اور اگر کسی بدعت میں شرعی طاعت پر اعانت پائی جائے تو وہ بدعت شارع کے اذن سے ہو گی۔ اگرچہ شارع کا اذن بطریق اشارہ پایا جائے۔ پس اس قسم کی بدعت، بدعت حسنہ ہو گی۔ پس بدعت حسنہ کل بدعة ضلالة کے تحت نہیں آتی۔" (حدیقہ ندیہ ص ۱۳۸ جلد اول)

اور یہی امام فرماتے ہیں۔ "کتاب شرح الشرعہ میں فرمایا۔ "ہر بری بدعت گمراہ کن ہے۔" پھر ذرا آگے فرماتے ہیں۔ اور بدعت فی الدین سے مراد ہر وہ بدعت ہے جو صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی راہ و روش کے خلاف ہو بایں طور کہ اگر وہ اس پر اطلاع پاتے تو وہ ضرور اس پر انکار لاتے اور اسے ناپسند فرماتے۔ پس اس قسم کی بدعت ضلالت ہے۔ ورنہ فقہائے کرام نے تحقیق فرمائی ہے کہ بدعت کی بعض قسمیں اچھی ہیں اور عند اللہ مقبول ہیں۔ مثلاً دینی

علوم کی تعلیم وتدوین میں مشغول ہونا۔'' (حدیقہ ندیہ ص ۳۸ جلد ۱)

اور امام جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں۔ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد کل محدثۃ بدعت۔'' تاویل پر محمول ہے۔ اور ہر محدث یعنی بدعت سے مراد وہ بدعت ہے جو اصول شرع کے خلاف اور سنت کے غیر مطابق ہو۔'' (حاشیہ ابن ماجہ)

الحمد للہ ان جلیل القدر بزرگان دین وشارحین حدیث کی ان عبارات متبرکہ سے معلوم ہوا کہ کل بدعۃ ضلالۃ کا معنی ہے۔ کل بدعۃ قبیحۃ ضلالۃ ولہذا دیوبندیہ وہابیہ زمانہ کا اس حدیث کی بناء پر ہر اچھی بدعت کو گمراہی قرار دینا۔ ان کی کور باطنی اور کم علمی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ مسلمانو! دیوبندی وہابی بدعت کی جو گردان پڑھتے رہتے ہیں۔ یہ ان کی خانہ زاد اور خود ساختہ ہے۔ ان کے کہنے سے امورِ خیر کو ہرگز ہرگز ترک نہ کریں۔ ع کارِ مانصیحت بود کردیم۔

تائید مزید۔

اب ہم چند بدعات حسنہ پیش کرتے ہیں۔ جو عہد صحابہء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں پیدا ہوئیں اور ان کے حسن ہونے کی تصریحات جلیل القدر صحابہ کرام نے خود فرمائیں وباللہ التوفیق

جمع القرآن۔

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ جنگ یمامہ میں بہت سے قاری شہید ہوگئے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر لڑائیوں میں اسی طرح قاری شہید ہوتے رہے تو قرآن کا بیشتر حصہ ضائع ہو جائے گا۔ سو میری رائے یہ ہے کہ قرآن کو (کتابی صورت میں) جمع کردیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا۔ کیف افعل شیئاً لم یفعلہ رسول اللہ۔ میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ نے نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ھو و اللہ خیر. اللہ کی قسم یہ کام اچھا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے رہے۔ اور انہیں جمع قرآن کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت صدیق رضی اللہ نے فرمایا۔ شرح اللہ لذلک صدری فرأیت الذی رای عمر۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے میرا سینہ کھول دیا تو میں نے عمر کی رائے کو اپنایا

۔پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ آپ عقلمند جوان ہیں اور ہم آپ کو متہم نہیں سمجھتے اور آپ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی وحی لکھتے رہے۔اس لیے آپ قرآن تلاش کریں اور اسے یکجا کر دیں۔یہ سن کر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ **کیف تفعلان شیئاً لم یفعله النبی ﷺ**۔ بھلا آپ وہ کام کیوں کرنے لگے ہیں۔جو رسول اللہ نے نہیں کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ھو واللہ خیر۔اللہ کی قسم یہ کام اچھا ہے۔ حضرت زید نے بالآخر فرمایا۔ **فلم ازل ار اجعه حتی شرح الله صدری للذی شرح له صدر ابی بکر و عمر**۔میں اس بارہ میں بار بار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا رہا۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا تو میں نے صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی رائے کو اپنا لیا۔(تاریخ الخلفاء ص ۶۴)

جماعت تراویح۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلے۔دیکھا کہ لوگ تراویح کی نماز متفرق طور پر پڑھ رہے ہیں۔یہ دیکھ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔**انی لو جمعت ھٰؤلآء علی قاریء واحدٍ لکان امثل**۔اگر میں ان لوگوں کو ایک قاری پر جمع کر دوں تو یہ بات زیادہ اچھی ہو گی۔پھر آپ نے اس کام کا پختہ ارادہ فرمایا۔اور انہیں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے پر جمع کر دیا۔دوسری رات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف نکلے تو دیکھا کہ لوگ ایک امام کی اقتداء میں تراویح پڑھ رہے ہیں۔یہ دیکھ کر فرمایا **نعمت البدعة ھذه**۔یہ بدعت کتنی اچھی ہے۔(مشکوۃ شریف جلد اول ص ۱۰۵)

مسجد نبوی کی تعمیر نو۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی شریف کو نئے سرے سے شاندار طریقہ پر تعمیر کرنے کا مشورہ کیا۔تو بعض لوگوں نے اس نئی بات کو ناپسند کیا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا **انکم اکثر تم و انی سمعت رسول الله ﷺ یقول من بنی مسجد ا لله بنی الله له**

مثلہ فی الجنۃ۔ تم نے ردو کد میں بہت کثرت کی ہے۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کے لیے مسجد بنائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی بنائی ہوئی مسجد جیسی عمارت جنت میں تعمیر فرماتا ہے۔ پھر آپ نے مسجد شہید کرائی اور اسے عالیشان تعمیر فرمایا۔ (بخاری شریف ص ۶۴)

الحمد للہ ان احادیث سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ جو کام فی نفسہ اچھا ہو وہ محض اس وجہ سے ناجائز نہیں ہو گا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے عہد سعید میں نہیں کیا گیا۔ بلکہ مقصود شریعت سے موافقت رکھنے والے تمام وہ امور خیر جو خیر القرون یا قرون ثلاثہ یا قرون سلف صالحین میں نہیں کیے گئے مستحب و مستحسن قرار دیئے جائیں گے۔ جیسا کہ حضرت فاروق اعظم، حضرت صدیق اکبر اور حضرت زید رضی اللہ عنہم نے قرآن جمع کرنے کو اچھا قرار دیا۔ اگرچہ حضور کے زمانے میں قرآن کو کتابی شکل میں جمع نہیں کیا گیا تھا۔ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تراویح کی باقاعدہ جماعت کو بدعت حسنہ فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی نئی شاندار تعمیر کو مستحسن سمجھا۔ و لہذا سیدنا غوث اعظم کی گیارھویں شریف، تیجہ، چہلم برسی، سالانہ ختم شریف، ششماہی کے ختمات۔ جشن میلاد شریف، قیام میلاد شریف، مولود خوانی وغیرہا امور خیر قطعاً یقیناً مستحسن ہیں۔ اگرچہ موجودہ ہیئت کذائیہ سے یہ کام خیر القرون یا قرون ثلاثہ میں نہیں کیے گئے۔ ان امور خیر کو بدعت و ناجائز کہنا اور ہر بدعت کو خواہ وہ فی نفسہا کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ ضلالت اور گمراہی قرار دینا بد مذہب لوگوں کی جہالت و ضلالت و سفاہت کی روشن دلیل ہے۔ اہل سنت وہابیہ زمانہ کی گمراہ کن باتوں پر ہرگز ہرگز کان نہ دھریں اور امور خیر کو ترک کر کے ثواب عظیم سے محروم نہ رہیں۔ واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

بدعات وہابیہ

دیوبندی وہابی بدعت کی گردان پڑھتے رہتے ہیں اور سواد اعظم بریلوی اہل سنت کو اہل بدعت کہہ کر پکارتے ہیں۔ لیکن بہت سی بدعات پر یہ لوگ خود بھی سختی سے پابند ہیں۔ چنانچہ ہم چند بدعات کا ذکر کرتے ہیں۔ رمضان میں باجماعت تراویح پڑھنا۔ مسجدوں کو پختہ عالیشان بنانا۔ جمعہ کی دو آذانیں دینا۔ ایک شہر میں دو جگہ نماز عید پڑھنا، قرآن مجید کو چھاپنا۔ اس کا عجمی زبانوں میں ترجمہ

کرنا۔ الفاظ قرآن پر اعراب لگانا۔ خطبہ جمعہ میں آیت احسان پڑھنا۔ بخاری شریف کا ختم، مسجد کے محراب ومینار بنانا۔ علم صرف ونحو ومنطق واصول پڑھنا پڑھانا وغیرھا

مقام غور

ہے کہ اگر دیوبندی لوگ ان بدعات کو بجالانے کے باوجود اہل بدعت نہیں تو پھر بریلوی اہل سنت گیارھویں، تیجہ اور چہلم وغیرھا ایصال ثواب کرنے کی وجہ سے کیوں اہل بدعت گردانے جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ سنی بریلوی اہل بدعت نہیں ہیں بلکہ حقیقی سنی ہیں۔ ان پر اہل بدعت کا بہتان لگانا بداھۃً غلط ہے۔ وھذا آخر ما اردنا ایرادفی ھذہ المقالۃ المفیدۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ (۲۷ جمادی الاخری ۱۴۰۲ھ)

دسواں مقالہ

فیوضاتِ قادریہ

(سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام والبرکۃ والتحیۃ والرحمۃ علیٰ جمیع عبادہ المؤمنین من الانبیآء و الصدیقین والشھدآء والصالحین الی قیام یوم الدین وبعد قیام یوم الدین الی ابد الآبدین۔

یہ مقالہ حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد وارشادات حقہ پر مشتمل ہے۔ بحمدہ تعالیٰ اس مقالہ مبارکہ سے یہ بات آشکارا ہو جاتی ہے کہ آپ کے عقائد و نظریات وہی تھے۔ جن کے حامل اس دور میں سنی بریلوی حضرات ہیں۔ ولہذا آپ کے متعلق یہ کہنا کہ آپ اہل حدیث یعنی وہابی غیر مقلد تھے۔ سراسر غلط اور ایک بے بنیاد دعوی ہے۔

بفضلہ تعالیٰ آپ اہل حدیث یعنی غیر مقلد وہابی نہ تھے۔ بلکہ سنی العقیدہ حنبلی المذہب مقلد بزرگ تھے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

ناجی فرقہ۔

غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''اہل سنت وجماعت نجات پانے والا فرقہ ہے۔ اس کا مسلک اور عقیدہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور اس اہل سنت وجماعت فرقہ کو ناجی فرقہ کہا جاتا ہے۔'' (غنیۃ الطالبین۔ جلد اول ص ۸۵)

چار مذاہب حقہ۔

پاکیزہ روحوں (انسانوں) کے لیے مذاہب اربعہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کے اصول پر عمدہ عقیدے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو ان لوگوں کی راہ سے بچائے جو دین حق سے اس طرح دور چلے گئے ہیں۔ جس طرح تیر کمان سے دور چلا جاتا ہے۔ (فتوح الغیب ص ۱۴۰)

تقلید۔

امام تازفی فرماتے ہیں ''امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المشیخۃ البغدایۃ میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد کے شہر میں حنبلی اور شافعی مذہب والوں کے پیشوا اور فقیہ تھے'' اور یہی امام علامہ نووی کی بستان العارفین سے نقل فرماتے ہیں کہ ''شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد

میں شافعی اور حنبلی اماموں کے سربراہ تھے "(قلائد الجواہر ص ۱۳۷)

اتباعِ سوادِ اعظم۔

"اے عزیز! جمہور کی راہ پر چلنا تجھ پر لازم ہے۔ اور تجھ پر مسلمانوں کی بڑی جماعت اہل سنت کے ساتھ رہنا واجب ہے۔" (الفتح الربانی ص ۴۱۶)

عمل پر عقیدہ کی تقدیم۔

اور آپ فرماتے ہیں۔ "اولیاء اللہ کے احوال کا انکار وہی شخص کرے گا جو منافق، سخت دھو کہ باز اور اپنی خواہشاتِ نفسانی کا شہسوار ہے۔ اور یہ امر صحیح عقیدہ کے بعد نیک عمل پر مبنی ہے۔" (فتح الربانی ص ۴۹۹)

ضرورت شیخ۔

اور آپ فرماتے ہیں۔ "تو اہل دل (یعنی اولیاء اللہ) کی صحبت اختیار کر کہ تو بھی صاحب دل ہو جائے۔ اور تیرے لیے شیخ کامل کی ضرورت ہے جو سمجھ دار اور حکم خداوندی بجالانے والا ہو کہ وہ تجھے مہذب بنائے۔ علم دین سکھائے اور نصیحت کرے۔" (فتح الربانی ص ۱۶۶)

فناء فی الشیخ۔

"اپنے شیخ کے مقابلہ میں مرید کے پاس نہ کرتا ہوتا ہے نہ پائجامہ، نہ سیم وزر ہوتی ہے نہ مال واسباب۔ وہ اسی کے دستر خوان پر وہی شئے کھاتا ہے۔ جس کے کھانے کا وہ حکم کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ سے فنا ہوتا ہے۔ اور شیخ کے امر و نہی کا منتظر رہتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ شیخ کا امر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اس کی تمام بہتریاں اس کے شیخ کے ہاتھوں پر پوری ہوتی ہیں۔ اور اس کی رسی کو وہی بٹتا ہے (فتح الربانی ص ۵۰۳)

بے پیر کا پیر

"ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو شیطان اس کا پیر ہوتا ہے۔" (فتح الربانی ص ۲۷۱)

اولیاء کرام کی گستاخی۔

''اے لڑکے۔ حق تعالیٰ کی پہچان کی کمی کی وجہ سے تو اولیاء اللہ کو حقیر و ذلیل جانتا ہے۔ اور تو کہتا ہے کہ یہ (اولیاء اللہ) متہم ہیں۔ ہمارے ساتھ کیوں عیش و عشرت نہیں کرتے۔ اور وہ ہمارے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے۔ تیری یہ باتیں اس وجہ سے ہیں کہ ابھی تک تجھے اپنے نفس کی پہچان حاصل نہیں ہوئی۔'' (فتح الربانی ص ۸۸)

اولیاء کرام کی غیبت۔

''اے منافق اللہ تعالیٰ تجھ سے زمین کو پاک کر دے۔ کیا تیرے نفاق کا ثبوت اس سے نہیں ہوتا کہ تو علمائے مکرمین، صلحائے محترمین اور اولیاء معظمین کی غیبت کرتا اور ان کا گوشت کھاتا ہے۔ تو اور تیرے منافق بھائی عنقریب کیڑوں کی غذا بنیں گے۔ وہ تمہاری زبانیں، گوشت کھائیں گے۔ اور وہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کریں گے۔ اور زمین تمہیں دبائے گی۔ اور تم پس جاؤ گے'' (فتح الربانی ص ۸۰)

اولیاء کے مراتب۔

''پھر مومن کو ایمان سے ایقان کی طرف منتقل کیا جاتا ہے۔ پھر اسے ولایت بدلیہ (جو ابدال کا تمغہ امتیاز ہے) نصیب ہوتی ہے۔ اس کے بعد ولایت غوثیہ آتی ہے۔ اور بسا اوقات ساری حالتوں کے آخر پر اسے ولایت قطبیہ حاصل ہو جاتی ہے۔ (جو نام ہے نیابت نبوت اور جملہ اولیاء امت کی سرداری کا) حق تعالیٰ اس (قطب الاقطاب) کے ذریعہ سے اپنی جملہ مخلوق پر فخر فرماتا ہے۔''
(فتح الربانی ص ۱۵۹)

اولیاء کا علم غیب۔

''اللہ تعالیٰ غیب کو جاننے والا ہے۔ سو وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا مگر اسی کو جو اس کا پسندیدہ رسول ہو۔ علم غیب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ تو اس کے قریب ہو جا تاکہ تو اسے دیکھے اور اس کے پاس جو غیب ہے اسے دیکھے۔ (فتح الربانی ص ۲۴۲)

دل کے رازوں پر آگاہی۔

''ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ تیرا ظاہر تیرے باطن کا عنوان ہوتا ہے۔ تیرا باطن اللہ تعالیٰ اور اس کے خاص بندوں پر ظاہر ہوتا ہے۔'' (فتح الربانی ص ۱۷)

منافق کی پہچان۔

''منافق کا باطن اولیائے صدیقین اور حق تعالیٰ سے واصل نیکوکار لوگوں کے نزدیک ظاہر ہے۔ اللہ کے خاص بندے آج بھی منافقوں سے واقف ہیں۔ اور جملہ عوام قیامت کے دن اس سے واقف ہو جائے گی۔ جب خواص منافقوں کو دیکھتے ہیں تو وہ اپنے دلوں سے ان کو ناپسند کرتے ہیں۔ مگر حق تعالیٰ کی پردہ پوشی کے باعث اس راز کو وہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔'' (فتح الربانی ص ۲۹۸)

قطب کا مشاہدہ غیب۔

''جب کوئی شخص قطب بن جاتا ہے تو وہ دنیا بھر کے کاموں اور ان کے مقسوموں اور انجاموں پر مطلع ہو جاتا ہے۔ اور وہ جملہ اسرار کے خزانوں پر آگاہ ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کی کوئی بھلائی یا برائی اس سے مخفی نہیں رہتی۔'' (فتح الربانی ص ۶۳۱)

لوحِ محفوظ پر نظر۔

''بندہ ولی بن کر لوح محفوظ میں اپنے مقسوم کی چیزیں دیکھتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے اہل و عیال کے مقسوم دیکھنے کی طرف ترقی پاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے اس عروج و آگاہی تقادیر پر متعجب ہوتا ہے۔ تو اسے اس کے باطن کے اندر ندا دی جاتی ہے کہ بے شک وہ ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام فرمایا اور بے شک وہ ہمارے نزدیک البتہ برگزیدہ اور منتخب بندوں میں سے ہے''
(فتح الربانی ص ۶۱۵)

حاضر و ناظر

''جس شخص کا ایمان قوی اور یقین پختہ ہو جاتا ہے۔ وہ قیامت کے سارے معاملات کو اپنے دل سے دیکھتا ہے۔ جن کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ (فتح الربانی ص ۱۳۹)

خود مختاری۔

''حق تعالیٰ نے باندھنا اور کھولنا یعنی انتظامِ ملکی ان اولیاء کرام کے حوالہ کر دیا ہے۔ سوانہی کی بدولت آسمان بارش برساتا اور زمین روئیدگی پیدا کرتی ہے۔ ساری مخلوق ان کی رعایا ہے۔''
(فتح الربانی ص ۱۰۰)

حاجت روائی۔

''ولی کامل یہ جانتا ہے کہ مخلوق خدا کے ہاتھ میں نہ کسی قسم کا نقصان ہے نہ نفع اور نہ اچھائی ہے نہ برائی اور اگر ان کے ہاتھوں پر کوئی چیز جاری ہوتی ہے، یعنی کوئی شخص نفع یا نقصان پہنچاتا ہوا نظر آتا ہے تو وہ در حقیقت خدا ہی کی طرف سے ہے نہ کہ اس کی طرف سے۔'' (فتح الربانی ص ۲۲۷)

اتصاف باوصافِ خداوندی۔

''حدیث قدسی میں آیا ہے کہ پھر جب میں (اللہ تعالیٰ) اسے (یعنی مومن کو) اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی سماعت، بصارت، ہاتھ اور پشت پناہ بن جاتا ہوں۔ سو وہ مجھ ہی سے سنتا ہے، مجھ ہی سے دیکھتا ہے اور مجھ ہی سے پکڑتا ہے۔'' (فتح الربانی ص ۲۶۹)

نفع و نقصان کی قدرت۔

''ساری مخلوق عاجز ہے نہ کوئی تجھے نفع پہنچاتا ہے نہ نقصان۔ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نفع و نقصان بندوں کے ہاتھوں پر جاری کرتا ہے۔ سو اسی کا فعل تیرے اندر اور ان کے اندر متصرف ہوتا ہے۔'' (فتح الربانی ص ۹۷) اور دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ ''اگر اللہ چاہے گا کہ وہ تجھے مخلوق کے ہاتھوں نفع پہنچائے تو وہ نفع پہنچادے گا اور اگر وہ چاہے گا کہ ان کے ہاتھوں تجھے نقصان پہنچائے تو وہ نقصان پہنچادے گا۔ کیونکہ وہی ان کے قلوب کو مسخر کرنے والا اور نرم و سخت بنانے والا ہے۔'' (فتح الربانی ص ۳۱۰) اور تیسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ ''اور اعتقاد رکھ کہ نفع اور نقصان سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ان دونوں کو مخلوق کے ہاتھوں جاری کرتا ہے۔'' (فتح الربانی ۳۴۳)

مخلوق سے حاجت طلبی۔

''تم اپنی حاجتیں حق تعالیٰ ہی سے مانگو نہ کہ اس کی مخلوق سے۔ اور اگر تمہیں مخلوق سے حاجت مانگنے کے بغیر چارہ نہ ہو۔ تو تم پہلے اپنے دلوں کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں داخل ہو جاؤ۔ سو وہ تمہیں کسی خاص جہت سے حاجت طلب کرنے کا الہام فرمائے گا۔ پھر اگر تمہیں مخلوق سے کچھ ملے یا نہ ملے یہ دونوں امر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوں گے۔'' فتح الربانی ص ۱۰۴)

اولیاء کا وسیلہ۔

''جب بھی تم کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ میرے وسیلہ سے مانگو۔'' (قلائد الجواہر ص ۲۶)

بلاد اللہ پر حکمرانی۔

''بلاد الله ملكي تحت حكمي۔ اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرا ملک ہیں اور وہ سب میرے حکم کے ماتحت ہیں۔'' (قصیدہ غوثیہ شریف)

ہر حال میں نفاذ حکم۔

'' فحكمي نافذ في كل حالي. ''سو میرا حکم میرے ہر حال میں نافذ ہے۔ (قصیدہ غوثیہ شریف)

ہر وقت کا مشاہدہ۔

''نظرت الى بلاد الله جمعاً كخردلةعلى حكم اتصالي. ''میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو رائی کے دانہ کی طرح دیکھتا ہوں۔'' (قصیدہ غوثیہ شریف)

وقت کی پیغام رسانی۔

''وما منها شهور اودهور. تمرو تنقضي الا اتى لى.وتخبرني بما ياتى و يجرى و تعلمنى
''جو مہنہ یا سال گزرنے پر آتا ہے وہ پہلے میرے پاس آتا ہے اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہوتا ہے اس کی خبر وہ مجھ کو دیتا ہے۔'' (قصیدہ غوثیہ شریف)

بزرگوں کے نذرانے۔

''لوگو! جملہ اقوال و افعال میں اولیاء اللہ کی پیروی کرو۔ ان کے خادم بنو۔ اور اپنے جان و مال سے

ان کا قرب حاصل کرو کہ جو کچھ بھی تم ان کو بطور نذرانہ دو گے وہ ان کے پاس تمہارے لئے جمع رہے گا۔ کل قیامت کے دن وہ اسے تمہارے حوالے کر دیں گے۔ ''(فتح الربانی ص ۵۰۰)

نگاہِ ولی کی تاثیر۔

''ولی کامل جس وقت سوکھی زمین کی طرف نگاہ ڈالتا ہے۔ تو (اس کی برکت سے) حق تعالیٰ اسے زندہ اور سرسبز کر دیتا ہے۔ اور جب وہ یہودی یا عیسائی پر نگاہ ڈالتا ہے تو حق تعالیٰ اسے ہدایت فرما دیتا ہے۔ ''(فتح ربانی ص ۵۷۳)

اولیاء کرام کی برکتیں۔

''اولیائے کاملین جو صرف حق تعالیٰ کو چاہنے والے ہوتے ہیں ان کے طفیل مخلوق سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور ان کے وسیلہ سے بارشیں برستی ہیں اور ان کی برکت سے حق تعالیٰ آسمانوں سے پانی برساتا ہے اور ان کے توسل سے زمین سبزہ اگاتی ہے۔ ''(فتح الربانی ص ۸۵)

نور مصطفے ﷺ۔

''اور حضور ﷺ کے نور سے ساری زمین منور ہوئی ہے۔ ''(فتوح الغیب ص ۴)

کُن کی کنجی۔

''اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے انسان میں اللہ ہوں۔ اور میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں جس شئے کو کہتا ہوں کہ ہو جا، وہ ہو جاتی ہے۔ تُو میری اطاعت کر۔ تو میں تجھے اس مقام پر فائز کروں گا۔ کہ تو کسی چیز کو کہے گا ''ہو جا'' تو وہ ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے متعدد انبیاء، اولیاء اور خواص کو یہ مقام کن فیکون عنایت فرمار کھا ہے۔ ''(فتوح الغیب ص ۳۱)

دل کی آنکھ۔

''جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی مومن بندے کو اپنا قرب عنایت کرتا ہے۔ اور اسے برگزیدہ بناتا ہے، تو اس کی نگاہ قلب کے سامنے اپنی رحمتُ، احسان اور انعام کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور وہ اس وقت عالم غیب کی ان چیزوں کو دیکھتا ہے۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور کسی کی آنکھ نے

انہیں دیکھا نہیں اور کسی کے کان نے ان کی آواز کو سنا نہیں اور کسی کے دل میں ان کا خیال گزرا نہیں۔" (فتوح الغیب ص ۷۸)

پیر کی تلاش۔

"حضور علیہ السلام نے فرمایا" جس نے اپنی رائے کو کافی جانا۔ وہ گمراہ ہوا۔ سو تو ایسا شخص تلاش کر جو تیرے دین کے چہرہ کے لئے آئینہ بنے۔ جیسا کہ تو آئینہ کو دیکھتا ہے اور اپنے ظاہری چہرے، عمامے اور بالوں کو سنوارتا ہے۔" (فتح الربانی ص ۲۷۴)

وسیلہ پکڑنا۔

"نیکوں، پرہیز گاروں اور علم والوں کو وسیلہ بنانا مستحب ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز استسقاء کے لئے نکلے تو آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا، قبلہ کی طرف رخ کیا اور یہ دعا مانگی۔ **اللھم ھذاعم نبینا جئنانتوسل بہ الیک فاسقنابہ**۔ اے اللہ یہ ہمارے نبی علیہ السلام کے چچا ہیں۔ ہم انہیں سفارشی بنا کر لائے ہیں۔ سو تو ان کے وسیلہ سے ہمیں بارش عطا فرما۔ (غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۱۲۸)

قیام تعظیمی۔

"منصف بادشاہ، والدین، دیندار بزرگ اور عزت والے لوگوں کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا مستحب ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بنی قریظہ کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے بلا لائے تو جب وہ سفید گدھے پر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا۔ "**قوموا الی سید کم**۔" "تم اپنے سردار کی طرف اٹھو۔" (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۱۳)

شفاعت۔

"اور اس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کبیرہ گناہ کرنے والوں کے حق میں ہمارے نبی علیہ السلام کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ یہ شفاعت دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے حساب و کتاب کے لئے تمام مومن امتوں کے حق میں ہو گی اور دوزخ میں داخل ہونے کے بعد صرف آپ کی اپنی امت کے حق میں ہو گی۔ سو آپ کی شفاعت اور دیگر مومنوں کی شفاعت کے

صدقے دوزخ سے ہر وہ شخص نکالا جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو گا اور اس نے کلمہ طیبہ پڑھا ہو گا۔" (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ٦٩)

عذاب قبر۔

"اس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے کہ گنہگاروں اور کافروں کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ اور انہیں قبر دباتی ہے۔" (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ٦٩)

زیارت قبور۔

"اور جب کوئی کسی کی قبر کی زیارت کرے تو وہ اس پر اپنا ہاتھ نہ رکھے اور نہ اسے چومے۔ کیونکہ یہ یہودیوں کی عادت ہے۔ اور نہ اس پر بیٹھے اور نہ اس سے تکیہ لگائے اور نہ اسے روندے۔ مگر مجبوری کے وقت۔ بلکہ وہ قبر سے اتنی دور کھڑا ہو جتنی دور وہ صاحب قبر کی زندگی میں کھڑا ہوا کرتا تھا۔ اور اس کا اتنا احترام کرے جتنا اس کی زندگی میں اس کا احترام کیا کرتا تھا۔" (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۳۹)

ایصال ثواب۔

"اور گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص وغیرہ پڑھے اور اس کا ثواب صاحب قبر کو ان الفاظ میں پہنچائے۔ اے اللہ! تو نے مجھے اس پڑھنے کا ثواب دیا ہے تو میں وہ ثواب اس قبر والے کو بخشتا ہوں۔" (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۳۹)

تلقین میت وسماع موتی۔

"پھر جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہو تو اسے تلقین کرنا سنت ہے۔ کیونکہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، جب کوئی تم سے فوت ہو جائے اور تم اس کی قبر برابر کر چکو۔ تو اس کے بعد تم میں سے ایک آدمی اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے اور یہ کہے اے فلاں عورت کے فلاں لڑکے۔ وہ اس آواز کو سنتا ہے مگر جواب نہیں دیتا۔ پھر دوسری دفعہ اسی طرح کہے۔ تو یہ آواز سن کر مردہ اٹھ بیٹھتا ہے۔ پھر تیسری بار اسی طرح کہے تو میت کہتی ہے تو مجھے سیدھی راہ دکھا۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔ لیکن تم (میت کے اس کلام

کو) نہیں سن سکتے "(غنیۃ الطالبین جلد دوم ص۱۳۹)

درودو سلام بصیغہ ءخطاب۔

روضہ انور کی زیارت کے ضمن میں آپ فرماتے ہیں۔ "اور زائر کو چاہیے کہ وہ منبر کے قریب کھڑا ہو اور کہے السلام علیک ایھا النبیؐ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یا نبی اللہ آپ پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔" (غنیۃ الطالبین ص۱۱ جلد اول)

زیارت روضہ ءنبوی ۔

"پھر جب اللہ تعالیٰ حج کرنے والے کو عافیت عطا فرمائے اور وہ مدینہ منورہ آئے تو اس کے لیے مسجد میں جانا مستحب ہے۔ پھر وہ روضہ انور کی زیارت کو آئے۔ اور حضور علیہ السلام اور قبلہ شریف کے درمیان کھڑا ہو جائے اور دیوار قبلہ کی طرف پیٹھ اور قبر انور کی طرف منہ کرے اور منبر اس کی بائیں طرف ہو۔" (غنیۃ الطالبین جلد اول ص۱۱)

مقاماتِ متبرکہ کی زیارت۔

"اور اگر چاہے کہ وہ تبرکاً منبر نبوی کو ہاتھ لگائے اور مسجد قباء میں نماز ادا کرے۔ اور شہدائے احد کی قبور کی زیارت کرے۔ تو اسے ان کاموں کی اجازت ہے۔ (غنیۃ الطالبین جلد اول ص۱۲)

ہاتھ چومنا۔

"اگر دو مسلمان ملاقات کے وقت معانقہ کریں اور وہ ایک دوسرے کے سر کو بوسہ دیں۔ اور تبرکاً ایک دوسرے کے ہاتھ چومیں تو جائز ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص۱۳ ج۱)

عرش الٰہی پر جلوس۔

"اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے رسول اور اپنے تمام انبیاء ورسل کے سردار نبی ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔" (غنیۃ الطالبین ج۱ ص۷۱)

مشاجرتِ صحابہ۔

"اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کے جھگڑوں کو بیان کرنے سے زبان کو روکنا چاہیے،

ان کی ناروا باتوں کا ذکر نہ کرنا چاہیے۔ اور ان کی خوبیوں اور فضیلتوں کو ظاہر کرنا چاہیے۔ اور حضرت علی اور حضرت طلحہ، زبیر، عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم کے مابین جو اختلافات رونما ہوئے تھے انہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے۔ (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۷۹)

افضلیتِ صدیق۔

''اہل سنت کا اس بات پر اعتقاد ہے کہ خلفائے راشدہ اربعہ میں سب سے افضل ابو بکر ہیں۔ پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد ان چاروں کو خلافت ملی اور ان کی خلافت کی مدت تیس سال تھی۔ (غنیۃ الطالبین ج ا ص ۷۵)

رؤیتِ باری۔

''ہمارا اس بات پر ایمان ہے۔ کہ نبی علیہ السلام نے معراج کی رات حالت بیداری میں اپنے سر کی آنکھوں سے رب کی ذات کو دیکھا۔'' (غنیۃ الطالبین ج ا ص ۶۶)

معجزات و کرامات۔

''اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہو گیا ہے کہ انبیائے کرام کے لیے معجزات اور اولیائے عظام کے لیے کرامات ثابت ہیں۔'' (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۷۹)

کذبِ باری۔

''اللہ تعالیٰ کو جہالت، شک، ظن، غلبہ ظن، سہو، نسیان، اُونگھ، نیند، غفلت، عجز، موت۔۔۔ اور جھوٹ سے موصوف ماننا ناجائز ہے۔ (غنیۃ الطالبین ج ا ص ۸۱)

خلق و کسب۔

''اور تو یہ بات ہرگز نہ بھول کہ اعمال کمانا بندوں کا کام ہے تاکہ تجھے جبریہ کے مذہب سے خلاصی ملے۔ اور تو یہ عقیدہ رکھ کہ بندے اپنے افعال میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے محتاج ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کو بھلا کر بندوں کی پوجا نہ کر۔ اور یہ بھی نہ کہہ کہ بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ہیں۔ تاکہ تجھے قدریہ کے مذہب سے رہائی ملے۔ بلکہ تو یوں کہہ کہ اعمال کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ

کا کام ہے اور انہیں کمانا بندوں کا کام ہے جیسا کہ اچھائی اور برائی کی جزا کے بیان میں کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔" (فتوح الغیب ص ۲۰)

استعانت۔

"نبی کریم علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر پیشہ سیکھنے پر اس پیشہ کے ماہرین سے مدد مانگا کرو۔" (فیوض یزدانی ترجمہ الفتح الربانی ص ۵۰۰)

نگاہ مصطفےٰ۔

"ولی کامل کو بیداری اپنے نبی (حضرت محمد) ﷺ سے میراث میں ملی ہے کہ سونے کی حالت میں صرف آپکی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہ سوتا تھا۔ اور آپ جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے اسی طرح آپ پیچھے سے بھی دیکھتے تھے۔ (فتح الربانی ص ۳۱۲)

نزول عیسیٰ۔

"عیسیٰ علیہ السلام نے نہ نکاح کیا اور نہ کوئی شئے اپنے قبضے میں رکھی۔ مگر مقسوم میں اولاد و سلطنت لکھی تھی۔ اس لیے حق تعالیٰ ان کو آخری زمانہ میں زمین پر اتارے گا۔ اور خاندان قریش کی ایک لڑکی سے ان کا نکاح کرائے گا کہ اس سے آپ کے ایک لڑکا پیدا ہو گا۔" (فتح الربانی ص ۵۹۸)

بوقت مصیبت امداد کو پہنچنا۔

"تو یوسف علیہ السلام کی طرح اپنی خلوت میں غلبہء شہوت کے وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کو دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے کب دیکھتا ہے۔ (فتح الربانی ص ۵۸۸)

قضائے معلق۔

"حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ دعا کے سوا کوئی شئے قضا کو رد نہیں کرتی۔ بعض شارحین نے فرمایا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جس قضاء کا رد ہونا دعا پر معلق ہو۔ وہ دعا ہی کے ذریعے سے رد ہوتی ہے۔" (فتوح الغیب ص ۱۱۶)

بہشتی دروازہ۔

''جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازہ سے گزرے گا اس کے لیے قیامت کے دن عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔'' (قلائد الجواہر ص ۱۵)

ختم نبوت۔

''اور تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بلاشبہ حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم اللہ کے رسول، رسولوں کے سردار، آخری نبی اور تمام انسانوں اور تمام جنوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔'' (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۷۴)

بیس تراویح۔

''تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اور ہر دو رکعتوں کے بعد بیٹھنے کا حکم ہے۔''

(غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۷۴)

وھذا آخر ما اردنا ایرادنی ھذہ المقالۃ المفیدۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم و رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ)

گیارھواں مقالہ

فیوضاتِ حقانیہ

(شیخ محقق عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اھل العزۃ والتکریم۔ امابعد۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گیارھویں صدی ہجری کے راسخ الاعتقاد، نامور سنی عالم دین، جلیل القدر محدث و فقیہ اور بے نظیر مصنف و محقق ہیں۔ آپ کی جلالت علمی کا اعتراف اکابرین دیوبند کو بھی ہے۔ اسی وجہ سے وہ اپنی تصنیفات میں شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے حوالے پیش کرتے رہتے ہیں۔

اس مختصر مقالہ ''فیوضات حقانیہ'' میں ہم نے مشہور اختلافی مسائل کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی عبارات کا ترجمہ پیش کیا ہے۔ تاکہ انصاف پسند قارئین کو معلوم ہو جائے کہ قدیم سنی علماء و مشائخ بزرگان دین کے عقائد و نظریات کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو گمراہوں کی ہدایت کا ذریعہ اور ہدایت یافتوں کی زیادتی ہدایت کا وسیلہ اور ہماری سرخروئی و نجات کا واسطہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی ﷺ۔

جامع الاوصاف ہستی۔

سید انبیاء ﷺ کے حق میں مجمل اعتقاد یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور اس کی صفات خاصہ کے سوا سب کچھ آپ کی ذات کے لیے ثابت ہے۔ اور آپ میں جملہ فضائل و کمالات بشری موجود ہیں اور ان فضائل و کمالات میں آپ کو پورا پورا رسوخ و کمال حاصل ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۰)

نور محمدی۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو سب سے پہلے پیدا فرمایا۔ اور جملہ علوی و سفلی مخلوقات یعنی ارواح و اجسام، عرش و کرسی، لوح و قلم، بہشت و دوزخ، ملائکہ و افلاک، انسان و جنات، سمندر اور پہاڑ اور درخت اور جملہ مخلوقات اسی پاکیزہ جوہر سے پیدا ہوئی۔ (مدارج النبوۃ ص ۲ ج ۲)

پہلی نبوت۔

''آنحضرت ﷺ کی نبوت اس عالم (عالم ارواح) میں ثابت تھی جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

میں نبی تھا در آں حالیکہ آدم روح اور جسم کے مابین تھے۔ (مدارج النبوۃ ص ۲ ج ۲)

القائے نور۔

''پھر نور محمدی حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا گیا۔ اور وہ ان کی پیشانی سے چمکتا تھا۔ بعد ازاں اس نور نے ان کے تمام جسم میں سرایت کی۔'' (مدارج النبوۃ ص ۵ ج ۲)

روءیت نور۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت محمد ﷺ میرے شکم میں تھے۔ تو میں نے فی الواقع دیکھا کہ مجھ سے ایک نور جدا ہوا۔ جس سے سارا جہان منور ہو گیا۔ اور میں نے بصری کے محلات دیکھے۔'' (مدارج النبوۃ ص ۱۷ جلد دوم)

شب استقرار کی فضیلت۔

''حضرت امام احمد بن حنبل اس شب جمعہ کو جس میں نطفہ ء مصطفویہ شکم مادر میں ٹھہرا۔ لیلۃ القدر سے افضل قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ جو برکتیں، خیراتیں اور سعادتیں اس رات مومنوں پر نازل ہوئیں وہ قیامت تک بلکہ ابدالا آباد تک کسی رات میں نازل نہ ہوں گی۔ اور اگر اسی وجہ سے شب میلاد النبی ﷺ کو بھی لیلۃ القدر سے افضل قرار دیں تو درست ہو گا اور اس کی تصریح علماء نے کر دی ہے۔'' (مدارج النبوۃ ص ۱۶ ج ۲)

نور بوقت ولادت۔

''حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول خدا ﷺ کی ولادت کے وقت موجود تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک نور ہے۔ جس سے پورا گھر روشن ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ ستارے اتنے قریب اتر آئے ہیں کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ وہ مجھ پر گر پڑیں گے۔'' (مدارج النبوۃ ص ۱۹ ج ۲)

بے سایہ ہستی۔

حکیم ترمذی کتاب نوادر الاصول میں حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ دھوپ میں تھا نہ چاندنی میں۔ (مدارج النبوۃ ص ۲۵ جلد اول)

ولادت نبوی کی خوشی۔

''ابولہب کے مرنے کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا۔ پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا آگ میں ہوں۔ مگر اتنا ہے کہ ہر سوموار کی رات مجھ پر تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور ان دونوں انگلیوں سے کچھ نکلتا ہے تو اسے پی لیتا ہوں اور اس نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کیا۔ جن کے اشارہ سے اس نے اپنی لونڈی ثویبہ کو حضور ﷺ کی خوشخبری سنانے پر آزاد کیا تھا۔'' (ماثبت من السنۃ)

طہارتِ فضلات۔

وہ حدیث جس میں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت ﷺ کا خون مبارک پیا۔ نقل کرنے کے بعد شیخ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ ''اور اس حدیث میں اس بات پر دلیل موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ کا پیشاب اور خون دونوں پاک ہیں۔ اور اسی پر آپ کے باقی فضلات کو قیاس کیا گیا ہے۔'' (مدارج النبوۃ ج ا ص ۳)

وسیلہ آدم علیہ السلام۔

''روایت میں آیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے دعا کی۔ خداوندِ عالم حضرت محمد کے وسیلہ سے میری لغزش معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تو نے محمد کو کہاں سے پہچانا؟ انہوں نے فرمایا جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے عرش اور جنت کے دروازوں کو دیکھا۔ وہاں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس ہستی کو ملایا ہے جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ عزیز ہے۔ آواز آئی اے آدم وہ تیری اولاد میں سب سے آخری پیغمبر ہیں۔ ان کا نام آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ اور انہی کے صدقے میں نے تجھے بھی پیدا کیا ہے۔'' (مدارج النبوۃ ص ۳ ج ۲)

توسل بالمصطفیٰ۔

حضرت سید الرسل ﷺ کا توسل اور آپ کو سفارشی بنانا اور آپ سے فریاد کرنا اور آپ کے منصب و مرتبہ کے طفیل اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا۔ انبیاء و مرسلین اور سلف و خلف صالحین کا طریقہ ہے۔" (جذب القلوب ص ۱۵۹)

توسل بالاولیآء۔

والدہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی قبر کے متعلق مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ اس میں اترے اور آپ نے دعا مانگی۔ اے اللہ تو اپنے نبی اور انبیاء کے حق کی بدولت الیٰ آخر الحدیث۔ اس حدیث میں اس بات پر دلیل موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات ظاہری میں اور آپ کی وفات کے بعد آپ کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ بلکہ اگر اس حدیث سے اس بات پر دلیل پکڑی جائے۔ کہ اولیاء اللہ کا وسیلہ پکڑنا ان کے فوت ہو جانے کے بعد جائز ہے تو دور نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ بعد از وفات وسیلہ پکڑنا صرف انبیاء سے خاص ہے تو اسے اپنے اس دعویٰ پر دلیل پیش کرنی ہو گی۔ اور اس بات کی دلیل کہاں ہے۔" (جذب القلوب ص ۱٦۱)

حیات النبی ﷺ۔

اور علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ اس دنیا سے وصال فرمانے کے بعد بلاشبہ زندہ ہیں اور اسی طرح باقی جملہ انبیاء کرام کے اپنی قبور میں زندہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور ان کی زندگی شہدا کی اس زندگی سے زیادہ کامل اور حقیقی ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ آنحضرت ﷺ سید الشہد آء ہیں۔ اور سب شہیدوں کی نیکیاں آپ کی میزان میں ہیں۔" (جذب القلوب ص ۱۴٦)

حیات الموات۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں "اس حدیث میں اس بات پر واضح دلیل موجود ہے کہ میت زندہ ہوتا ہے۔ اور اسے زائرین کے حال کا علم ہوتا ہے۔" (اشعۃ اللمعات ص ۷۲۰ ج ۱)

سماع موتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی کھڑ کھڑاہٹ سنتا ہے۔" (اشعۃ اللمعات ص۱۱۵ ج۱)

تلقین میت۔

وہ تلقین جو دفن کے بعد کی جاتی ہے۔ بہت سے شافعی علماء اور بعض اہل علم کے نزدیک مستحب ہے" (اشعۃ اللمعات ص۱۲۱ ج۱)

قبر پر قرآن خوانی۔

"بعض روایتوں میں آیا ہے کہ میت دفن کرنے کے بعد قبر پر سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات کریمہ ھم المفلحون تک اور آمن الرسول سے آخر سورۃ تک کو تلاوت کیا جائے اور اگر قبر پر پورا قرآن ختم کریں تو بہت بہتر اور زیادہ مناسب ہے۔ اور بعض اہل علم سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ اگر میت دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کے پاس کوئی فقہی مسئلہ ذکر کیا جائے تو اس میں بھی ثواب ہے اور یہ رحمت خداوندی کے نزول کا ذریعہ بنتا ہے اور اس وقت میراث کا مسئلہ بیان کرنا زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اور مختار و معتمد قول میں قبر پر قرآن خوانی مکروہ نہیں ہے۔" (اشعۃ اللمعات ص۱۲۱ ج۱)

عذاب قبر۔

اور حق یہ ہے کہ مردہ کو زندہ کرنے کے بعد قبر میں عذاب قبر دیا جاتا ہے جیسا کہ احادیث کا ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے" (اشعۃ اللمعات ص۱۱۴ جلد اول)

قرب اہل قبور

"اگر کوئی شخص کسی پیغمبر یا کسی نیکو کار کے قرب و جوار میں مسجد بنائے اور اس کی قبر کے پاس نماز ادا کرے۔ اس لیے نہیں کہ اس کا مقصود محض اس قبر کی تعظیم ہے۔ یا وہ قبر کی طرف منہ کرکے نماز ادا کرتا ہے۔ بلکہ اس لیے کہ وہ صاحب قبر سے مدد طلب کرے۔ تاکہ اس قبر کی برکت سے اور اس ہمسائیگی کے باعث اس کی عبادت کا ثواب کامل ہو جائے۔ تو اس میں کوئی حرج

نہیں۔'' (اشعۃ اللمعات ص ۷۱۶ ج ۱)

قبر پر گل پاشی۔

کتاب جامع الاصول میں ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کی قبر پر دو تر شاخیں رکھی جائیں۔ تاکہ شاید اس میں کوئی راز ہو اور وہ نجات کا ذریعہ بن جائے۔''
(اشعۃ اللمعات ص ۲۰۰ ج ۱)

روضہ کی جالی۔

نبی پاک ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہما کی قبور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ کے حجرۂ مبارکہ میں تھیں۔ اس وقت معمول یہ تھا کہ حجرہ کے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا گیا تھا اور جب لوگ ان قبروں کی زیارت کرنا چاہتے تھے تو پردہ اُٹھا کر اندر داخل ہو جاتے تھے۔'' (اشعۃ اللمعات ص ۶۹۶ ج ۱)

تصرف اہل قبور۔

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ میں نے اولیاء میں سے چار مشائخ کو اپنی قبور میں زندوں کی طرح یا ان سے بھی زیادہ تصرف کرتے دیکھا۔ اور وہ یہ ہیں شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، اور دو اور ولیوں کے نام ذکر فرمائے۔ (جذب القلوب ص ۱۵۵)

سفر مدینہ۔

جب قبر نبوی کی زیارت کا استحباب اور اس کی فضیلت ثابت ہوئی تو اس کی سفر کرنے کی مشروعیت اور استحباب بھی لازماً ثابت ہو گیا۔'' (جذب القلوب ص ۱۵۶)

سلام بصیغہ خطاب۔

سلف صالحین کے آثار میں آیا ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کی قبر انور کے پاس یہ آیت کریمہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یآیھا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما۔ تلاوت کرے پھر ستر مرتبہ صلے اللہ علیک یا محمد کہے۔ تو فرشتہ آسمان سے منادی کرتا ہے۔ صلے اللہ علیک یا فلان۔ اور کہتا ہے۔ آج تیری کوئی حاجت پوری ہوئے بغیر نہ رہے گی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یا محمد کی جگہ یا رسول اللہ

کہے تو زیادہ اچھا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ اگر یا نبی اللہ کہے تو اس آیت کے زیادہ اوفق اور انسب ہو گا۔" (جذب القلوب ص ۱۷۳)

قبر میں علم کائنات۔

اور اس بات پر یقین رکھنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ زائر کی موجودگی اور اس کے قیام سے آگاہ ہیں اور آپ اس کے پاس موجود ہوتے ہیں۔ پس وہ درمیانی آواز میں نہایت ہی سکون و وقار اور شرمندگی سے تین بار ان الفاظ میں آپ پر سلام پیش کرے۔ السلام علیک ایھا النبی الکریم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر کہے السلام علیک یارسول اللہ۔ السلام علیک یا نبی اللہ۔ السلام علیک یا سید المرسلین۔ السلام علیک یاخاتم النبیین۔ (جذب القلوب ص ۱۷۲)

زیارت نبوی کا طریقہ۔

امام اعظم ابو حنیفہ مسند میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا سنت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس قبلہ کی طرف سے آئے اور قبلہ کو پیٹھ کر کے کہے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔" (جذب القلوب ص ۵۰)

یارسول اللہ۔

"محدث عبدالرزاق صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سفر سے واپس آتے تو پہلے سرکار دو عالم ﷺ کے روضہء اطہر پر حاضری دیتے۔ اور عرض کرتے السلام علیک یارسول اللہ السلام علیک یاابا بکر۔ السلام علیک یاابتاہ۔ (جذب القلوب ص ۱۵۸)

عرض اعمال۔

"استاد منصور بغدادی فرماتے ہیں کہ محققین علمائے کرام اس عقیدہ پر ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وصال کے بعد زندہ ہیں۔ اور آپ اپنی امت کی نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں۔ اور قبر میں انبیاء کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے۔" (جذب القلوب ص ۱۴۶)

جوابِ سلام۔

ابن نجار حضرت ابراہیم بن بشار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک سال حج کیا جب وہ سید المرسلین ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور انہوں نے بارگاہِ رسالت میں سلام پیش کیا تو قبر انور سے آواز آئی وعلیک السلام اور میں نے اس آواز کو سنا اور یہ بات بہت سے دوسرے اولیاء و صلحاء سے بھی منقول ہے۔" (جذب القلوب ص ۱۴۵)

امت میں موجود گی۔

"حضور ﷺ کے فضائل میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے اپنے پروردگار سے یہ بات طلب کی کہ مجھے قیامت کے دن تک اپنی امت میں رکھے۔ تاکہ میری امت آیت کریمہ و ما کان الله لیعذبهم و انت فیهم (اور اللہ انہیں عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا۔ درآں حالیکہ آپ ان میں موجود ہیں) کے بموجب میری موجودگی کی برکت سے سختیوں اور عذاب الٰہی کے نزول سے مامون و محفوظ رہے۔" (جذب القلوب ص ۱۴۹)

تبرک بالصالحین۔

"امام حجۃ الاسلام فرماتے ہیں کہ لوگ جس شخص سے اس کی زندگی میں برکت حاصل کرتے تھے۔ اس کی وفات کے بعد اس سے برکت اور نفع لینا جائز ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت و اجابتِ دعا کے لیے تریاق اکبر ہے۔" (جذب القلوب ص ۱۵۵)

بزرگوں کے نذرانے۔

ایک ادب یہ ہے کہ مسجد نبوی میں داخل ہونے سے پہلے کچھ صدقہ کرے۔ ابتدائے اسلام میں جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشاورت کرنا چاہتا تھا۔ اس پر واجب تھا کہ وہ پہلے کچھ صدقہ کرے اور پھر آپ سے مشاورت کرے۔ بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ اور اس کا وہ استحباب جو مطلق صدقہ کو لازم ہوتا ہے۔ باقی رہا۔ اور حضور ﷺ کی زیارت بعد از وصال آپ کی حیاتِ ظاہری میں زیارت کے حکم میں ہے۔" (جذب القلوب ص ۱۶۹)

عطائے مصطفیٰ۔

حضرت ربیعہ بن کعب کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ "آپ کے ارشاد سل (مانگ) میں جو اطلاق ہے کہ آپ نے انہیں مطلقاً مانگنے کا حکم دیا اور کسی خاص شئے کے مانگنے کی تخصیص نہ فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مخلوق کا کاروبار آپ کی ہمت و کرامت کے ہاتھ میں ہے۔ آپ جو کچھ جس کو چاہتے ہیں اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔ اگر تجھے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں درکار ہیں تو ان کی بارگاہ میں آ۔ اور جو کچھ چاہتا ہے اس کا سوال کر۔"
(اشعۃ اللمعات ص ۳۹۶ جلد ۱)

علوم خمسہ کا علم۔

"اس آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ان پانچ چیزوں کو بے تعلیم الٰہی اپنے عقل کے حساب سے نہیں جانتا۔ کیونکہ یہ ان امور غیبیہ میں سے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے وحی یا الہام کے ذریعہ سے کسی کو ان کا علم عطا فرمادے۔" (اشعۃ اللمعات ص ۴۴ جلد اول)

استمداد۔

اہل قبور سے مدد مانگنے کا اثبات مشائخ صوفیاء اور بعض فقہا نے کیا ہے۔ اور یہ امر کاملین اہل کشف کے نزدیک محقق اور ثابت ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے لوگوں کو اہل قبور کی ارواح سے فیوض و فتوح حاصل ہوئے ہیں۔ اور ان کی اصطلاح میں اس طائفہ کو اویسی کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر قبولیت دعا کے لیے تریاق ہے اور امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس سے اس کی زندگی میں امداد طلب کی جاتی ہو اس سے بعد از وفات مدد طلب کرنا جائز ہے۔ اور مشائخ عظام میں سے بعض نے فرمایا ہے کہ میں نے چار شخص اپنی قبر میں اسی طرح تصرف کرتے ہوئے دیکھے ہیں یا اس سے بھی زیادہ جس طرح وہ اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے۔ شیخ معروف کرخی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی اور دو اور ولیوں کے نام ذکر کیے۔" (اشعۃ اللمعات ص ۷۱۵ ج ۱)

تعویذ۔

''پھونک جھاڑ یا وہ تعویذ جو گلے یا بازو پر باندھا جاتا ہے۔ ان کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر ان میں قرآن یا ماثورہ دعاؤں سے کام لیا گیا ہے۔ تو درست ہیں ورنہ حرام ہیں۔'' (اشعۃ اللمعات ص۱۱۵ جلد اول)

ایصال ثواب۔

''اس حدیث میں اس بات پر دلیل موجود ہے کہ زندوں کی دعا اموات کو فائدہ پہنچاتی ہے اور زندوں کا مردوں کے لیے استغفار کرنا ان کے لیے سبب رحمت بنتا ہے۔ اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔ جسے انہوں نے اپنی کتب عقائد میں لکھا ہے۔'' (اشعۃ اللمعات ص۱۲۱ جلد اول)

بدعت حسنہ۔

جو کام خلفائے راشدین نے اپنی طرف سے کیے ہیں وہ اس وجہ سے بدعت ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے دور میں نہیں پائے گئے۔ لیکن یہ بدعت حسنہ کی قسم سے ہیں۔ بلکہ وہ درحقیقت سنت ہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو'' (اشعۃ اللمعات ص۱۲۵ ج۱)

ناجی جماعت۔

''اور ناجی فرقہ اہل سنت وجماعت ہیں۔'' (اشعۃ اللمعات ص۱۴۰ جلد۱)

حجیتِ حدیث۔

''اور جس طرح قرآن حجت ہے۔ اسی طرح پیغمبر ﷺ کی حدیث بھی حجت ہے۔'' (اشعۃ اللمعات ج۱ ص۱۲۶)

تبرکات۔

بوقت حجامت رسول اللہ ﷺ نے اپنے بال اپنے صحابہ میں تقسیم فرمائے۔ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ ''اور یہ تبرکات یعنی آنحضرت ﷺ کے بال اور ناخن آج تک باقی رہے ہیں۔ تاکہ

وہ حضور ﷺ کی یاد اور تذکرہ کا باعث بنیں۔" (اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۳۵۸)

علم ما کان وما یکون۔

"میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے جان لیا۔ یعنی آپ کو تمام جزوی اور کلی علوم حاصل ہوگئے۔ اور آپ نے ان سب علوم و معارف کا احاطہ کر لیا ہے۔" (اشعۃ اللمعات ص ۳۳۳ جلد ۱)

تیجہ۔

"اور میت کے لیے اس کے مرنے کے بعد سات دن تک صدقہ کرنا مستحب ہے اور یہ صدقہ اسے نفع دیتا ہے اس بارہ میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں اور بعض صحیح حدیثیں اس بارہ میں بالخصوص وارد ہوئی ہیں۔" (اشعۃ اللمعات ص ۷۱۶ ج ۱)

عوام کی قبر کو بوسہ دینا۔

آدابِ زیارت قبور میں سے چند باتیں یہ ہیں:۔ (۱) قبر کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پیٹھ کرنا۔ (۲) میت کے چہرہ کے سامنے کھڑا ہونا۔ (۳) میت کو سلام کرنا (۴) قبر پر ہاتھ نہ پھیرنا (۵) قبر کو بوسہ نہ دینا (۶) رکوع کی حد تک نہ جھکنا (۷) قبر کی مٹی جسم پر نہ ملنا کہ یہ نصاریٰ کا طریقہ ہے" (اشعۃ اللمعات ص ۷۱۶ ج ۱)

ایمانِ والدینِ مصطفٰے۔

متاخرین علمائے امت نے تحقیق سے یہ بات ثابت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین بلکہ آدم علیہ السلام تک آپ کے جملہ آباؤ اجداد و امہات مومن تھے" (اشعۃ اللمعات ص ۷۱۸ ج ۱)

عرس غوثیہ۔

"سوای روایت کی بناء پر غوث اعظم قدس سرہٗ کا عرس نو ربیع الآخر کو ہوتا ہے اور اسی معمول پر ہم نے شیخ عبدالوہاب قادری متقی کو پایا ہے۔ قدس سرہٗ (ماثبت من السنۃ ص ۲۲۲)

ازواج اہل بیت ہیں۔

اور آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج ماننا مکابرہ (ہٹ دھرمی) ہے اور یہ آیت تطہیر کے سیاق کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس آیت کی ابتداء اور انتہا میں خطاب امہات المومنین ہی سے ہے۔ سو انہیں اہل بیت سے خارج قرار دینا اس آیت کو اپنے سیاق و نظم سے نکال دینا ہے"(اشعۃ اللمعات ص ۶۸۰ جلد ۴)

چار پاک تن۔

الحاصل اہل بیت کے لفظ کا اطلاق ان چار پاک تنوں (حسنین و فاطمہ و علی رضی اللہ عنہم) پر شائع و مشہور ہے۔"(اشعۃ اللمعات ص ۶۸۱ جلد ۴)

گیارھویں شریف۔

ہمارے علاقوں میں آج کل گیارھویں شریف کے لیے گیارہویں تاریخ مشہور ہو گئی ہے اور یہی دن ہمارے ہندوستان کے سادات مشائخ کے نزدیک متعارف ہے (ماثبت من السنۃ ص ۲۲۲)

زیارت روضہ نبوی ﷺ۔

"حضرت سید المرسلین ﷺ کی زیارت علمائے دین کے قولی اور فعلی اجماع کی وجہ سے افضل ترین سنن اور موکد ترین مستحبات میں سے ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا سنت ہے۔ اور اس پر جملہ علماء کا اتفاق ہے۔ اور یہ ایک ایسا مستحب کام ہے کہ شرع شریف نے جس کی ترغیب دی ہے۔"(جذب القلوب ص ۱۵۵)

الغرض یہ پچاس عبارات شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے عقائد و نظریات کو بالوضاحت بیان کر رہی ہیں۔ ان عبارات کے بغور مطالعہ سے یہ بات روز روشن سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے۔ کہ آج کل شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا نام نامی عوام المسلمین کو دھوکہ دینے کے لیے بعض بدمذہب فرقے استعمال کر رہے ہیں۔ مگر حقیقت میں آپ کی راہ و رسم اور آپ کے عقائد و ارشادات پر آج صرف اور صرف وہ سنی مسلمان گامزن ہیں جو امام اہل سنت۔

مجدد دین و ملت حضرت مولانا الشاہ الحافظ القاری المفتی العلامہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ'

کو اپنا امام و مقتدا مانتے ہیں۔ لہذا اگر کسی شخص کو اس بات کی تلاش ہے کہ وہ قدیم سنی علمائے کرام کے عقائد و ملفوظات جانے اور ان کے راہِ راست پر چلے تو اسے سنی بریلوی فرد بننا ہو گا۔ اعلیحضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی ہی وہ خوش نصیب شخصیت ہیں جن کو قدیم علمائے اہل سنت کی پیروی میں اپنا راستہ متعین کرنے کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم اہل سنت کے سروں پر اعلیحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا سایہ دنیا و آخرت میں قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

والحمد للہ علی ذالک وھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ المقالۃ المبارکۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم و رسولہ الکریم ﷺ۔ (۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ)

بارھواں مقالہ

افادات امام ربانی

(حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ من کان نبیاً و آدم بین المآء والطین و علیٰ جمیع الانبیآء والمرسلین و علیٰ الھم و اصحابھم واحبابھم اجمعین۔ اس مقالہ میں امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد وملفوظات پیش کیے گئے ہیں **۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔**

جماعتِ اہل سنت

تدین و تشریع مربوط بسلوک طریقہ حقہ اہل سنت وجماعت است کہ فرقہ ناجیہ اند۔ درمیان سائر فرق اسلامیہ نجات بے متابعت ایں بزرگواراں محال ست و فلاح بے اتباع آراے این ہا ممتنع۔ دلائل عقلی و نقلی و کشفی بریں معنی شاہد است کہ احتمال تخلف ندارد۔ (مکتوبات ص ۳۴۴)

دینداری و پرہیز گاری اہل سنت وجماعت کے طریقہ حقہ پر چلنے سے وابستہ ہے کیونکہ تمام اسلامی فرقوں میں یہی ایک نجات پانے والا گروہ ہے اور نجات ان بزرگوں (علمائے اہل سنت) کی پیروی کے بغیر محال اور کامیابی ان کے عقائد و نظریات کی اتباع کے بغیر ممتنع ہے۔ عقلی نقلی اور کشفی دلائل اس بات پر شاہد ہیں اور اس میں تخلف کا احتمال نہیں ہے۔

مخالفین اہل سنت سے کنارہ کشی

اگر معلوم شود کہ شخص برابر دانہ خردلہ از صراط مستقیم این بزرگوران جدا فتادہ است صحبتِ او سم قاتل باید دانست و مجالست او راز ہر افعی باید انگاشت۔ طالب علمان بے باک از ہر فرقہ کہ باشند لصوص دین اند۔ اجتناب ز صحبت این ہا نیز از ضروریات است۔ این ہمہ فتنہ و فساد کہ در دین پیدا شدہ است از شومئ این جماعت است کہ بواسطہ خطام دنیوی آخرت خود را برباد دادہ اند۔ **اولٓئک الذین اشتر واالضلالۃ بالھدی فما ربحت تجار تھم و ما کانو مھتدین** (مکتوبات ص ۳۴۳)

اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص سنی بزرگان دین کی سیدھی راہ سے رائی کے ایک دانہ برابر جدا ہو گیا ہے۔ تو اس کی صحبت کو ہلاک کرنے والا زہر اور اس کی مجالست کو اژدہا کا

زہر سمجھنا چاہیے۔ ہر بد مذہب فرقہ کے طالب علم ڈاکو ہیں۔ ان کی صحبت سے بچنا ضروریات سے ہے۔ یہ تمام فتنہ و فساد جو دین میں پیدا ہو چکا ہے وہ اسی بد مذہب جماعت کی بد بختی کی بدولت ہے کیونکہ اس جماعت والے دنیا کے ٹکوں کی خاطر اپنی آخرت برباد کر چکے ہیں۔ ان ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ''یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی تو ان کی تجارت نے کچھ نفع نہ دیا اور وہ ہدایت پر نہیں ہیں۔

گمراہ فرقے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ در کتاب غنیۃ می فرماید کہ گروہائے مبتدعان کہ اصول آنہانہ طائفہ اند۔ خوارج و شیعہ و مرجیہ معتزلہ و مشبہ وجہمیہ و ضراریہ و نجاریہ و کلابیہ در زمان آنسرور نبود۔ و علیٰ آلہ علیہ آلہ الصلوۃ والسلام و در زمان خلافت ابی بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ علیہ و عنھم نیز نبودند۔ اختلاف ایں طوائف و تفرق ایں ہابعد از سالہاموت صحابہ و تابعین و موت فقہائے سبعہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین حادث شدہ است (مکتوبات ص ۱۹۳)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ بد مذہب فرقے جن کے اصول نو ہیں خوارج، مرجیہ، شیعہ، معتزلہ، مشبہ، جہمیہ، ضراریہ، نجاریہ اور کلابیہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں نہ تھے اور نہ وہ خلفائے راشدین کے عہد میں تھے۔ ان بد مذہب فرقوں کا اختلاف صحابہ، تابعین اور فقہائے سبعہ کی وفات کے کئی سال بعد پیدا ہوا۔

بدترین فرقہ

یقین فرمائیند کہ فساد صحبت مبتدع زیادہ از فساد صحبت کافراست۔ و بدترین جمیع فرق مبتدعان جماعہ اند کہ اصحاب پیغمبر علیھم الصلوۃ والسلام بغض دارند اللہ تعالیٰ در قرآن خود ایشاں را کفار می نامد لیغیظ بھم الکفار۔ (مکتوبات ص ۱۳۳ج ۱)

یقین جانیئے کہ بد مذہب کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ ہے اور سب سے برا مذہب وہ فرقہ ہے جو پیغمبر خدا ﷺ کے صحابہ سے دشمنی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود انہیں کفار کہا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے تاکہ صحابہ کی وجہ سے کفار غصہ کھائیں۔

صحتِ عقیدہ

سعادت آثارا آنچہ برما و شمالازم ست تصحیح عقائد بمقتضائے کتاب و سنت بنہجے کہ علماء اہل حق شکر اللہ سعیہم از کتاب و سنت آن عقائد را فہمیدہ اند وز آنجا اخذ کردہ۔ چہ فہمیدن ما و شما از خیز اعتبار ساقط است اگر موافق افہام ایں بزرگواران نباشد زیرا کہ ہر مبتدع وضال احکام باطلہء خود را از کتاب وسنت می فہمیدہ از انجا اخذ می نمائید والحال انہ لا یغنی من الحق شیئاءً (مکتوبات ص ۲۶۰)

اے سعادت مند! جو بات ہم پر اور تم پر لازم ہے وہ بمقتضائے کتاب وسنت اپنے عقائد کو اس نہج پر درست کرنا ہے جس میں ان عقائد کو اہل حق کے علماء نے سمجھا۔ اور اس جگہ سے اخذ کیا ہے۔ کیونکہ ہمارا اور تمہارا سمجھنا ساقط الاعتبار ہے جبکہ وہ ان بزرگوں کی سمجھ کے موافق نہ ہو۔ کیونکہ ہر گمراہ اور بدمذہب اپنے احکام باطلہ کو کتاب وسنت سے ہی سمجھتا ہے اور ان سے اخذ کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بات حق سے کچھ بھی غنایت نہیں بخشتی۔

صحتِ عقیدہ کی اہمیت

پس تا تصحیح عقائد نمائید علم باحکام شرعیہ فائدہ نمی دہد و تا ایں ہر دو متحقق نشوند عمل نافع نیاید تا ایں ہر سہ میسر نگردد حصول تصفیہ و تزکیہ محال است و (مکتوبات ص ۲۶ ج ۱) پس جب تک عقیدہ صحیح نہ کیا جائے علم دین کوئی فائدہ نہیں دیتا اور جب تک یہ دونوں متحقق نہ ہوں عمل کوئی فائدہ نہیں دیتا اور جب تک یہ تینوں پائے نہ جائیں تصفیہء قلب و تزکیہ نفس محال ہے۔

ضرورت پیر

اگر مرید اند کار ایشان بے توسط پیر کامل دشوار است۔ (مکتوبات ص ۶۰۸ ج ۱) اور اگر کوئی شخص مرید ہے تو اس کا کام مکمل پیر کے بغیر مشکل ہے۔

شرائط پیر

پیر باید کہ بدولت جذبہ و سلوک مشرف شدہ باشد و سعادت فنا و بقا مستعد گشتہ و سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و سیر عن اللہ و سیر فی الاشیاء باللہ را بانصرام رسانیدہ۔ (مکتوبات ۲۱۸) پیر کو چاہئے کہ جذبہ اور سلوک کی دولت سے مالامال ہو اور فنا و بقا کی سعادت کے لئے کوشاں ہو اور سیر الی اللہ اور سیر فی

اللہ اور سیر عن اللہ و سیر فی الاشیاء باللہ کی منزل کو طے کر چکا ہو۔

اطاعت پیر کامل

طالبے را بایں طور پیر کامل مکمل دلالت فرمودند۔ باید کہ وجود شریف اور امغتنم واند۔ وخود را بتمام باو سپارد و سعادت خود را در مرضیات او داند و شقاوت خود را در خلاف مرضیات او شناسد بالجملہ ہوائے خود را طابع او سازد (مکتوبات ص ۶۰۹ ج ۱) جب طالب حق کو کسی کامل مکمل پیر کے بارہ میں بتادیا جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کے وجود کو غنیمت جانے اور خود کو پوری طرح اس کے حوالے کردے اور اس کی رضامندی کے کاموں میں اپنی سعادت اور اس کی پسندیدہ باتوں کی خلاف ورزی میں اپنی بدبختی سمجھے۔ حاصل کلام یہ کہ وہ اپنی خواہشات کو اس کے تابع فرمان بنادے۔

پیروں پر تنقید

در کلی و جزی اقتدا بہ پیر کند۔ چہ در خوردن و پوشیدن وچہ در خفتن واطاعت کردن۔، نماز را بطرز اوادا باید کرد و فقہ از عمل او باید اخذ نمود۔ وہیچ اعتراض را در حرکات و سکنات مجال ندہد اگرچہ آن اعتراض مقدار حبہ ء خردل باشد زیرا کہ اعتراض را غیر از حرمان نتیجہ نیست و بے سعادت ترین جمیع خلائق عیب بنی ایں طائفہ علیہ است نجانا اللہ سبحانہ عن ھذا البلاء العظیم۔ (مکتوبات ص ۶۱۰ ج ۱) اور مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے ہر کلی جزی امر میں اپنے پیر کی اقتداء کرے۔ خواہ کھانے پینے میں ہو یا سونے اور عبادت کرنے میں اور نماز پیر کی طرز پر ادا کرے اور اس کے عمل سے فقہ اخذ کرے اور اس کی حرکات سکنات میں کسی قسم کے اعتراض کو راہ نہ دے۔ اگرچہ وہ اعتراض رائی کے ایک دانے کے برابر ہو۔ کیونکہ اعتراض کا نتیجہ سوائے بے نصیبی کے کچھ نہیں اور جملہ مخلوقات میں سب سے زیادہ بے نصیب وہ شخص ہے جو مشائخ کاملین کے عیب دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم آفت سے نجات بخشے۔

فائدہ شیخ کامل

اگر جذبہ او بر سلوک او مقدم است وتربیت مراد اں مربی شدہ کبریت احمر است۔ کلام او دوا است و نظر او شفا۔ احیائے دلہائے مردہ بتوجہ شریف او منوط است و تازگی جانہائے افسردہ بالتفات

لطیف او مربوط (مکتوبات ص ۶۰۸ ج ا) اور اگر پیر کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہو اور وہ پیران کامل کی تربیت حاصل کر چکا ہو تو پھر وہ اکسیر ہے۔ اس کی گفتگو دوا اور اس کی نگاہ شفاء ہے۔ مردہ دلوں کو زندہ کرنا اس کی توجہ شریف سے وابستہ ہے اور مرجھائی ہوئی جانوں کی تازگی اس کی التفات پاکیزہ سے مربوط ہے۔

رابطہ شیخ

بدانند کہ حصول رابطہ شیخ مرید را بے تکلف و بے تعمل علامت مناسبت تام است درمیان پیر و مرید کہ سبب افادہ و استفادہ است و ہیچ طریقے اقرب بوصول از طریق رابطہ نیست تا کدام دولت مند را بآن سعادت مستعد سازند۔ (مکتوبات ص ۳۰۱ ج ا) جاننا چاہئے کہ مرید کو شیخ کے رابطہ کا بے تکلف و بلا تعمل حاصل ہو جانا ان دونوں کے درمیان پوری پوری مناسبت کی علامت ہے۔ کیونکہ یہی رابطہ فیض پہنچانے اور فیض لینے کا ذریعہ بنتا ہے اور رابطہ سے بڑھ کر وصول الی اللہ کا اور کوئی قریب ترین راستہ نہیں ہے۔ حق تعالی اس سعادت کے لئے دولت مندوں کو کب کوشاں بناتا ہے۔

توجہ شیخ

حصول ایں چنیں ہمت وابستہ بتوجہ شیخ مقتدا است و توجہ آن بقدر اخلاص و محبت مرید مقتدی است ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم (مکتوبات ص ۲۳۵ ج ا) اس طرح کی ہمت شیخ مقتدا کی توجہ سے وابستہ ہے اور پیر کی توجہ مرید مقتدی کے اخلاص اور محبت کے اندازہ پر ہوتی ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

تصور شیخ

اگر در وقت ذکر گفتن صورت پیر بے تکلف ظاہر شد آن را نیز بقلب باید برد و در قلب نگاہ داشتہ ذکر باید گفت (مکتوبات ص ۳۰۴ ج ا) اگر ذکر الہی کرتے وقت پیر کی شکل بے اختیار ظاہر ہو تو اس کو بھی دل میں لے آنا چاہئے۔ اور اسے قلب میں محفوظ رکھ کر ذکر الہی کرنا چاہئے۔

ناقص پیر پکڑنا

و قوی ترین اسباب فتور در طلب انابت است بشیخ ناقص کہ بسلوک وجذبہ کار راتمام ناکردہ بمسند شیخی خود را کشیدہ است۔ طالب را صحبت او سم قاتل وانابت او مرض مہلک (مکتوبات ص ۱۴۴ ج۱) ناقص پیر کی اطاعت مرید کے اندر فتور پیدا ہونے کا قوی ترین ذریعہ ہے جو سلوک اور جذبہ طے کیے بغیر شیخ بن بیٹھا ہو۔ طالب کے حق میں اس کی صحبت زہر قاتل اور اس کی اطاعت مہلک بیماری ہے۔

تقلید

مقلد را نمی رسد کہ خلاف رائے مجتہد از کتاب و سنت احکام اخذ کند و بر آن عامل شد۔ و در عمل قول مختار را از مذہب مجتہدے کہ خود را تابع او ساختہ است اختیار کند و از رخصت اجتناب نمودہ بعزیمت عمل نماید (مکتوبات ص۵۴۶ ج۱) مقلد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے امام کی رائے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خود کتاب و سنت سے آزادانہ طور پر احکامات اخذ کرے اور ان پر عمل کرنا شروع کردے اور عمل کرنے میں اپنے مذہب کے امام کے مختار قول کو اختیار کرے اور رخصت سے اجتناب کرتے ہوئے عزیمت پر عمل کرے۔

قیاس

"و اما القیاس والاجتهاد فلیس من البدعةفی شیئی فانه مظهر لمعنی النصوص لا مثبت امر زائد فاعتبرو ا یا اولی الابصار" (مکتوبات ص۳۰۱ ج۱) قیاس اور اجتہاد بدعت نہیں کیونکہ یہ دونوں نصوص کا معنی ظاہر کرتے ہیں کسی امر زائد کے مثبت نہیں پس اے عقل والو قیاس کرو۔

عظمت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

وفراست امام شافعی بکرشمہ از دقت فقاہت اُو علیہ الرضوان دریافت کہ گفت الفقہاء کلھم عیال ابی حنیفہ (مکتوبات ص ۱۵۴ ج۱) اور جب امام شافعی کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دقت فقاہت کا کچھ حال معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا تمام فقہاء امام ابوحنیفہ کے گھر والے ہیں۔

حنفی مذہب

وبواسطہ ہمیں مناسبت کہ بحضرت روح اللہ دارد تواند بود آنچہ خواجہ محمد پارسا در فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابو حنیفہ عمل خواہد کرد۔" (مکتوبات ص ۱۵۴ ج ا) اور اس مناسبت کی وجہ سے جو حضرت امام اعظم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نزول فرمانے کے بعد حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کریں گے۔ جیسا کہ خواجہ محمد پارسا نے فصول ستہ میں لکھا ہے۔

بے مثل بشر

مجوبان کہ محمد رسول اللہ ﷺ را بشر گفتند و در رنگ سائر بشر تصور نمودند ناچار منکر آمدند و صاحب دولتاں کہ او را بعنوان رسالت و رحمت عالمیان دانستند و از سائر ناس ممتاز دیدند بدولت ایمان مشرف گشتند واز اہل نجات آمدند (مکتوبات ص ۲۱۵ ج ۲) جن بے نصیبوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بشر کہا اور باقی انسانوں جیسا تصور کیا وہ لامحالہ منکر ہو گئے اور جن خوش نصیبوں نے آپ کو رسالت اور رحمتہ اللعالمین کے عنوان سے جانا اور آپ کو تمام لوگوں سے ممتاز مانا، وہ دولت ایمان سے مشرف ہوئے اور نجات پانے والے ہو گئے۔

نور من اللہ

و او اصل حقائق است قال علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام اوّل ما خلق اللہ نوری و قال علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام خلقت من نور اللہ والمؤمنون من نوری (مکتوبات ص ۵۶۷ ج ۲) آنحضرت ﷺ جملہ حقائق کی اصل ہیں آپ نے فرمایا اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا اور آپ نے فرمایا میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا اور مومن میرے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔

واسطۂ کائنات

پس ناچار آن حقیقت واسطہ بود در میان سائر حقائق و در میان حق جل وعلا و وصول بمطلوب احدے را بے توسط او محال باشد فھو نبی الا نبیاء والمرسلین و ارساله رحمة للعالمین. (مکتوبات ص ۵۶۷ ج۲)

پس ناچار حقیقت محمدی تمام حقائق اور حق تعالیٰ کے مابین واسطہ ہے کوئی شخص بھی بے ان کے وسیلہ کے مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا۔ سو آپ تمام نبیوں اور رسولوں کے نبی ہیں اور سارے جہان والوں کے لئے رحمت ہیں۔

علم غیب عطائی

وعلماء راسخین را نیز از علم ایں تاویل نصیبے عطائی فرماید۔ چنانچہ بر علم غیب کہ مخصوص باوست سبحانہ خلص رسل را اطلاع می بخشد (مکتوبات ص ۱۵۶ ج۱) اللہ تعالیٰ متشابہات کا علم علمائے راسخین کو بھی عطا کرتا ہے اور اسی طرح وہ اس غیب پر اپنے مخصوص رسولوں کو اطلاع فرما دیتا ہے جو اس کی ذات کریم کے ساتھ مخصوص ہے۔

شفاعت مصطفےٰ ﷺ

و در آں روز شفاعت نیکاں در حق بداں باذن حضرت رحمان جل سلطانہ نیز حق است۔ پیغمبر فرمودہ است شفاعتی لا ھل الکبائر من امتی. (مکتوبات ص ۳۰۶ ج۲) اور قیامت کے روز نیکوں کی شفاعت بدوں کے حق میں اللہ کریم کے اذن سے بھی حق ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے میری شفاعت میری امت کے بڑے بڑے گناہ گاروں کے لئے ہے۔

معراج مصطفےٰ

انه صلی الله تعالی علیه وسلم اسری لیلة المعراج بالجسد الی ما شآء الله تعالی و عرض علیه الجنة والنار واوحی الیه ما اوحی و شرف ثمه بالرؤیة البصریة۔ (مکتوبات ص ۲۴۲ ج۱)

بلاشبہ آنحضرت ﷺ کو شب معراج بجسمہ الشریف وہاں تک لے جایا گیا جہاں تک اللہ تعالی نے چاہااور آپ پر جنت اور دوزخ کو پیش کیا گیااور جو کچھ وحی کرنا تھاوہ آپ کو وحی کیا گیااور آپ نے وہاں بچشم سر دیدار الٰہی کیا۔

حیاتِ انبیاء

الانبیاء یصلون فی القبور شنیدہ باشند۔ وحضرت پیغمبر ماعلیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام شب معراج چوں بر قبر حضرت کلیم گزشتند دیدند کہ در قبر نماز می گزارد وہماں لحظہ چوں بآسمان رسیدند حضرت کلیم را آنجایافتند۔ معاملہ ایں موطن عجائب وغرائب دارد (مکتوبات ص ۴۵ ج ۳) انبیاء کرام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ حدیث تو آپ نے سنی ہو گی اور ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام جب معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرے تو انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھااور جب آپ اسی وقت آسمان پر پہنچے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پایا۔ اس عالم کا معاملہ عجائب وغرائب پر مشتمل ہے۔

توسل

و ایضاً در حدیث صحاح آمدہ است کان رسول اللہ ﷺ یستفتح بصعالیک المھاجرین۔ "(مکتوبات ص ۳۹۴ ج ۲) اور صحاح ستہ کی حدیثوں میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ جنگوں میں فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے فتح مانگا کرتے تھے۔

مولود خوانی

دیگر درباب مولود خوانی اندراج یافتہ بود۔ درنفس قرآن خواندن بصوت حسن ودر قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است (مکتوبات ص ۲۷۴ ج ۲) دوسری بات یہ ہے کہ مولود خوانی کے باب میں لکھا تھا کہ اچھی آواز سے نفس قرآن خوانی اور نعتیہ قصائد اور منقبت کے اشعار پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے۔

میت کے لئے قرآن خوانی

وایضاپرسیدہ بودند کہ ختم کلام اللہ کردن ونماز نفل گزاردن وتسبیح وتہلیل کردن وثواب آن را

بوالدین یاباستادیاباخوان دادن بہتراست یابکسے ندادن بہتراست بدانند کہ دادن بہتراست کہ ہم نفع بغیر است و نفع بخود۔ ودر نادادن نفع مخصوص بخود است و نیز شاید بطفیل دیگراں آن عمل را قبول فرمایند (مکتوبات ص۲۱۸ج۲) آپ نے یہ بھی پوچھا تھا کہ کلام اللہ کا ختم کرنا یانفل پڑھنا یا تسبیح و تہلیل پڑھنااور اس کا ثواب والدین یااستادیابھائیوں کو بخشا بہتر ہے۔یانہ بخشا بہتر ہے تو جاننا چاہئے کہ ثواب بخشابہتر ہے کیونکہ اس میں اپنابھی فائدہ ہےاور دوسرے کا بھی فائدہ ہےاور نہ بخشنے میں صرف اپنا فائدہ ہے۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دوسروں کے طفیل اس کا عمل مقبول ہوجائے۔

صدقہ برائے اموات

ولی نعمت مرحومہ شمادریں آوان بسے مغتنم بودند۔الحال بر شمایان لازم است کہ مکافات احسان باحسان بکنید وبدعاوبصدقہ ساعت فساعت مددنمایند فان المیّت کالغریق ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او ام اواخ اوصدیق (مکتوبات ص۱۸۶ج۱) آپ کی مرحومہ اس زمانے میں بڑی غنیمت تھیں۔اب آپ پرلازم ہے کہ احسان کابدلہ احسان سے دیں اور دعائے مغفرت اور صدقہ سے وقتاًفوقتاًان کی امداد کریں کیونکہ میت غریق کے مانند ہوتا ہےاور اس دعا کاانتظار کرتا ہے جواسے باپ یاماں یا بھائی یادوست کی طرف سے ملتی ہے۔

استمداد

وہم چنیں ارباب حاجات ازاعزہ احیاء واموات درمخاوف ومہالک مددہاطلب می نمایند ومی بینند کہ صور آن اعزہ حاضر شدہ ودفع بلیہ ازیں ہانمودہ است۔ گاہ ہست کہ آن اعزہ راازدفع آن بلیہ اطلاع بودوگاہ نبودوازماوشمابہانہ برساختہ اند (مکتوبات ص۱۶۵ج۲) اور یوں ہی ضرورت مند لوگ اپنے زندہ یاوفات یافتہ لوگوں سے خوف وہلاکت کے مواقع میں امداد طلب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان کے عزیزوں کی صورتیں ان کے پاس حاضر ہوکران سے مصائب دور کرتی ہیں۔بعض دفعہ ان عزیزوں کو مصائب دور ہونے کی خبر ہوتی ہےاور بعض دفعہ خبر نہیں ہوتی۔ حق تعالی ہمیں اور تمہیں بہانہ بنادیتا ہے۔

متعدد جگہوں میں حاضری

در یک شب ہزار کس آنسرور را علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہ می نمایند۔ این تشکل صفات و لطائف اوست بصورت ہائے مثالی و ہم چنیں مریدان از صور مثالی پیران می نمایند و حل مشکلات می فرمایند (مکتوبات ص ۱۶۰ ج ۲) ایک رات میں ایک ہزار اشخاص سرور کائنات ﷺ کو عالم خواب میں مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں اور استفادہ کرتے ہیں۔ یہ آپ کے لطائف و صفات کی مثالی صورتیں ہوتی ہیں اور اس طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورتیں دیکھتے ہیں اور وہ صورتیں ان کی مشکلیں حل کرتی ہیں۔

بزرگوں کے ملبوسات

''جامۂ فقراء کہ طلب داشتہ بودند پیراہن فرستادہ شد۔ خواہند پوشیدہ و مترصد نتائج و ثمرات آن خواہند بود کہ کثیر البرکت است۔'' (مکتوبات ص ۲۷۷ ج ۱)

(ترجمہ) آپ نے فقراء کے کپڑے مانگے تھے آپ کو ایک قمیض بھیج دی گئی ہے آپ اسے پہنیے اور اس کے نتائج و ثمرات کا انتظار کیجیے۔ کہ وہ بہت سی برکتوں کی حامل ہے۔

نگاہ مجدد

ہندوستان میں انبیاء کا ثبوت دینے کے بعد فرماتے ہیں فانا نشاھد بعض مردتھم فی وسط الجحیم (مکتوبات ص ۴۳۰ ج ۱) سو ہم بعض ہندوستانی سرکش لوگوں کو جہنم کے وسط میں دیکھتے ہیں۔

مقام غوث اعظم

بالجملہ حضرت شیخ عبد القادر را در ولایت شان عظیم است و درجۂ علیا است۔ ولایت خاصۂ محمدیہ را از راہ سر بنقطہ ء آخر رسانیدہ است و سر حلقہ آن دائرہ گشتہ (مکتوبات ص ۶۱۴ ج ۱) الغرض حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ولایت میں بڑی شان اور بڑا اونچا مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے خاصۂ محمدیہ کی

ولایت کو سر کی راہ سے انتہا تک پہنچایا ہے اور اس سلسلہ کے سربراہ بنے ہیں۔

محبت اولیاء

واز حدیث سابق کہ المرء مع من احب لازم می آید کہ محبان ایں طائفہ باایشاں اند وہر کہ با ایشاں است بدبخت نباشد (مکتوبات ص ۳۲۳ ج۱) حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے روز ہر شخص اپنے محبوب کے ہمراہ ہو گا اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ اولیائے کرام کو چاہنے والے ان کے ہمراہ ہوں گے۔ اور جو کوئی ان کے ہمراہ ہو گا وہ بدبخت نہ ہو گا۔

صحابہ کے پیرو کار

وشک نیست کہ فرقہ کہ ملتزم اتباع اصحاب آنسرور اند اہل سنت وجماعت اند شکر اللہ تعالی سعیھم فھم الفرقة النا جیة (مکتوبات ص ۱۷۷ ج۱) اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے پیرو کار اہل سنت وجماعت ہی ہیں۔ اللہ تعالی ان کی کوششوں کو شرف مقبولیت بخشے کیونکہ یہی ناجی جماعت ہے

فضلیت معاویہ

حضرت عبداللہ بن مبارک سے کسی نے پوچھا کہ حضرت معاویہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ تو ارشاد فرمایا "الغبار الذی دخل انف فرس معاویة مع رسول اللہ ﷺ خیر من عمر بن عبدالعزیز کذا مرة۔ (مکتوبات ص ۱۳۷ ج۱) وہ غبار جو حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں رسول اللہ کی ہمراہی میں داخل ہوا عمر بن عبدالعزیز سے کئی مرتبہ افضل ہے۔

ازواج النبی اہلِ بیت ہیں

ایک رات میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا میں نے ان پر سلام ڈالا۔ مگر آپ نے توجہ نہ فرمائی اور چہرہ مبارک موڑلیا۔ دریں اثنا فقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانۂ عائشہ فرستد۔ پھر آپ نے اس فقیر سے فرمایا۔ میں عائشہ کے گھر کھانا کھاتا ہوں۔ جو کوئی مجھے کھانا بھیجتا ہے وہ عائشہ کے گھر بھیجتا ہے۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ رابلکہ سائر

ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک می ساختم و بجمیع اہل بیت توسل می نمودم'' اس کے بعد میں نے حضرت عائشہ صدیقہ کو بلکہ تمام ازواج مطہرات کو کہ وہ اہل بیت میں داخل ہیں نیاز میں شامل کیا اور سب اہل بیت سے توسل اختیار کیا (مکتوبات ص ۷۸ ج ۲)

بیعتِ خلفائے ثلاثہ

''زیرا کہ حضرت امیر مثلاً توقیر و تعظیم خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کردہ اند و شایان اقتدائیہ ایشاں را دانستہ باایشاں بیعت نمودہ اند'' (مکتوبات ص ۱۷۸ ج ۱)

کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خلفائے ثلاثہ کی توقیر و تعظیم کی ہے اور ان کی شان اقتدائیہ جانتے ہوئے ان کی بیعت قبول فرمائی ہے۔

افضلیتِ صدیق

واتفقت الصحابۃ علی ان افضلھم ابو بکر الصدیق۔'' (مکتوبات ص ۱۳۸ ج ۱) صحابہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہو گیا تھا کہ ان میں بہترین ابو بکر صدیق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

یزید پلید

یزید بے دولت از اصحاب نیست۔ در بد بختی او کرا سخن است کاریکہ آن بد بخت کردہ ہیچ کافر فرنگ نکند (مکتوبات ص ۱۴۳ ج ۱) یزید بد نصیب صحابہ میں سے نہیں تھا۔ اس کی بد بختی میں کسے کلام ہے۔ جو کام اس بد نصیب نے کیا وہ کوئی انگریز کافر بھی نہیں کرے گا۔

پاکیزہ فضلات

واز کمال اعتقاد و اخلاص لعاب مبارک آن سرور علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتحیات نمی گذاشت کہ بر زمین رفتد بلکہ در رنگ آب حیات آن را فرو میبر دند و قصہ خوردن خون مبارک اور ابعد از فصد از کمال اخلاص مشہور و معروف است (مکتوبات ص ۹۲ ج ۲)

صحابہ کرام کمال اعتقاد و اخلاص کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کا لعاب دہن زمین پر گرنے نہ دیتے تھے۔ بلکہ اسے آب حیات کی طرح نوش جان کر لیتے تھے۔ اور فصد کے بعد آپ کا خون پورے اخلاص سے پینے کا واقعہ مشہور و معروف ہے۔

آخری گزارش

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ان ارشادات کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ثابت ہو جائے کہ آج آپ کے مسلک پر جو لوگ قائم ہیں وہ صرف اور صرف اہل سنت و جماعت بریلوی ہیں۔ سو جو شخص مجددی کہلانے کے باوجود بریلوی نہیں اسے اپنے خیال کی اصلاح کرنی چاہیے۔
وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ المقالۃ المبارکۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم و رسولہ الکریم ﷺ۔

تیرھواں مقالہ

تعلیماتِ رضویہ

(اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله العلی الکبیر و الصلوٰۃ والسلام علی رسوله البشر النذیر وعلی آله و صحبه اهل الا دب و التو قیر۔اما بعد۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ امام اہل سنت مجدد دین وملت حضرت مولانا حاجی حافظ قاری مفتی امام احمد رضا خان صاحب سنی حنفی قادری بریلوی علیہ الرحمۃ عظیم المرتبت عالم دین، جلیل القدر محدث، راسخ الرائے مفسر قرآن، دقیق النظر فقیہہ اسلام، نکتہ بیں مفتی اعظم، دقیق النظر محقق، صائب الفکر مفکرِ اسلام، مایہ ناز خطیب، پچاس علوم میں مہارت تامہ رکھنے والے، ایک ہزار سے زائد بے نظیر دینی کتب ورسائل تصنیف کرنے والے، بے دینوں، بدمذہبوں سے کامیاب مقابلہ فرمانے والے، بے لوث مبلغ اسلام، نڈر مجاہد دین، قادر الکلام نعت گو شاعر، سچے عاشق رسول مقبول ﷺ اور سلسلۂ عالیہ قادریہ کے سربرآوردہ پیر طریقت تھے۔رحمتہ اللہ علیہ تعالیٰ علیہ

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جان عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

اعلیٰ حضرت کی انہی بے شمار خداداد خوبیوں اور دینی خدمات جلیلہ کی بناپر عرب وعجم کے جید علمائے اہل سنت اور مشائخ ملت نے آپ کو چودھویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا۔اور آپ ہی وہ برگزیدہ شخصیت ہیں کہ جن کی دینی خدمات اور تجدیدی کارناموں کی وجہ سے آج سواد اعظم اہل سنت وجماعت کو سنی بریلوی کے نام سے مشخص کیا جاتا ہے۔اور سنی کے ساتھ جب تک بریلوی کے لفظ کا اضافہ نہ کیا جائے اصلی اور جعلی سنی میں امتیاز حاصل نہیں ہوتا۔یعنی جو شخص اعلیٰ حضرت بریلوی کے مسلک کا پابند ہے اسے اصلی سنی سمجھا جاتا ہے۔اور جو بدبخت آپ کی شان عظمت کا منکر اور آپ کے مسلک برحق سے منحرف ہے اسے جعلی سنی کہا جاتا ہے۔

؎ دکھائی راہ توحید و رسالت اک زمانے کو
ہر اک گمراہ و گم گشتہ کے بے شک راہنما تم ہو

؎ عمر بھر ہوں نصیبوں میں اسی دربار کے ٹکڑے
نہ چھوٹے یا الٰہی آستاں احمد رضا خان کا

ہم اس مختصر مقالہ ''تعلیماتِ رضویہ'' میں اسی باخدا عالم اجل کے بعض ایمان افروز تعلیمات مبارکہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے گمراہوں کی ہدایت کا ذریعہ اور نجات کا سبب بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں۔

عبادت تعظیم رسول کے بغیر بے کار ہے

''پھر جب تک نبی ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت الٰہی میں گزارے سب بیکار و مردود ہے۔ بہتیرے جوگی اور راہب ترکِ دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادت الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں۔ بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لاالہ الا اللہ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں۔ مگر ازاں جا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم نہیں۔ کیا فائدہ۔ اصلاً قابل قبول بارگاہ الٰہی نہیں۔ اللہ عزوجل ایسوں ہی کو فرماتا ہے ''عمل کریں۔ مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں پیٹھیں گے'' العیاذ باللہ تعالیٰ منہ

مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم مدارِ ایمان و مدار نجات و مدار قبول اعمال ہوئی یا نہیں؟ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔ (تمہید ایمان ص ۳)

گستاخ رسول سے بیزاری فرض ہے

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے '' کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی'' (العنکبوت) یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ دیکھو کلمہ گوئی اور زبانی ادعائے مسلمانی پر تمہارا چھٹکارا نہ ہوگا۔ ہاں سنتے ہو آزمائے جاؤ گے آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہرو گے۔ ہر شئے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں اس کے حقیقی واقعی ہونے کو درکار ہیں وہ اس میں ہیں یا نہیں۔ ابھی قرآن و حدیث ارشاد فرما چکے کہ ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو تمام جہاں پر تقدیم۔ تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے۔ کہ تم کو

جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی اور کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی اور تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد۔ جب وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے۔ فوراً ان سے الگ ہو جاؤ۔ دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر تم نہ اپنے رشتے، علاقے دوستی الفت کا پاس کرو نہ ان کی مولویت، مشیخیت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد ﷺ کی ہی غلامی کی بنا پر تھا۔ جب یہ شخص ان کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا۔ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں۔ کیا بہترے یہودی جبے نہیں پہنتے، عمامے نہیں باندھتے۔ اس کے نام، علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں۔ بہتیرے پادری بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور ﷺ سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا یا اسے برا کہنے پر برا مانا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پرواہی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کرلو کہ تم امتحان میں کہاں سے پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا۔ اس سے کتنی دور نکل گئے۔ مسلمانو کیا جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہو گی۔ وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو۔ کیا جسے محمد رسول اللہ تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا۔ اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو۔ للہ اپنے حال پر رحم کرو۔ اور اپنے رب کی بات سنو۔ دیکھو وہ کیونکر تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے۔" (تمہید ایمان ص ۴)

حضور سب سے بڑھ کر محبوب ہیں۔

اس آیت (قل ان کان اباء کم الآیۃ) سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز کوئی عزیز، کوئی مال، کوئی چیز اللہ و رسول سے زیادہ محبوب ہو وہ بارگاہ الٰہی سے مردود ہے۔ اللہ اسے اپنی طرف راہ نہ دے گا۔ اسے عذاب الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہئے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ

''(تمہید ایمان ص ۴)

گمراہ مولوی کی تعظیم منع ہے

بھائیو! عالم کی عزت تو اس بنا پر تھی کہ وہ نبی کا وارث ہے۔ نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو اور جب گمراہی پر ہے تو نبی کا وارث ہوا یا شیطان کا۔ اس وقت اس کی تعظیم نبی کی تعظیم ہوتی اب اس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہو گی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ عالم کفر سے نیچے کسی گمراہی میں ہو جیسے بدمذہبوں کے علماء پھر اس کا کیا پوچھنا جو خود کفر شدید میں ہو۔ اسے عالم دین جاننا ہی کفر ہے۔ نہ کہ عالم دین جان کر اس کی تعظیم کرنا۔'' (تمہید ایمان ص ۲۰)

بے ادبی کا لفظ کلمہ ء کفر ہے

دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ ء کفر ہے۔ (تمہید ایمان ص ۲۲)

اور اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ میں فرماتے ہیں۔ ابھی شفاء و بزازیہ و درر و بحر و نہر و فتاوٰی خیریہ و مجمع الانہر و در مختار وغیرہا کتب معتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کی تنقیص شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے''

اہل قبلہ کون ہیں؟

اصل بات یہ ہے کہ اصطلاحِ ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو۔ ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔'' (تمہید ایمان ص ۲۷)

گستاخ رسول کی توبہ مقبول نہیں

سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں اور اسی کو ہمارے علمائے حنفیہ سے امام بزازی و امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام و علامہ مولا خسرو صاحب درر و غرار و علامہ زین بن نجیم صاحب نہر الفائق و علامہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی صاحب تنویر الابصار و علامہ خیر الدین رملی صاحب فتاوٰی خیریہ و علامہ شیخی زادہ صاحب مجمع الانہر و علامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحب در مختار وغیرہم عمائد کبار علیہم رحمۃ العزیز الغفار نے اختیار

فرمایا''(تمہید ایمان ص ۳۱)

''ایک پہلو اسلام کا'' سے کیا مراد ہے؟

بلکہ فقہائے کرام نے یہ بھی فرمایا کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں ان میں ننانوے پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلوئے کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے۔ کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہو گا۔ وہ عند اللہ کافر ہی ہو گا۔(تمہید ایمان ص ۴۳)

احتمال معتبر کونسا ہے۔

''احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو۔ صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں۔ اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے۔ یعنی قضا دو ہیں مبرم و معلق جیسے قرآن عظیم میں فرمایا الا ان یاتی اللہ ای امر اللہ'' (تمہید ایمان ص ۴۷)

گستاخ کی محبت سے بچو

ان آیتوں **والذین یو ء ذون رسول اللہ لھم عذاب الیم** اور **ان الذین یو ء ذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ و اعدلھم عذابا مھینا** ۔ سے اس شخص پر جو رسول اللہ ﷺ کے بد گویوں سے محبت کا برتاؤ کرے سات کوڑے ثابت ہوئے (۱) ظالم ہے (۲) گمراہ ہے (۳) کافر ہے (۴) اس کے لیے دردناک عذاب ہے (۵) آخرت میں ذلیل و خوار ہو گا (۶) اس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی (۷) اس پر دونوں جہاں میں خدا کی لعنت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔ اے مسلمان اے امتی سید الانس والجان ﷺ خدارا ذرہ انصاف کر۔ وہ ساتھ بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت ترک علاقہ کر دینے پر ملتے ہیں کہ دل میں ایمان جم جائے۔ اللہ مددگار ہو۔ جنت مقام ہو۔ اللہ والوں میں شمار ہو۔ مرادیں ملیں۔ خدا تجھ سے راضی ہو تو خدا سے

راضی ہو یا یہ سات بھلے ہیں۔ جو ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے۔ کہ ظالم گمراہ کافر جہنمی ہو۔ آخرت میں خوار ہو۔ خدا کو ایذا دے۔ خدا دونوں جہاں میں لعنت کرے۔ ہیہات ہیہات کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سات اچھے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں"
(تمہید ایمان ص۹)

دامن مصطفیٰ تھامو

"مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن چھوڑ کر زید و عمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا۔" (تمہید ص۴۶)

وہابی سے مصافحہ حرام ہے

"جو نذر و نیاز کو حرام بتائے اور شربت نیاز کی نسبت وہ ناپاک ملعون لفظ کہے وہ نہ ہو گا مگر وہابی ۔۔۔اور اس سے مصافحہ حرام اور اسے سلام کرنا ناجائز و گناہ ہے" (فتاویٰ رضویہ ص۲۱۸ جلد چہارم)

وہابی کی تعظیم حرام ہے

"چونکہ وہابی سے نکاح پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہذا احتراز لازم ہے"
(ملفوظات ص۱۵ جلد سوم)

وہابی کے لیے دعا فضول ہے

"وہابیہ کے لیے دعا فضول ہے ثم لا یعو دون ان کے لیے آچکا ہے۔ وہابی کبھی لوٹ کر نہ آئے گا اور جو ہدایت پا جائے وہ وہابی نہ تھا ہو چلا تھا۔" (ملفوظات ص۷ ۳ جلد سوم)

وہابی کی آذان باطل ہے

جس طرح ان کی (وہابیہ کی) نماز باطل اسی طرح آذان بھی (باطل ہے) ہاں تعظیماً اللہ کے نام پر جل شانہ 'اور نام اقدس پر درود شریف پڑھے۔" (ملفوظات ص۱۱۸ جلد سوم)

وہابی کے پیچھے نماز باطل ہے

جو قرات غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں یا وضو یا غسل نہ کرتا ہو یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرھم ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے (احکام شریعت ص ۱۲۸)

بدمذہب کو بدمذہب کہنا چاہیے

کافر کو کافر، رافضی کو رافضی، خارجی کو خارجی، وہابی کو وہابی ضرور کہا جائے گا اور وہ ہمیں برا کہیں تو اس کی کیا پرواہ، ہمارے پیشواؤں صدیق و فاروق کو انتقال فرمائے ہوئے تیرہ سو برس گزرے آج تک ان کو برا کہنا نہیں چھوٹتا'' (ملفوظات ص ۵۶ ج ۱)

بدمذہب کی صحبت کی شامت بہت بری ہے

اکثر لوگ بدمذہبوں کے پاس جان بوجھ کر بیٹھتے ہیں۔ یہ حرام اور بدمذہب ہو جانے کا اندیشہء کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لیے زہر قاتل۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ایا کم وایاھم لا یضلو نکم ولا یفتنو نکم۔ انہیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذاب پر اعتماد کرتا ہے۔ انھا اکذب شیٔ اذا حلفت فکیف اذا وعدت۔ یعنی نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے۔ صحیح حدیث میں فرمایا جب دجال نکلے گا کچھ اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم ہیں۔ ہمیں اس سے کیا نقصان ہو گا۔ وہاں جا کر ویسے ہی ہو جائیں گے۔ حدیث میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا میں حلف سے کہتا ہوں کہ جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہو گا۔ سید عالم ﷺ کا ارشاد ہمارا ایمان اور پھر حضور کا حلف سے فرمانا۔ دوسری حدیث ہے۔ جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا جب اس کا نزع کا وقت آیا۔ لوگوں نے حسب معمول اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی کہا نہیں کہا جاتا۔ پوچھا کیوں؟ کہا یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو ان کے پاس

بیٹھا کرتا تھا جو ابو بکر و عمر کو برا کہتے تھے۔ اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے ہر گز نہ پڑھنے دیں گے۔ یہ نتیجہ ہے بد مذہبوں کے پاس بیٹھنے کا۔ جب صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بد گویوں سے میل جول کی یہ شامت ہے تو قادیانیوں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشست و برخاست کی آفت کس قدر شدید ہو گی۔ ان کی بد گوئی صحابہ تک ہے۔ اور ان کی انبیاء اور سید الانبیاء اور اللہ عزوجل تک" (ملفوظات ص ۳۷ ج ۲)

جاہلوں سے نرمی برتو

جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتدا بہت نرمی کی گئی مگر چونکہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہو گئی تھی اور مصداق **ثم لا یعو دون** حق نہ مانا اس وقت سختی برتی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے۔ **یآ یھا النبی جاھد الکفار و المنا فقین واغلظ علیھم**۔ اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔ اور مسلمانوں کو ارشاد فرمایا۔ **ولیجد وا فیکم غلظۃً** ۔ لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں" (ملفوظات ص ۱۴۱ ج ۱)

بد مذہب کو مسجد سے نکال دینا چاہیے

جہاں اختلافاتِ فرعیہ ہوں جیسے باہم حنفیہ و شافعیہ وغیر ھما فرق اہل سنت میں وہاں ہر گز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش دشنام جس سے ذہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہیے۔ صدر اسلام میں منافق لوگ مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے۔ نمازیں ساتھ پڑھتے، مجالس میں پاس بیٹھتے شریک رہتے تھے مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمایا تھا کہ یہ گھال میل جو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں یوں رہنے نہ دے گا۔ ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کر دے گا۔ **قال تعالیٰ وما کان اللہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب** ۔ اس کے بعد بھری مسجد میں خاص جمعہ کے دن علی رؤس الاشھاد حضور اقدس سید عالم ﷺ نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا۔ **اخرج یافلان فانک منافق**۔ اے فلاں نکل جا تو منافق ہے ۔ **اخرج یافلان فانک منافق**۔ اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ نماز سے پہلے سب کو نکال دیا۔ یہ حدیث طبرانی و ابن ابی حاتم

نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤان کا ہے۔ جنہیں رب العزت عز جلالہ رحمۃ للعالمین فرماتا ہے۔ جن کی رحمت رحمت الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے۔ ﷺ" (ملفوظات ص۵۱ ج ۱)

بدمذہب کی پردہ دری ضروری ہے

"کافر کو کافر، رافضی کو رافضی، خارجی کو خارجی، اور وہابی کو وہابی ضرور کہا جائے۔ حدیث میں فرمایا۔ اتر عون عن ذکر الفاجر متی یعر فہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس۔ کیا تم فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو۔ لوگ اُسے کب پہچانیں گے۔ فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں (یہ حدیث امام ابو بکر بن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبۃ میں، امام ترمذی محمد بن علی نے نوادر الاصول میں، حاکم نے کتاب الکنی اور شیرازی نے کتاب الالقاب میں، ابن عدی نے کامل میں، طبرانی نے معجم کتاب کبیر میں، بیہقی نے سنن کبریٰ میں، خطیب نے تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی۔" (ملفوظات ص۵۶ ج ۱)

خدا کا سچا بندہ کون ہے؟

ایک روز بارگاہِ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں۔ ایک شخص آیا اور کنارۂ مجلس اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا۔ ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ اٹھے اور جا کر دیکھا وہ نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہا ہے۔ صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین نماز کی حالت میں قتل کریں۔ واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ فاروق اعظم اٹھے اور انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا۔ حضور ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ مولا علی اٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ میں۔ فرمایا ہاں تم۔ اگر تمہیں ملے مگر تم اسے نہ پاؤ گے۔ یہی ہوا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ جب تک جائیں وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا۔ ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو امت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا"

یہ تھا وہابیہ کا باپ جس کی ظاہری و معنوی نسل آج دنیا کو گندا کر رہی ہے۔ اس نے

مجلس اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں۔ یہ غرور تھا اس خبیث کو اپنی نماز و تقدس پر اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عمل صالح وہ سب اس سرکار کی غلامی و بندگی کی فرع ہے۔ جب تک ان کا غلام نہ ہو لے کوئی بندگی کام نہیں دے سکتی ہے۔ ولہذا قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا کہ فرمایا لتوٴمنو اباللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسجوہ بکرۃ و اصیلاً۔ تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ اور رسول پر اور اس کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو۔ تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اس کے تعظیم رسول مقبول نہیں۔ اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اس کے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں۔ یوں تو عبد اللہ تمام جہان ہے۔ مگر سچا عبد اللہ وہ ہے جو عبدِ مصطفےٰ ہے ورنہ عبدِ شیطان ہو گا والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ" (ملفوظات ص ۴۷ ج ۱)

بوڑھی عورتوں کا عقیدہ اختیار کرو

جو الٰہیات و نبوات و معاد کو میزان عقل سے تولنا چاہے گا۔ وہ لغزش کرے گا۔ عقائد سمعیہ کے بارہ میں ان نصوص شرعیہ کے ہاتھ میں ایسا ہو جائے۔ جیسے غسال کے ہاتھ میں میت۔ بس امنا بہ کل من عند ربنا۔ یہ راستہ سیدھا ہے اور یہ عطا ہوتا ہے سلیم الطبع صحیح العقیدہ عوام کو اور خاص کر ان کی عورتوں کو اور ان کی بوڑھیوں کو۔ ان سے کتنا ہی کچھ کہو ہرگز نہ مانیں گی۔ جو سن چکی ہیں اسی پر عقیدہ رکھیں گے۔ اسی واسطے ارشاد ہوا۔ علیکم بدین العجائز۔ بوڑھیوں کا دین اختیار کرو۔ (ملفوظات ص ۳ ج چہارم)

بدمذہبوں کی کتابیں پڑھنا ناجائز ہے۔

ناقص بلکہ کامل کو بھی بلاضرورت بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے کہ آخر انسان ہے عین ممکن ہے کہ کوئی بات معاذ اللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہو جائے (ملفوظات ص ۴ جلد چہارم)

بدمذہبوں کا رد فرض ہے

پہلے تلوار تھی۔ رد کی حاجت نہ تھی۔ تلوار کے ذریعہ سے سارا انتظام ہو سکتا تھا۔ کہ اب کہ ہمارے پاس سوائے رد کے کوئی علاج نہیں۔ رد کرنا فرض ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا اذا ظھرت

الفتن ولم يظهر العالم علمه فعليه لعنة الله والملا ئكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفاً ولا عدلاً۔ جب فتنے یا بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت۔ اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔''

(ملفوظات ص ۴ جلد چہارم)

اللہ تعالیٰ ہم اہل سنت کو امام اہل سنت کی ان سچی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ الرسالۃ المبارکۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔

(۲۰ ذوالقعدہ ۱۴۰۴ھ)

چودھواں مقالہ

تعلیمات امدادیہ

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ذی المجد والعلی والصلوۃ والسلام علی رسولہ المصطفیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ اھل الصدق والصفا امابعد اس دور میں دیوبندی لوگ چند متنازع فیہ مسائل مثلاً میلاد، عرس، گیارھویں، تیجہ، چہلم، رجبی، فاتحہ، نذر ونیاز، وسیلہ، سماع موتی، ندائے غیر اللہ، نور، علم غیب، حاضر وناظر، سماع، دست بوسی اور استمداد وغیرہا کی بناپر امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے ہم خیال سواد اعظم اہل سنت کو بدعتی اور گمراہ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ان متذکرہ بالا مسائل میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ' نے وہی مسلک اختیار فرمایا ہے جو قدیم سنی علماء ومشائخ اور بزرگان دین کا ہے۔ یہاں تک کہ اعلیٰحضرت بریلوی کے پیش کردہ مسلک کی تائید اکابرین دیوبند محمد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی اور محمود الحسن دیوبندی وغیرہم کے ممدوح و پیر ومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے ملفوظات وارشادات سے بھی ہوتی ہے۔ قارئین کے اضافہ علمی کے لیے ہم نے اس مختصر مقالہ ''تعلیمات امدادیہ'' میں حاجی صاحب موصوف کے بعض ارشادات وملفوظات اکابرین دیوبند کی لکھی ہوئی کتابوں سے جمع کر دیئے ہیں۔ ممکن ہے کہ حاجی صاحب کا کوئی معتقد مرید ان ارشادات کو پڑھ کر راہِ راست پر آجائے۔ سنی بریلوی سواد اعظم کو بدعتی کہنا چھوڑ دے یا پھر وہ اپنے پیر ومرشد حاجی صاحب موصوف پر بھی بدعتی ہونے کا فتوی جڑ دے۔ **واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم**

علم غیب

حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا ''لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اولیآ کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبیات سے ان کا ہو جاتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے۔ آنحضرت ﷺ کو حدیبیہ و حضرت عائشہ کے معاملات کی خبر نہ تھی اس کو (یہ منکرین علم غیب) دلیل اپنے دعوای کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔ (امداد المشتاق مصنف اشرف علی تھانوی ص ۷۶)

تقدیر پر اطلاع

حاجی صاحب نے فرمایا ''محبوبان خاص جب تقدیر پر اطلاع پاتے ہیں۔ اس کے موافق عمل کرتے ہیں اور عجلت کے ساتھ اس کو انجام دیتے ہیں کیونکہ اس کے ہونے پر ترقی مدارج موقوف ہوتی ہے پس چاہتے ہیں کہ اس امر سے فارغ ہو کر درجات عالیہ پر جائز ہو جائیں۔ چنانچہ بعد ارتکاب اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں (شمائم امدادیہ ص ۴۶)

حدیث کشفی

حاجی صاحب فرماتے ہیں ''پس حدیث دو نوع کی ہیں (۱) حدیث بالمعنی المتعارف (۲) حدیث کشفی چنانچہ فرمایا حضرت رسالت مآب ﷺ نے من رانی فقد رای الحق اس کے دو معنی ہیں اول یہ کہ من رانی فقد رانی یقیناً فان الشیطان لا یتمثل بی۔ دوم یہ کہ من رانی فقد راء اللہ تعالیٰ پس جب زیارت آنحضرت ﷺ کی میسر ہوئی یا دیدار پروردگار۔ جو کچھ مسموع ہو گا یا قلب پر وارد ہو گا آنحضرت کی طرف سے ہو گا۔ یا خدائے پاک کی طرف سے پس حدیث کشفی نام رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور ہمارے علماء اس زمانے میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابہ فتویٰ دے دیتے ہیں۔ علماء ظاہر کے لیے علم باطن بہت ضروری ہے۔ بدوں اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا (امداد المشتاق ص ۵۵)

بدعت کی حقیقت

حاجی صاحب لکھتے ہیں:۔ اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے۔ کما یظھر من التأمل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد الحدیث (فیصلہ ہفت مسئلہ)

میلاد النبی ﷺ

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مولد شریف تمامی حرمین (اہل مکہ و مدینہ) کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر (ولادت) کیسے مذموم ہو سکتا

ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں اور قیام (میلاد) کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے (امداد المشتاق ص ۵۰) اور حاجی صاحب نے دوسرے مقام میں فرمایا۔ ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعے کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ (امداد المشتاق ص ۵۵۔ شمائم امدادیہ ص ۵۰)

مجلس میلاد میں تشریف آوری

حاجی صاحب فرماتے ہیں البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں (امداد المشتاق ص ۵۶) اور حاجی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر عقلاً و نقلاً ممکن ہے بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے (فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حاجی صاحب ص ۵)

مجلس میلاد میں شرکت

حاجی صاحب لکھتے ہیں اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں (فیصلہ ہفت مسئلہ)

قیام مولود

حاجی صاحب فرماتے ہیں۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصلی عمل سے انکار کیا جائے۔ ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔ جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر سردار عالم و عالمیان (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ (شمائم امدادیہ ص ۶۸)

بیک وقت متعدد جگہوں میں حاضری

حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ رہا یہ شبہ کہ آپ ﷺ کو کیسے علم ہوا۔ یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں

تشریف فرما ہوئے۔ یہ ضعیف شبہ ہے۔ آپ کا علم اور روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے (فیصلہ ہفت مسئلہ)

ممکن کا اعتقاد شرک نہیں

حاجی صاحب لکھتے ہیں اور اس سے آپ کی نسبت اعتقاد علم الغیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذاتِ حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضیٰ ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے۔ وہ مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکر ہو سکتا ہے (فیصلہ ہفت مسئلہ)

تعین عرفی

حاجی صاحب لکھتے ہیں ''پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصودہ نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام (مولود) کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ ﷺ کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معین کرلی''۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

عوام کا غلو

حاجی صاحب لکھتے ہیں ''رہا عوام کا غلو اولاً اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اس عمل سے کیوں منع کیا جائے۔ ثانیاً ان کا غلو اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہو سکتا۔ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

تشبہ بالکفار کی تشریح

حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ ''رہا شبہ تشبہ کا۔ اس میں بحث از بس طویل ہے۔ مختصراً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اس وقت تک رہتا ہے جب وہ عادت اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہو کہ جو شخص وہ فعل کرنے اسی قوم سے سمجھا جائے یا اس پر حیرت ہو۔ اور جب دوسری قوم میں پھیل کر عام ہو جاوے

تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں۔ یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے۔ قصہ ء تطہیر اہل قباء اس میں کافی حجت ہے۔ البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے۔ اور ممنوع۔ پس یہ ہیئت مروجہ ایصال (ثواب) کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں (فیصلہ ہفت مسئلہ)

تعین تاریخ

حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ ''رہا تعین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو عمل کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت میں یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال نہیں آتا۔ اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔ پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔'' (فیصلہ ہفت مسئلہ)

فاتحہ مروجہ کی ابتداء

حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ ''تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ (نیاز کا کھانا) اگر روبرو موجود ہو تو استحضار قلب ہو۔ کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو خیال ہوا کہ یہ دعا ہے۔ اس کے ساتھ کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے۔ اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے۔ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار۔ قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر ہیں اور ثواب میں زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی (فیصلہ ہفت مسئلہ)

گیارھویں شریف

حاجی صاحب لکھتے ہیں اور گیارھویں شریف حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی دسویں، بیسواں، چہلم، ششماہی۔ سالانہ، وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمتہ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ و حلوئے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے (یعنی نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں اگر تخصیص و تعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرلے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں) پر مبنی ہے اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ (فاتحہ مروجہ) میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے۔ مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

ایصال ثواب

حاجی صاحب لکھتے ہیں "مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں۔ اول قرآن خوانی ہوتی ہے۔ اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے۔ پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور زوائد امور فقیر کی عادت نہیں (فیصلہ ہفت مسئلہ)

نیاز بزرگان دین

آپ نے (حاجی صاحب) فرمایا کہ نیاز کے دو معانی ہیں۔ ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ ناجائز و شرک ہے۔ دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا۔ یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں۔ اس میں کیا خرابی ہے؟ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے۔ ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے منع کرنا ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۶۸)

مولانا روم کی نیاز

جب مثنوی ختم ہو گئی۔ بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا"

(شمائم امدادیہ ص ۶۸)

با آواز بلند قرآن خوانی

رہا یہ شبہ کہ وہاں (عرس میں) پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیہ فاستمعوا له و انصتوا کی مخالفت ہوتی ہے تو اولاً تو علماء نے لکھا ہے کہ خارج نماز یہ امر مستحبات کے لئے ہے۔ ترک مستحب پر اتنا شور وغل نامناسب ہے۔ ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہو گا۔ دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل عمل سے منع کرنے سے یہ بہتر ہے کہ اصل امر تعلیم کر دیا جائے۔ یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا (فیصلہ ہفت مسئلہ)

عرس

حاجی صاحب فرماتے ہیں جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولان الٰہی سے کہتے ہیں کہ نم کنومة العروس (سو جا دلہن کے سونے کی طرح) عرس کے رائج ہے اسی وجہ سے ماخوذ ہے۔ اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس دن میں عرس کرے تو کون سا گناہ لازم ہوا (شمائم امدادیہ ص ۶۸)

عرس کا مقصد

آپ فرماتے ہیں مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ اس تاریخ جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچا دیا جائے۔ یہ مصلحت ہے تعین یوم میں۔ رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں۔ ان کا اظہار ضروری نہیں۔ چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اس لیے تجدید حال اور ازدیاد ذوق و شوق کے لیے کچھ سماع بھی ہونے لگا۔ پس اصل عرس کی اس قدر ہے اور اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے بعض حدیثوں سے بھی اس کا (عرس کا) استنباط کیا ہے (فیصلہ ہفت مسئلہ)

رجبی

حاجی صاحب فرماتے ہیں عرب رجبی میں بڑی خوشی کرتے ہیں اور جو کچھ ایک سال میں پیدا کرتے ہیں مدینہ منورہ جا کر خرچ کر ڈالتے ہیں اور بعد واپسی کے شکریہ کی دعوت کرتے ہیں اتنی الفت و محبت حضرت روحی فداہ ﷺ کے ساتھ رکھتے ہیں۔ نیک بات جس طرح کی جاوے عمدہ ہے

(شمائم امدادیہ ص ۷۲)

زیارت قبور

حاجی صاحب لکھتے ہیں پس حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً واجتماعاً دونوں طرح جائز ہے اور ایصال ثواب قراءت وطعام بھی جائز ہے اور تعین تاریخ بہ مصلحت بھی جائز ہے۔ سب مل کر بھی جائز (فیصلہ ہفت مسئلہ)

سماع موتی

حاجی صاحب نے فرمایا انک لا تسمع الموتٰی میں نفی حواس خمسہ ظاہرہ سے مراد ہے۔ نہ مطلق اسماع اور سماع موتی حواس باطنیہ سے۔ پیغمبروں و اولیاء کرام کو ممکن ہے جیسے کہ حدیث قلیب میں مصرح ہے (شمائم امدادیہ ص ۷۲)

ندائے غیر اللہ

حاجی صاحب لکھتے ہیں اور اگر مخاطب کا اسماع و سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ ء باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اس کو خبر پہنچ جاوے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب (ندائے غیر اللہ جائز ہے) (فیصلہ ہفت مسئلہ)

درود سلام

حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ ملائکہ کا درود شریف حضور ﷺ میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے۔ اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں۔
(فیصلہ ہفت مسئلہ)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ بصیغہ ء خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں اور یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے۔ لہ الخلق والامر۔ عالم امر مقید بجہت و طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں ہے۔ پس اس کے جواز میں شک نہیں۔
(شمائم ص ۵۲)

استمداد

حاجی صاحب فرماتے ہیں البتہ جو ندانص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعینونی وہ باتفاق جائز ہے
(فیصلہ ہفت مسئلہ)

وظیفہ یا شیخ عبد القادر

حاجی صاحب لکھتے ہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا۔ لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے۔ ہاں وسیلہ و ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر پڑھے کچھ حرج نہیں۔ یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں (فیصلہ ہفت مسئلہ)

پیر سے استمداد

حاجی صاحب اپنے پیرو مرشد خواجہ نور محمد کی خدمت میں عرض کرتے ہیں
آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا۔
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا (شمائم امدادیہ ص ۸۴)

توسل

حاجی صاحب اکثر اوقات فرماتے ہیں کہ مجھ میں کچھ نہیں البتہ یہ امید ہے کہ تم لوگوں کے توسل سے میری نجات ہو جائے گی (شمائم امدادیہ ص ۵۰)

وسیلہ

حاجی صاحب بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں دونوں جہاں میں وسیلہ ہے مجھ کو آپ کا۔ کیا غم ہے اگرچہ میں بہت خوار ہوں یا رسول اللہ۔
(گلزار معرفت)

یا غوث الوقت

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ مجاہد صاحب (حاجی صاحب) کے قدموں پر گر پڑے اور کہایا قطب الزمان یا غوث الوقت کیف یمکن ان اقدم قبلک (کرامات امدادیہ ص ۲۱)

صاحبِ قبر سے فائدہ

حضرت حاجی صاحب نے تشفی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہو گا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا ہے (شمائم امدادیہ ص ۸۱ امداد المشتاق ص ۱۱۳)

صاحب قبر کی عطاء

آپ نے (یعنی حاجی صاحب) نے فرمایا کہ میرے حضرت (نور محمد) کا ایک جولاہا مرید تھا۔ اور بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان ہوں اور روٹیوں کا محتاج ہوں۔ کچھ دستگیری فرمایئے۔ حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنہ یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا ۔ایک مرتبہ میں زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا۔ اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا مجھے ہر روز وظیفہ مقررہ پائین قبر سے ملا کرتا ہے (شمائم امدادیہ ص ۸۴ امداد المشتاق ص ۱۱۷)

صاحب تصرف سے فریاد

حاجی صاحب نے فرمایا ایک بار مجھے ایک مشکل آئی اور حل نہ ہوتی تھی۔ میں نے حطیم میں کھڑے ہو کر کہا کہ تم تین سو ساٹھ یا کم زیادہ اولیاالله کے یہاں رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر کس مرض کی دوا ہو۔ یہ کہہ کر میں نے نماز نفل شروع کر دی۔ میرے نماز شروع کرتے ہی ایک آدمی کالا سا آیا اور وہ بھی نماز میں مصروف ہو گیا۔ اس کے آنے سے مشکل حل ہو گئی۔ (شمائم امدادیہ ص ۸۶ امداد المشتاق ص ۱۲۱) (کرامات امدادیہ ص ۵۷)

اوتاد و ابدال

حاجی صاحب نے فرمایا کہ اوتاد جمع وتد کی ہے بمعنی میخ چونکہ ان کی بدولت آفات و زلزلات سے

حفاظت رہتی ہے۔ لہذ اوتاد کہتے ہیں اور ابدال کہ سات ہیں اور ہر اقلیم میں مقرر ہیں۔ جب ایک ان میں فوت ہوتا ہے دوسرا قائم کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ابدال کہتے ہیں (شمائم امدادیہ ص ۱۷)

روحانی فیض

حاجی صاحب نے فرمایا اویسیہ وہ گروہ ہے جو کسی بزرگ کی روح سے مستفید ہوا ہو جیسے حضرت اویس قرنی زیارت جناب رسالت مآب سے معذور رہے مگر آنحضرت سے فیضیاب ہوئے۔ اس مناسبت سے اویسیہ اویس سے منسوب کیا گیا جیسا کہ حضرت حافظ روحانیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت ابوالحسن خرقانی روحانیت بایزید بسطامی قدس سرہ سے کہ سو سال بعد وفات حضرت پیدا ہوئے تھے فیضیاب ہوئے (شمائم امدادیہ ص ۵۴)

اجمیر شریف

ایک شخص نے اجمیر شریف کہا۔ دوسرے نے کہا اجمیر اجمیر ہے۔ شریف کیونکر ہو گیا۔ اس نے جواب دیا کہ تمہارا امزاج تو شریف کہا جاوے اس پر خوش ہوتے ہو اور منع نہیں کرتے ہو اور اجمیر کی شرافت کہ مقبولان الٰہی کی وجہ سے پیدا ہوئی اس کا انکار (شمائم امدادیہ ص ۶۸)

تصور شیخ

حاجی صاحب نے فرمایا کہ لوگوں نے تصور شیخ کو کفر و شرک لکھا ہے بدلیل ماھذہ التماثیل التی انتم لہا عکفون اور تصور نور کو روا کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عوام کی نظر ظاہر پر تھی لہذ ازجر کیا گیا اور نظر صوفی باطن اور حقائق پر ہوتی ہے۔ شیخ چونکہ میزاب الٰہی ہوتا ہے۔ عارف اس سے آب (فیض) حاصل کرتا ہے اور میزاب پر (صورت ظاہر انسانیہ شیخ) پر توجہ نہیں رکھتا اگر شیخ غیر ہے تو نور بھی غیر ہے پس یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۵۶۔ امداد المشتاق ص ۶۷)

مراقبہ

محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ تباہی میں تھا۔ میں مراقب ہو کر آپ (حاجی صاحب) سے ملتجی ہوا۔ آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا

(شمائم امدادیہ ص ۸۸ کرامات امدادیہ ص ۵۹)

فریاد رسی

ایک بار میرے بھتیجے حج کو آئے تھے آگبوٹ تباہی میں آگیا تھا۔ حالت مایوسی میں انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک طرف حاجی صاحب اور دوسری طرف حافظ جیو صاحب آگبوٹ کو شانہ دیئے ہوئے تباہی سے نکال رہے ہیں۔ صبح معلوم ہوا کہ آگبوٹ دو دن کا راستہ طے کر کے صحیح سلامت کنارے پر لگ گیا ہے (شمائم امدادیہ ص ۶۴ ۔ امداد المشتاق ص ۱۴۱)

دم درود

تب (حضرت حاجی صاحب) سے عرض کیا کہ حضرت کچھ آپ دم فرمادیں۔ سنا گیا ہے کہ دم کرتے ہی ہوش آ گیا۔ (کرامات امدادیہ ص ۳۴)

دیوبندیوں کے اعلیٰحضرت

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں وہاں سے واپسی میں عرصے تک والد صاحب بیمار تھے انجام کار اعلیٰ حضرت (حاجی صاحب) کے پانی پڑھے ہوئے سے صحت کامل ہوئی (کرامات امدادیہ ص ۳۴)

علی مشکل کشا

حاجی صاحب اپنے منظومہ شجرۂ طریقت میں فرماتے ہیں ہادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے۔
(سلاسل طیبہ مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ ہرنولی میانوالی ص ۱۰۲)

تعویذ کی برکت

حاجی صاحب نے فرمایا کہ امروہے میں ہندو تھا۔ حضرت عبدالباری سے کمال اعتقاد رکھتا تھا۔ اس نے آپ سے عرض کیا کہ میرے کوئی اولاد نہیں تعویذ دیجیے۔ حضرت نے تعویذ دے کر فرمایا کہ ابھی تو اپنی بیوی کے بازو پر باندھ دو اور بعد تولیدِ فرزند اس کے بازو پر باندھ دینا۔ تعویذ کی برکت سے اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ جب وہ تمیز کو پہنچا باغوائے بعض ہنود اس تعویذ کو کھول ڈالا۔ اس میں اوڑی بھنیری ساون آیا لکھا تھا۔ یہ پڑھ کر اس نے تعویذ پھینک دیا۔ تعویذ پھینک کر وہ نہانے کو گیا۔ دریا میں ڈوب کر مر گیا (شمائم امدادیہ ص ۸۵)

تعویذ برائے افلاس

فرمایا کہ آج ہمارے گھر میں ذکر تھا کہ ہمارے وطن میں ایک گھر میں افلاس تھا۔ انہوں نے آپ سے تعویذ مانگا آپ نے ان کو تعویذ عنایت کیا۔ اس کی برکت سے چند روز میں ان کی حالت مبدل بہ غنا ہو گئی (شمائم امدادیہ ص ۱۰۱)

بزرگوں کے سامنے ہاتھ باندھنا

حاجی صاحب فرماتے ہیں

باندھ کر ہاتھ کروں عرض بصد عجز و نیاز

خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے (نالہ امداد غریب)

قدم بوسی

حاجی صاحب بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں

یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو۔ وصل کا آج اشارہ شہ والا ہووے (نالہ امداد غریب)

بزرگوں کے قدم پر سر رکھنا

حاجی صاحب فرماتے ہیں

دوڑ کر سر قدم پاک پہ رکھ دوں اپنا دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے

یا رسول اللہ سے فریاد

حاجی صاحب لکھتے ہیں

اے رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے (نالہ امداد غریب)

رسول اللہ مشکل کشا ہیں

حاجی صاحب بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے (نالہ امداد غریب)

رضائے حق رضائے مصطفیٰ ہے

حاجی صاحب لکھتے ہیں

محمد کی مرضی ہے مرضی خدا کی ۔ خدا کی رضا ہے رضائے محمد (نالہ امداد غریب)

عطاء مصطفیٰ

حاجی صاحب لکھتے ہیں

آپ کی بخشش وانعام کی کچھ حد ہی نہیں ہے

قلیل آپ کا بس اور کی تکثیر عبث (گلزار معرفت)

نور احمد

حاجی صاحب لکھتے ہیں

نور احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو ۔ دیکھتے ہو ماہ وخورشید کی تنویر عبث

مختار نبی

حاجی صاحب لکھتے ہیں

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں میں

بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ (گلزار معرفت)

عباد النبی

حاجی صاحب لکھتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت ﷺ واصل بحق ہیں عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم الآیۃ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت ﷺ ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے فرمایا۔ کہ قرینہ بھی انہی معنی کا ہے۔ آگے فرماتے ہیں لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا من رحمتی تا کہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔ فرمایا اے واہ واہ"

(شمائم امدادیہ ص ۷۱۔ امداد المشتاق ص ۹۲)

؎ اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ (گلزار معرفت)

واسطہ ء جبرائیلہ

ایک صاحب نے حضرت حاجی صاحب کی جانب یہ منسوب کیا کہ جبرائیل علیہ السلام خود آئینہ تھے رسول اللہ ﷺ کے۔ اس آئینہ میں حضور نے اپنے آپ کو دیکھا تو آپ خود اپنے سے مستفیض ہوئے اور جبرائیل علیہ السلام سے آپ کیا فیض لیتے۔ چونکہ بدوں آئینہ کے صورت نظر نہیں آتی اس لیے اس واسطہ ء جبرائیلہ کی ضرورت ہوئی (امداد المشتاق ص ۱۵۹)

سیدنا غوث الاعظمؒ

حاجی صاحب نے فرمایا ہے ''اور اسی ظلیت سے ناشی ہے۔ وہ واقعہ کہ سیدنا حضرت غوث اعظم الی آخرہ'' (امداد المشتاق ص ۱۵۸)

حلقہ ء ذکر

حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ حلقہ میں ذکر کرنا کچھ مضائقہ نہیں جیسے سماع چند شرطوں سے (۱) زمان یعنی وقت نماز کا نہ ہو (۲) مکان یعنی محفوظ جگہ ہو کہ شور و شغب وہاں نہ پہنچ سکتا ہو (۳) اخوان یعنی تمام آدمی ہم جنس ہوں۔ یہاں تک کہ قوال بھی اہل ذکر ہو۔ جب سب باتیں یک جا ہوتی ہیں لذت و کیفیت حاصل ہوتی ہے (شمائم امدادیہ ص ۵۴)

کثرت ذکر الٰہی

حاجی صاحب نے فرمایا۔ ''بعضے (لوگ) کثرت ذکر سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہر دم ذکر کرنا بدعت ہے۔ اور بے اصل۔ میں کہتا ہوں آیات کثیرہ سے دوام کثرت ذکر ثابت ہوتا ہے۔ پھر چند آیات متعلقہ ذکر الٰہی نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ ہر دم اللہ اللہ کرنا چاہیے۔ (شمائم امدادیہ ص ۵۶)

ذ کر جہر

حاجی صاحب نے فرمایا۔ ''ایک آدمی خاندان نقشبندیہ میں مرید تھا۔ لیکن اس کی طبیعت ذکر بالجہر سے مناسب تھی اور ذکر جہر سے اس کو لذت ملتی تھی ۔اس کے مرشد نے تلقین ذکر خفی کی۔ ترک جہر سے انقباض ہو گیااور وہ لذت جو حاصل ہوتی تھی جاتی رہی۔ مجھ سے اپنا حال بیان کیا میں نے کہا کہ ہر شخص کو ایک ذکر مخصوص سے مناسبت ہوتی ہے۔ بعض کو خفی سے بعض کو جلی سے ۔بعض کو خیال اور تصور سے۔ تمہارے لئے ذکر جلی مناسب ہے نہ کہ خفی ۔اس نے مرشد کی تعلیم کا عذر کیا۔ میں نے جواب دیا کہ جب یہ عذر تھا تب عرض حال کیا ضرور تھا۔

(کرامات امدادیہ ص ۵۰)

شجرۂِ طریقت کا ورد

بالا خانے سے حضرت حاجی صاحب نے دادی کا لفافہ لا کر دیا اور فرمایا پڑھو۔ میں نے عرض کیا کہ عبدالفتاح بن سید مصطفیٰ نے شہر لازقیہ سے دو شجرے ایک نقشبندیہ آفاقیہ نصیریہ امدایہ کا اور دوسرا چشتہ صابریہ امدایہ کا عربی میں نظم کر کے بھیجے ہیں اور لکھا ہے کہ مجھے ہاتف غیب نے ندا دی ہے کہ لبیک لبیک باجاتہ الماسول اور اس قدر فتوح اور فیوض ان ناموں کی برکت سے حاصل ہوئے ہیں کہ اس سے پہلے کبھی حاصل نہیں ہوئے تھے۔ (امداد المشتاق ص ۱۵۰)

مقام شیخ

حاجی صاحب نے فرمایا۔ ''الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ اور من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اھل التصوف وغیرہ کو صوفیہ نے حدیث کہا ہے۔ دراصل یہ سب احادیث ہیں۔

(امداد المشتاق ص ۵۴)

نگاہ ولی کی تاثیر

میں نے حضرت حاجی صاحب سے سنا ہے کہ ایک بزرگ مشغول بحق بیٹھے ہوئے تھے ایک کتا سامنے سے گزرا۔ اتفاقاً اس پر نظر پڑ گئی۔ ان بزرگوں کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اس کی نگاہ کا اس کتے پر اتنا اثر پڑا کہ جہاں کہیں وہ جاتا تھا اور کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے اور جہاں بیٹھتا

سارے کتے حلقہ باندھ کر اس کے ارد گرد بیٹھ جاتے تھے پھر حاجی صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ وہ کتوں کے لئے شیخ بن گیا (امداد المشتاق ص ۱۵۷)

قُم باذنی

حاجی صاحب نے فرمایا۔'' کہ قم باذنی قرب نوافل ہے مرتبہ الوہیت میں کہ عروج میں پیش آتا ہے۔ جیسا کہ شمس تبریز پر گزرا اور قم باذن اللہ قرب فرائض ہے اور یہ نزول بعد عروج میں پیش آتا ہے جیسا حضرت عیسیٰ اس مرتبہ میں تھے اور یہ مرتبہ اعلیٰ ہے اول سے۔ شرک و کفر کہنا اس کو (قم باذنی کو) جہل ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۵۸)

محبت کا وسیلہ

حاجی صاحب لکھتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تم عزیزوں کے کمالات کی وجہ سے فقیر کے نقصان و عیوب چھپ گئے ہیں۔ وہ تمہاری محبت نے اکسیر کا کام کیا ہے انشاء اللہ تعالی قیامت میں بھی ایسی ہی ستاری کی امید ہے اور تمہاری محبت کا وسیلہ ہے (مکاتب رشیدیہ بحوالہ امداد المشتاق ص ۱۸۷)

بزرگوں کی جگہ میں برکت

مولانا اشرف علی نے عذر کیا کہ آج بعض مقامات متبرکہ کی زیارت کو گیا تھا اس کی وجہ سے حاضری میں دیر ہو گئی۔ ارشاد فرمایا جائے بزرگاں بجائے بزرگاں۔ زیارت آثار بزرگان میں برکت ہوتی ہے (شمائم امدادیہ ص ۴۴)

بزرگوں کا بتایا ہوا وظیفہ

حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کمی بیشی روا نہیں ہے ایک بزرگ نے کسی کو قل ھو اللہ احد تعلیم کیا۔ اس نے قل ھو اللہ پڑھا۔ کچھ اثر نہ ہوا فرمایا میری زبان سے پڑھو جیسا تعلیم کیا ہے۔

(شمائم امدادیہ ص ۷۷)

ہر جگہ اولیاء ہیں

حاجی صاحب نے فرمایا ہے کہ کوئی جگہ اولیاء اللہ سے خالی نہیں ہے قال اللہ تعالی وان من قریۃ الا خلافیھا نذیر۔ حرم مکہ مکرمہ میں نماز پنجگانہ میں تین سو ساٹھ اولیاء اللہ شریک ہوتے ہیں اور جب اولیاء اللہ باقی نہ رہیں گے قیامت واقع ہو گی۔ اولیاء اللہ عالم کے دعائم ہیں یعنی ستون (شمائم امدادیہ ص ۵۵)

کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ کی حقیقت

ہم جس وقت قدم بوس ہوئے تو حضرت قبلہ (حاجی صاحب) نے اول ہی مولوی سابق صاحب کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ میاں محمد سابق ہندوستان میں لوگوں میں عجیب عجیب طرح کے نزاعات واقع ہو رہے ہیں۔ سنا ہے کہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے اوپر بھی لوگ اشتباہ کرتے ہیں کہ وہ فقیر کا لکھا ہوا نہیں ہے مگر افسوس ہے کہ یہ نہیں دیکھتے کہ خواہ کسی کا لکھا ہو احق بات کو سمجھیں اور وہ رسالہ فقیر ہی نے لکھا ہے۔ (امداد المشتاق ص ۱۷۹)

بیعت

اور یہ مجمع کو وہیں کھڑا کر کے حضرت مولانا کا ہاتھ پکڑ کر ایک جانب لے گئے (اور حاجی صاحب نے) یہ الفاظ فرمائے کہ اگر تم میں سے کوئی بیعت کی درخواست کرے تو بیعت کر لینا۔ میں نے عرض کیا مجھ سے کون درخواست کرے گا؟ اعلی حضرت حاجی صاحب نے فرمایا تمہیں کیا جو کہتا ہوں وہ کرنا (تذکرۃ الرشید بحوالہ امداد المشتاق ص ۲۳)

تقلید

حاجی صاحب نے فرمایا غیر مقلدین انکار تقلید کرتے ہیں۔ یؤمنون بالغیب میں صاف اشارہ ہے بلکہ تصریح تقلید موجود ہے۔ حنفی شافعی کی تقلید سے منع کرتے اور اپنی تقلید کا حکم کرتے ہیں کیونکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ تقلید کوئی چیز نہیں۔ ہم تقلید نہیں کرتے ہیں۔ تم بھی نہ کرو مستلزم اس کا ہے کہ ہمارے طریقے پر چلو اور ہماری پیروی اختیار کرو۔ پس اس میں حکم تقلید کا کرتے ہیں۔
(امداد المشتاق ص ۸۳)

غیر مقلد وہابی

اور غیر مقلد لوگ کہ فی زمانہ دعوٰی حدیث دانی کرتے ہیں حاشاو کلا کہ حقانیت سے بہرہ نہیں رکھتے تو اہل حدیث کے زمرے میں کب شامل ہو سکتے ہیں بلکہ ایسے لوگ دین کے رہزن ہیں۔ان کے اختلاط سے احتیاط کرنا چاہئے۔(شمائم امدادیہ ص ۲۷)

فقہاء کی فضلیت

اور فقہاء احادیث نبوی کو روایۃً اصحاب حدیث سے اخذ کرتے ہیں۔اور درایۃً حضرت حق سے فیضان حاصل کرتے ہیں لقولہ ﷺ فلیبلغ الشاھد الغائب الیٰ آخرہ الحدیث) یہ لوگ (فقہاء) محدثین پر فضلیت رکھتے ہیں اور ان کو فہم وادراک بکمال مرتبہ عنایت ہوا اور احادیث سے استنباط کرتے ہیں۔اور غور و تعمق سے احکام و حدود ترتیب دیتے ہیں اور ناسخ اور منسوخ مطلق مجمل، مفسر خاص عام محکم متشابہ میں امتیاز رکھتے ہیں۔یہ جماعت مبین احکام و نشان اسلام ہے (شمائم امدادیہ ص ۲۸)

حاجی صاحب اکابرین دیوبند کی نظر میں

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی جن کی تعلیمات گزشتہ صفحات میں نقل کی گئی ہیں اکابرین دیوبند کے ممدوح اور پیر و مرشد ہیں اور دیوبند کے بڑے بڑے مولویوں نے ان کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے۔چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی ان الفاظ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔''بندے از تذکرہ شیخ العلماء سید العرفاء حجت اللہ فی زمانہ و آیۃ اللہ فی اوانہ اعلیٰحضرت مرشدنا وہادینا الحاج الحافظ الشاہ محمد امداد اللہ قدس و افاض علینا برہ' (امداد المشتاق ص ۲) اور مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں وبنام نامی اسم سامی و افتخار المشائخ الا علام مرکز الخواص والعوام و منبع البرکات القدسیۃ مظہر الفیوضات المرضیۃ معدن العوارف الالھیہ مخزن الحقائق مجمع الدقائق سراج اقرانہ قدوۃ اہل زمانہ سلطان العارفین، ملک التارکین، غوث الکاملین غیاث الطالبین الذی کلت السنۃ الا قلام عن مدائحہ البالغۃ وعجزت عن توصیف شمائلہ الکرام الساطعۃ بفیظ الاولون والاخرون من شعارہ وبجسد والفاجرون والغافلون من دثارہ مرشدی معتمدی وسیلۃ یومی وغدی مولائی و ملتجئی سیدی، سندی الشیخ الحاج المشتہر

بامداد اللہ الفاروقی التھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ بالارشاد والہدیۃ وازال بذاتہ المطہرۃ الضلالۃ۔

اور عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں میں نے اپنے روحانی چچا حافظ ضامن کے ارشاد پر اپنے روحانی باپ ہادی ومرشد شیخ اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی شاہ صاحب کے دامنِ فیضان سے استعانت لے کر ترجمہ کیا (ارشاد الملوک ص ۷)

اور حسین احمد مدنیؒ لکھتے ہیں۔ وبجاہ شیخ المشائخ مولانا الحاج الحافظ الشیخ امداد اللہ المہاجر قدس اللہ سرہ العزیز (سلاسل طیبہ ص ۸۶)

آخری گزارش

الغرض ہم نے معتمد دیوبندی مولویوں کی خانہ زاد کتابوں سے ان کے ممدوح اور پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی یہ تعلیمات وہدایات نقل کر دی ہیں تا کہ اگر کوئی منصف مزاج حق شعار غیر متعصب شخص حاجی صاحب موصوف اور امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب بریلوی کے عقائد ونظریات اور تعلیمات وارشادات میں موازنہ کرے تو وہ اس حقیقت کو پا لے گا کہ ان دونوں بزرگوں کی تعلیمات وعقائد ونظریات میں کافی حد تک مماثلت ویکسانیت ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہو جائے کہ دیوبندی بریلوی نزاع کی بنیاد اعلیٰحضرت بریلوی کے عقائد ونظریات نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ تو قدیم سنی مسلک کے داعی اور ترجمان ہیں بلکہ اس نزاع کی اصل بنیاد صرف اور صرف وہ دیوبندی مولوی ہیں جنہوں نے قدیم سنی مسلک اور اپنے پیرومرشد حاجی صاحب موصوف کے عقائد ونظریات سے ہٹ کر نئے نئے گمراہ کن عقائد ونظریات کا بیج بویا۔ لہٰذا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ سنی بریلوی مسلک حقہ پر سختی سے کاربند رہیں۔ یہی ہدایت اور نجات کا راستہ ہے۔ وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ الرسالۃ المبارکۃ تقبلہا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔ الحمد للہ علی ذالک وھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ المقالۃ المبارکۃ تقبلہا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

امابعد ۱۳۹۸ھ میں راقم الحروف فقیر حیدری رضوی غفراللہ تعالیٰ لہ نے کتاب السیف الحدید علی عنق الخادع العنید عربی زبان میں دیوبندیوں کے وہابی العقیدہ ہونے کے ثبوت میں تالیف کی تو مناسب معلوم ہوا کہ علماء حق سے دیوبندی مذہب کے بارہ میں عربی زبان میں فتوے بھی حاصل کر لیے جائیں۔ الحمد للہ چند بزرگان دین نے حسبۃً للہ فقیر کے پیش کردہ استفتاء کا جواب عربی زبان میں لکھ کر مرحمت فرمایا۔ اس مقالہ میں افادہ عامۃ المسلمین کی خاطر ان جوابات میں سے صرف تین کا اردو ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دینی خدمت کو شرف قبولیت بخشے اور مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارہ میں کہ آجکل کے دیوبندی (۱) لوگ وہابی العقیدہ ہیں یا نہیں؟ اور کیا دیوبندیوں کا مذہب عین اہل سنت کا مذہب ہے یا اس موجود زمانہ میں حادث ہوا ہے۔ بینوا توجروا
(السائل ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری سہنسہ آزاد کشمیر)

حضرت مولانا مفتی مہردین صاحب لاہور والوں کا جواب

اگرچہ آجکل دیوبندی مولوی تقریر و تحریر میں یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اہل سنت و جماعت ہیں لیکن در حقیقت وہ وہابیوں کے بھائی ہیں۔ کیونکہ وہابیوں اور دیوبندیوں کے عقائد متناسب اور اکثر احوال میں متحد ہیں۔ اور ان کا بعض اہل سنت و جماعت کے اعمال مثلاً تقلید و تراویح وغیرہ کا بجالانا اپنے بعض مفادات کے حصول کے لیے ہے۔ دیوبندیوں کا یہ وطیرہ ان منافقین کے وطیرہ کی طرح ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور قرآن پاک کے نزول کے وقت میں کلمہ، توحید اور رسالت کا اقرار اپنے بعض اغراض کے حصول کے لیے کرتے تھے۔ جیسا کہ یہ بات ہر اس شخص پر

۱۔ تبلیغی جماعت دیوبندی مذہب سے تعلق رکھتی ہے مسلمان اس سے کنارہ کشی کی کوشش کریں

عیاں ہے جو قرآن پڑھتا اور اس میں غور و فکر کرتا ہے۔

اور تو جان اللہ تجھے ہدایت دے کہ بیشک دیوبندیوں کا مذہب اور ان کے اختراع کردہ عقائد و نظریات زمانہ قریب میں خیر القرون سے مدتِ مدید کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اور وہ قطعاً اہل سنت و جماعت نہیں ہیں۔ کیونکہ اہل سنت کا مسلک وہ ہے جس پر نبی علیہ السلام اور ان کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے جیسا کہ حدیث **علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین** اور حدیث **ماانا علیه واصحابی** کا یہی منشاء ہے اور جو کچھ سنت معہودہ سے ثابت ہوا ہو وہ اہل سنت و جماعت کا اعتقاداً و عملاً مذہب ہے بخلاف دیوبندی مولویوں کے کہ انہوں نے اپنا جو مذہب پیدا کیا وہ مدت مدید کے بعد پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ ان کے امور بدعات و مخترعات کو سب سے پہلے نجدی وہابی لوگوں نے پیدا کیا پھر دیوبندیوں نے ان کے اعتقاد و اعمال وغیرھما میں انکی تقلید کی تا کہ وہ اپنے جانے پہچانے مقاصد اور مقصودہ اغراض کو حاصل کریں سو ثابت ہو گیا کہ دیوبندی گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے اور وہ اہل سنت و جماعت میں نہیں ہے جیسا کہ ان کے اقوال و احوال سے ظاہر ہے جو خود انہوں نے اپنی کتابوں میں ذکر کیے ہیں اور یہ بات ہر اس شخص پر مخفی نہیں جس نے ان کے اقوال و احوال کا مطالعہ کیا ہے اور اگر تو اس مسئلہ میں زیادہ تحقیق کا خواہاں ہے تو تجھے میری کتاب ''شفاعت کی حقیقت'' کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ سو یہ کتاب تجھے پوری شفا بخشے گی۔ ان شآ اللہ تعالیٰ وھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب محمد مہر الدین عفی عنہ مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان گنج بخش۔ لاہور

قد اصاب ما اجاب استاذ الکل فی الکل سیدی و شیخی حضرت مولانا محمد مهر الدین دامت بر کا تهم العالیة القدسیة وانا اضعف العباد المد عو بمحمد صادق علوی نقشبندی خویدم الطلبة بدارلعلوم حزب الاحناف لاهور . مورخه ۲۶اپریل ۱۹۷۸ء

مفتی سید افضل حسین شاہ صاحب کا جواب

الجواب: ۔ سائل نے جب عربی زبان ہی میں جواب کا مطالبہ کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ بلاشبہ

دیوبندی وہابیوں کا ایک فرقہ ہے اور وہابیہ نجد میں پیدا ہوئے۔ جس کے بارہ میں رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔ **هنالک الز لازل والفتن ویطلع بها قرن الشیطان** ۔وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور اس میں ایک شیطانی گروہ ظاہر ہو گا **رواہ البخاری عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما** ۔

وہابیوں کے پیشوا عبد الوھاب نجدی اور اس کے پیرو کاروں نے تیرھویں صدی ہجری میں حرمین طیبین پر حملہ کیا تو فتنوں میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ علامہ ابن عابدین شامی نے ان میں سے چند خوفناک واقعات ردالمحتار باب البغاۃ میں ذکر کیے اور ان کے الفاظ یہ ہیں۔ **کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجدو تغلبوا علی الحرمین وکانو اینتحلون مذھب الحنا بلة لکنھم اعتقد وا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقاد ھم مشرکون واستبا حوا بذلک قتل اھل السنة و قتل علماء ھمٓ حتی کسر الله شو کتھم و خرب بلا دھم وظفر بھم عساکر المسلمین عام ثلاث و ثلاثین و مائتین والف** ۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے پیرو کاروں کے بارہ میں واقع ہوا۔ جو نکلے اور حرمین پر غالب ہو گئے۔ جو حنبلی مذہب کی طرف منسوب ہوتے تھے۔ لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے مخالف ہیں مشرک ہیں۔ اپنے اسی عقیدہ کی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور اہل سنت کے علماء کا قتل مباح ٹھہرایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲۳۳ھ میں ان کے غلبہ کو توڑا اور ان کے شہروں کو برباد کیا اور ان پر مسلمانوں کے لشکروں کو فتح بخشی۔ پھر یہ فتنہ ہندوستان میں پہنچا اور ہندوستان میں اس فتنہ کا رئیس معلم ثانی اسماعیل دہلوی ابن عبد الوہاب کی طرح ہوا ہے۔ کیونکہ اس کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ صرف وہ اور اس کے پیرو کار مسلمان ہیں۔ اور ان کے ماسوا سب لوگ کفار و مشرکین ہیں۔ پھر وہابیوں کا ہندوستان میں یہ فرقہ دو ٹولیوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک ٹولی نے ائمہ کی تقلید اختیار کی اور دوسری ٹولی نے تقلید کو حرام قرار دیا۔ یہاں تک کہ وہ آپس میں تقلید کے مسئلہ میں جھگڑنے لگے۔ تو مقلدین وہابیہ نے غیر مقلدین وہابیہ کو گمراہ قرار دیا اور غیر مقلدین نے مقلدین وہابیہ کو کافر قرار دیا اور ان پر شرک کا فتویٰ عائد کیا۔ جیسا کہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کی کتاب النھی الاکید میں مذکور ہوا۔

اور مولانا جمیل الرحمٰن رضوی بریلوی نے کتاب ظفر الاسلام میں فرمایا ''اب وہابیوں کا

مرکز دیوبند میں ہے اور وہابی کو پہچاننے کی سب سے آسان علامت یہ ہے کہ وہابی قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی۔ خلیل احمد انبیٹھوی اور محمود الحسن دیوبندی کو امام و مقتدا عالم دین اور صالح متقی سمجھتا ہے اور ان کے مریدوں اور عقیدت مندوں کی کتابوں کو اچھا جانتا ہے"

اور علامہ احمد حسن کانپوری کے فتاویٰ کے حاشیہ میں ہے "حنفی وہ ہے جو امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرے اگرچہ وہ ان کے عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھے۔ معتزلی ہو یا سنی یا ان دونوں کے ماسوا اس بناء پر غیر مقلدین نہ ہی سنی ہیں اور نہ ہی حنفی اور دیوبندی حنفی ہیں لیکن سنی نہیں ہیں۔ پس دیوبندی محمد بن عبد الوہاب کے اعتقاد میں پیرو کار ہیں اور عمل میں امام ابو حنیفہ کے پیرو کار ہیں اور غیر مقلدین عمل واعتقاد دونوں میں وہابی ہیں"

اور کتاب حسام الحرمین میں کتاب المعتمد المستند سے منقول ہے کہ مصنف کتاب ھذا میں فرماتے ہیں "ہمیں ان اشقیاء میں سے ان بعض کو شمار کرنا چاہیے۔ جو ہمارے زمانوں اور ہمارے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ دینی فتنے بہت تاریک ہیں اور ان فتنوں کی اندھیریاں متراکم ہیں۔ سو ان کفار کے کفر پر تنبیہ کرنا واجب ہے جو اسلام کے نام پر اپنے آپ کو چھپائے ہوئے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

سو ان اشقیاء میں سے ایک مرزائی فرقہ ہے اور ایک وہابیہ امثالیہ خواتمیہ فرقہ ہے اور وہ تین فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک امیریہ فرقہ ہے جو امیر حسن سہوانی کی طرف منسوب ہے اور دوسرا قاسمیہ فرقہ ہے جو قاسم نانوتوی (بانی دار العلوم دیوبند) صاحب تحذیر الناس کی طرف منسوب ہے اور تیسرا فرقہ وہابیہ کذابیہ ہے۔ جو رشید احمد گنگوہی کا پیرو کار ہے آخر تک "اور دیوبندیوں کے ایک بڑے شخص نے کہا کہ "محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے رشید احمد گنگوہی عفی عنہ" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)

اور اسی گنگوہی نے دوسرے مقام پر کہا ہے کہ "عقائد میں سب متحد سب مقلد غیر مقلد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی بقلم مولوی محمد یحییٰ

صاحب (فتاوٰی رشدیہ ص ۱۸۵)

کتبہ ' السید محمد افضل حسین غفر له رب الکونین مفتی الجامعه القادریه الرضویه بلدفیصل آباد فی ثمان و عشرین من جمادی الاولی '۱۳۹۸ھ

مولانا مفتی محمد امین صاحب کا جواب

بسم الله الرحمن الرحیم نحمده و نصلی علی رسوله الکریم و علی 'اله واصحابه اجمعین . سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا اور انہیں سارے جہان والوں کے لیے رحمت بنایا تو جملہ انبیاء اور مرسلین اور ملائکہ مقربین اور ساری مخلوق کو ان کی رحمت کے دامن میں داخل کیا اور ان کے رب نے ان کی تعظیم کی اور انہیں جلالت عطا کی اور ان کی قدر کو بلند کیا۔ اس حیثیت سے کہ جو شخص انہیں گالیاں دے یا ان میں کوئی عیب ثابت کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اگر چہ وہ حاجی ہو یا نمازی یا عالم یا مدرس یا مصنف بلکہ اگر چہ وہ رات بھر عبادت کرنے والا اور دن بھر روزے رکھنے والا ہو۔ ان کے گستاخ پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید ہے اور یہ عقیدہ صحابہ کرام کے عہد سے اجماعی چلا آرہا ہے۔ اے میرے معبود تو اپنے حبیب اور اپنے رسول اور اپنے صفی اور اپنے خلیل پر اور ان کی آل اور جملہ اصحاب پر درود و سلام بھیج۔

امابعد: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بہترین عمل اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر عداوت رکھنا ہے۔ اے میرے بھائی اسی وجہ سے میں تمہارے اس سوال کا جو تم نے مجھ سے پوچھا ہے جواب اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رسول کریم حبیب عظیم ﷺ کی محبت کے لیے دے رہا ہوں۔ سو میں کہتا ہوں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار پاکستان میں دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک گروہ اہلحدیث کہلاتا ہے اور یہ لوگ چار اماموں میں سے کسی امام کی تقلید کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور دوسرا گروہ دیوبندی کہلاتا ہے اور یہ لوگ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ دونوں گروہ وہابی ہیں یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقیدوں کے موافق عقیدہ رکھتے ہیں اور جو سوال تم نے مجھ سے پوچھا اس کے لیے چند شواہد موجود ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ دیوبندیوں کے امام ثالث رشید احمد گنگوہی (جس کو دیوبندیوں

نے قطب عالم اور غوث اعظم کا لقب دیا ہے جیسا کہ ان کی کتاب تذکرۃ الرشید میں ہے) کا یہ قول ہے کہ "محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے روکتا تھا۔ مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۷)

اور اس نے یہ بھی کہا کہ "محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)

اور اس نے یہ بھی کہا کہ "اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۶)

اور ان میں سے دوسرا شاہد یہ ہے کہ دیوبندی مولویوں نے کتاب تقویۃ الایمان مولفہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تعریف بیان کی ہے۔ اور اس کے مطالعہ کی ترغیب دی ہے۔ اور یہ کتاب امام الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب کتاب التوحید کا ترجمہ ہے جیسا کہ خواجہ محمد حسن جان مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ وہ فرماتے ہیں کہ "ہندوستان میں اس وہابی ٹولہ کا پہلا استاد مولوی اسماعیل دہلوی ہے جس نے تقریباً ۱۲۵۰ھ میں ہندوستان میں ظہور کیا اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا فارسی زبان میں ترجمہ تقویۃ الایمان کے نام سے کر کے اسے ہندوستان میں شائع کروایا۔ اور اس کے بعد صراط مستقیم وغیرہ رسائل مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اسلام کی رہزنی کے لیے تالیف کیے۔ (الاصول الاربعہ ص ۱)

اور رشید احمد گنگوہی نے کہا ہے کہ "کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۱)

اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ "کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اور ردِ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کا بالکل کتاب و احادیث سے ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے فاسق اور بدعتی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۱)

اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ''مولوی محمد اسماعیل صاحب علم متقی اور بدعت کو اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت دینے والے تھے۔ وہ تمام عمر اسی حال میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۱)

بہت سے دیوبندی مولویوں نے اپنے امام رشید احمد گنگوہی کے ان مفتیٰ بہ اقوال پر تقریظیں لکھیں اور انہیں درست قرار دیا۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔
محمد حسن، محمد علی، اسماعیل گنگوہی، امیر حسن، عنایت الٰہی سہارنپوری، احمد علی، عبدالرب، اکبر علی عبدالقادر دہلوی، محمد شریف، میاں محمد دہلوی، عبدالشکور، شفاعت اللہ، عبدالاول، نہال احمد قریشی، خلیل احمد، محمد رفیع، ابوالعقیق، محمد صدیق اور محمد حسین وغیرہم۔
(تتمہ کتاب تقویۃ الایمان ص ۹۰، ۱۰۰)

سو اب میں تمہیں تقویۃ الایمان کے بعض عقیدے بتاتا ہوں تاکہ تم پر یہ ظاہر ہو جائے کہ کیا یہ اہل سنت کے عقیدے ہیں یا وہابیوں کے عقیدے ہیں۔ سو میں یہ کہتا ہوں کہ تقویۃ الایمان کے مؤلف نے کہا ہے کہ
''جو غیر خدا کو پکارے اور اس کی نذر مانے اور اسے وکیل یا سفارشی بنائے گو اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۸)
پھر اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ''پھر اس میں اولیاء و انبیاء جن و شیاطین وغیرھم کے درمیان کوئی فرق نہیں''

پھر اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ''پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۱)
اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ''قبر کو بوسہ دینا اور غیر اللہ سے مدد طلب کرنا اور قبر پر مجاور بننا اور کسی قبر کے ماحول کا ادب کرنا ان سب باتوں سے شرک ثابت ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ

ہی تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۳)

اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان ص ۶۱)

اکابرین دیوبند کے بعض عقائد اور ان کے برے اقوال حسام الحرمین میں مذکور ہیں جو تفصیل چاہے وہ اس کا مطالعہ کرے۔

الحاصل جو کچھ میں نے لکھا ہے اس سے ظاہر اور واضح ہو گیا ہے کہ دیوبندیوں کے عقیدے وہابیوں کے عقیدے ہیں۔ اور یہ کیسے نہ ہو جب کہ خود رشید احمد گنگوہی نے اقرار کیا ہے کہ دونوں فریق یعنی غیر مقلدین وہابیہ اور دیوبندیہ (مقلدین وہابیہ) عقائد میں متحد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رشدیہ ص ۱۸۵)

وهذا ما عندی و الله تعالیٰ ورسوله الاعلیٰ اعلم کتبه ابو سعید محمد امین غفر له و لوالدیه خادم دار الافتاء بدار العلوم الامینیه الرضویة ببلدة لائلفور.

الجواب صحیح و نعم المجیب محمد یوسف غفرله

الجواب صحیح محمد کریم سلطانی عفی عنه خادم دارالعلوم امینیه رضویه محمد پوره. فیصل آباد

آخری گزارش

مسلمان غور فرمائیں کہ علماء حق کے ان تین فتوؤں سے روز روشن کی طرح یہ روشن ہو گیا کہ دیوبندی ہر گز ہر گز سنی نہیں بلکہ وہابی العقیدہ ہیں۔ اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے ہماری کتاب ''تبلیغی جماعت اور وہابیت'' کا مطالعہ فرمائیں۔ الحمد للہ علی ذالک وھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ المقالۃ السبارکۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔ ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

سولہواں مقالہ

دیوبندی بریلوی عقائد کا موازنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین.

سوال: بریلوی اور دیوبندی عقائد و نظریات میں کیا فرق ہے؟

(سائل: مولوی محمد رضا، دیول تحصیل سہنسہ، ضلع کوٹلی آزاد کشمیر)

الجواب بتوفیق الملک الوھاب

متعدد اصولی و فروعی مسائل میں بریلویوں اور دیوبندیوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہم یہاں فریقین کے متنازعہ فیہ عقائد و نظریات میں سے معروف و مشہور کو ذکر کرتے ہیں تاکہ حق طلب اشخاص کو حق پالینے میں دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل ہو جائے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب. ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱: امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۴)

بے شک مسئلہ عموم قدرت جس کا ڈراؤنا سا نام اہل بدعت نے امکان کذب رکھا ہے علمِ غیب کی طرح تیرھویں یا چودھویں صدی کی ایجاد نہیں بلکہ ہمیشہ سے اہل تحقیق اسی کے قائل چلے آئے ہیں (سیف یمانی ص ۹۳)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اللہ تعالیٰ ہر کمال و خوبی کا جامع اور ہر عیب و نقصان سے پاک ہے۔ عیب و نقصان کا اس میں پایا جانا محال ہے۔ اسے جھوٹ پر قادر ماننا بایں معنی کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ محال کو ممکن ٹھہرانا اور حق سبحانہ کو عیبی بتانا ہے۔ جھوٹ، دغا، فریب، ظلم، خیانت، جہل وغیرہا عیوب کا اس کی قدرت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲: پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون

بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے (حفظ الایمان ص ۷)

اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ۔۔۔الی صل غور کرنا چاہیے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلادلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے شرک ثابت کرتا ہے۔ (براھین قاطعہ ص ۵۲)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دے دی ہے۔ زمین وآسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔ نبی کریم کے علم شریف کو جملہ مخلوقات کے علوم سے زیادہ کیا۔ یہاں تک کہ علم ماکان ومایکون آپ کے علم شریف کا ایک حصہ ہے۔ ساری دنیا میں جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے یا قیامت تک ہوگا وہ آپ کے مشاہدہ میں ہے۔ آپ کا علم ملک الموت اور شیطان کے علم سے بدرجہا زیادہ ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں ''بے شک حضرت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموٰت والارض کا شاہد بنایا۔ روزِ اول سے روزِ آخر تک سب ماکان ومایکون انہیں بتایا۔ اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا'' (انباء المصطفےٰ بحال سر واخفی ص ۳)

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳: حضور علیہ السلام پر نام کے طور پر لفظ نور کا اطلاق جائز ہے اور اس کی تائید قرآن مجید میں موجود ہے۔ لیکن مفسرین نے اس امر پر زور دیا ہے کہ نور سے مراد جنس مصطفوی نہیں ہے بلکہ نورِ ہدایت ہے۔ جس کی راہنمائی میں انسان حقائق ومعقولات کا ادراک کر سکتا ہے (براھین اہلسنت ص ۳۱۵)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور علیہ السلام نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نور کو تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا پھر اس نور سے جملہ مخلوقات کو ظاہر فرمایا۔ سورج، چاند، ستاروں اور جملہ مخلوقات اور اجرام نوری کی نورانیت آپ کے نور ہی کا پرتو ہے۔ آپ ہر حسی ومعنوی نور کی اصل اور

سرچشمہ ہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴: یہ روایت (حضور کے سایہ نہ پڑنے کی) کتب صحاح میں نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۲)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور علیہ السلام نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اس لیے آپ کا سایہ نہ تھا۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۵: رسول اللہ ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ بالکل بے اصل بلکہ نصوص شرعیہ صریحہ کے خلاف اور مشرکانہ عقیدہ ہے (حاضر وناظر ص ۲ مصنف منظور احمد نعمانی)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور ﷺ ہر جگہ، ہر قبر، ہر زمانہ میں بجسمہ الشریف جلوہ گری فرماتے ہیں۔ کائناتِ عالم کا ہر مقام آپ کے پیش نظر اور قریب ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۶: غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (تحذیر الناس) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہیں آئے گا (تحذیر الناس ص ۳۴)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور خاتم النبیین ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت آپ پر ختم کر دیا کہ آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کسی کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ کافر ہے اور جو یہ کہے کہ اگر بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی آ جائے تو آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا وہ ختم نبوت کا منکر اور بے ایمان ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۷: یعنی میں (محمد) بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں (تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی پیشوائے دیوبندیہ)

سنی (بریلوی) عقیدہ: جملہ انبیاء کرام شہدا اولیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر ان کے جسموں کا کھانا حرام کر رکھا ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۸: جب انبیاء کرام علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یارسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا (فتاویٰ رشیدیہ ص۶۶)

سنی (بریلوی) عقیدہ: یارسول اللہ کہنا جائز ہے۔ ہر نمازی عین حالتِ نماز میں السلام علیک ایھا النبی کہتا ہے۔ جو السلام علیک یارسول اللہ کا ہم معنی ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۹: ورد کرنا یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیاء للہ وغیرہ حرام ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص۶۰)

سنی (بریلوی) عقیدہ: ختم غوثیہ شریف پڑھنا موجب صدہا خیرات وبرکات ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۰: مسئلہ سماعتِ موتی عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مختلف فیہا ہے۔ اس کا فیصلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۸۷)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اموات مسلمین زائرین کو دیکھتے، انہیں پہچانتے اور ان کی جملہ باتوں کو سنتے ہیں بلکہ وہ ان کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۱: عرضِ اعمال کی کوئی حقیقت نہیں اور جس روایت سے عرض اعمال ثابت کیا جاتا ہے وہ اس صحیح حدیث کے مقابلہ میں مرجوح اور ناقابل اعتبار ہے۔
(توحیدی پاکٹ بک ص۱۲۵)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور علیہ السلام پر آپ کی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ آپ ان کی نیکیوں سے خوش اور برائیوں سے ناخوش ہوتے ہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۲: کفن میں یا قبر میں عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں اسی طرح کفن پر یا سینہ پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ یا کوئی اور دعا لکھنا بھی درست نہیں۔ (بہشتی زیور جلد دوم ص۶۲)

سنی (بریلوی) عقیدہ: کفن پر بسم اللہ شریف، کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت وغیرہ لکھنا جائز باعث

ثواب و موجب تخفیف عذاب قبر ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۳: عقدِ مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس زمانے میں درست نہیں۔ تعین تاریخ سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے۔ خواہ اور لغویات ہوں یا نہ ہوں۔ کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۵، ۱۳۱، ۱۴۷)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور علیہ السلام کے روزِ ولادت میں میلاد شریف کی محفل منعقد کرنا اور صدقات و خیرات کا ثواب آپ کو ایصال کرنا کارِ ثواب اور باعثِ مغفرتِ سیئات ہے۔ یونہی بزرگوں کے یوم وصال ان کے مزارات پر عرس کی محفل لگانا اور انہیں صدقات کا ثواب ایصال کرنا جائز ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۴: لیکن اس ایصال ثواب کی بنیاد پر تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، ششماہی، گیارھویں، بارھویں، برسی، عرس، جمعراتی، فاتحہ وغیرہ وغیرہ رسوم کی شکل میں جو ایک مستقل شریعت اہل ہوا و ہوس نے دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی تراش لی ہے۔ ان کے غلط بلکہ بدعت و معصیت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ان خرافات کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔
(تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۵۵)

سنی (بریلوی) عقیدہ: ایصال ثواب جائز اور اموات المسلمین کے لیے نافع ہے۔ خواہ وہ تیجہ کی صورت میں ہو یا چہلم، برسی، ششماہی، سہ ماہی، عرس، جمعراتی یا گیارھویں کی شکل میں۔ یہ سب صورتیں جائز، باعثِ صد برکات، موجب رحمتِ الٰہی و سبب بخشش معاصیء مسلمین ہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۵: محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا۔ اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے روکتا تھا۔ مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۴۷)

محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اور مذہب ان کا حنبلی

تھا۔البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا ہے۔اور عقائد سب کے متحد ہیں۔اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)

اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۶)

سنی (بریلوی) عقیدہ: محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ وہ بدعقیدہ اور بزرگانِ دین کا گستاخ تھا۔ وہ سنی مسلک اور سنی عوام و علماء و مشائخ کا جانی دشمن تھا۔ اس نے ہزارہا سنی مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور صحابہ کرام اور اہل بیت کے مزارات اور قبہ جات کو گرا کر زمین بوس کر دیا۔ان لوگوں کے عقیدہ میں ہر وہ شخص مشرک ہے جو ان کے عقائد باطلہ سے منحرف ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۶: چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت ہے ایسے ہی گیارھویں بھی بدعت ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۸)

سنی (بریلوی) عقیدہ: مسلمان کے مرنے کے بعد چالیس دن تک روٹی صدقہ کر کے اسے اس کا ثواب پہنچانا شرعاً محبوب امر ہے۔یونہی گیارھویں شریف بھی مستحب و مستحسن ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۷: مولوی محمد اسمٰعیل صاحب علم، متقی، بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن حدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے۔اور تمام عمر اسی حال میں رہے۔ آخر کار جہاد فی سبیل اللہ میں کفار کے ہاتھوں سے شہید ہوئے پس جس کا حال ایسا ہووے وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔۔۔۔ سو جو ایسا شخص ہو کہ ظاہر میں ہر روز تقویٰ کے ساتھ رہا اور پھر حق تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوا وہ قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے۔ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے۔اور ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے ۔۔۔۔بہر حال ایسے عالم مقبول کو مردود کہنے والا بالضرور سخت فاسق ہے۔ تمام ائمہ اور ابو حنیفہ کے نزدیک قریب کفر کے ہے۔۔۔بہر حال مولوی اسمٰعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں۔۔۔۔اور معلوم ہو چکا کہ مولوی اسمٰعیل شہید، ولی، مہبط رحمتہ حق تعالیٰ کے ہیں تو بالضرور ان کی لعنت کرنے

والے پر عود کرتی ہے۔ وہ خود ملعون مطرود الرحمتہ ہوئے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۲)

سنی (بریلوی) عقیدہ: مولوی اسمٰعیل دہلوی امام الوہابیہ فی الہند تھے۔ انہوں نے تقلید کو ترک کیا اور اپنے اجتہاد پر عمل کیا۔ چنانچہ خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے ان کے متعلق لکھا ہے۔ ''بندہ نے جو کچھ سنا ہے مولانا مرحوم کا حال وہ یہ ہے کہ جب تک حدیث صحیح غیر منسوخ ملی اس پر عمل کرتے رہتے تھے۔ اگر نہ ملتی تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے تھے'' (فتاویٰ رشیدیہ)دہلوی صاحب انگریزی سرکار کے وفادار اور خیر خواہ تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے سب سے پہلا حملہ ایک مسلمان ریاست پر کیا تھا اور بالآخر وہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ لہذا نہ وہ شہید تھے اور نہ ہی ان کی جنگوں کو جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۸: کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان ہے۔ اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا۔ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں۔ اگرچہ بعض مسائل میں بظاہر تشدد ہے۔ اور توبہ کرنا ان کا محض افترا اہل بدعت ہے (فتاویٰ رشدیہ ص ۴۴ و ص ۴۱)

سنی بریلوی عقیدہ: کتاب تفویۃ الایمان گمراہ کن کتاب ہے اس میں آج بھی یہ ملعونہ عبارتیں موجود ہیں ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'''' اور یہ جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے'''' بلکہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہیں۔ عجز میں برابر۔ ''پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے ۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ ''یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ ''جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔ ''اولیاء انبیاء یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی'''' کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ ''اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیا، اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ اور یہ معین کرنا کہ فلانے کی نیاز گائے ہی ہوتی ہے فلانے کی بکری اور فلانے کی مرغی۔ یہ سب رسمیں

بیو قوفی کی ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۹: اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کرڈالے (تقویۃ الایمان ص ۴۷)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل و نظیر کے پیدا کرنے سے قدرت و مشیت ایزدی کا متعلق ہونا محال عقلی ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۰: از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر ست۔ و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است (صراط مستقیم ص ۲۸ بحوالہ رضوان لاہور دسمبر ۱۹۶۲ء)

سنی (بریلوی) عقیدہ: رسول اللہ کا خیال مبارک تکمیل نماز کا موقوف الیہ ہے۔ اور آپ کی صورت کریمہ کو دل میں حاضر کرنا مقصدِ عبادت کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ عظمیٰ ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۱: لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے (فتاویٰ رشدیہ ص ۹۶)

سنی (بریلوی) عقیدہ: رحمتہ اللعالمین رسول اللہ ﷺ کا خاص وصفِ جمیل ہے۔ اس میں دوسرے کو شریک کرنا آپ کی شان کو گھٹانا ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۲: ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی؟ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آ گئی'' (براھین ص ۵۲)

سنی (بریلوی) عقیدہ: رسول اللہ اول امر سے ہر زبان کے عالم تھے۔ کیوں کہ آپ تمام انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ بلکہ آپ حیوانات کی زبانیں بھی جانتے تھے۔ ہرنیوں، اونٹوں اور گدھوں نے آپ سے بارہا کلام کیا اور آپ نے اسے سمجھا۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۳: اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں (براھین قاطعہ ص ۵۲)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور علیہ السلام تمام کائنات کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کوئی اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہو۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کے مشاہدہ میں ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۴: فاتحہ میں ہاتھ اُٹھا کر پڑھنا طعام و شراب روبرو رکھ کر مشابہت فعل ہنود سے ہے اور یہ امر شرع میں ایصال ثواب کے لیے کہیں ثابت نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۳)

سنی (بریلوی) عقیدہ: بروز جمعرات عمدہ کھانوں پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے۔ کسی نیک امر کا قرون خیر میں نہ پایا جانا اس کے ممانعت کی وجہ نہیں بن سکتا۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۵: نبی بخش، پیر بخش، سالار بخش، مدار بخش نام موہم شرک ہیں۔ منع ہیں ان کو بدلنا چاہیے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۳)

سنی (بریلوی) عقیدہ: عبدالنبی، غلام نبی اور نبی بخش وغیرہ نام رکھنا جائز ہے اور مسلمانوں کا عقیدہ ان میں شرک کے عدم وجود کا قرینہ بنتا ہے۔ فافھم واغتنم واللہ تعالیٰ اعلم

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۶: ہر گاہ کہ احادیث میں ممانعت ان امور (قبور کو پختہ بنانا، ان پر عمارات و قبہ و روشنی و فرش و فروش وغیرہ) کی وارد ہے پھر کسی کے فعل سے وہ جائز نہیں ہو سکتے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اولیاء و انبیاء و صالحین کی قبور پر قبہ جات بنانا، روشنی و فرش و فروش کا اہتمام کرنا ان کی تعظیم کے پیش نظر جائز ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۷: میرے استادوں کا یہ قول ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے۔ نہ سب کو پورا پورا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)

سنی (بریلوی) عقیدہ: تلاوت قرآن مجید کا ثواب جتنے اموات المسلمین کو بخشا جائے وہ پورا

پورا ہر ایک کو پہنچتا ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۸: جس جگہ زاغ معروفہ کوا کثر حرام جانتے ہیں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو ثواب ہو گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۹۳)

سنی (بریلوی) عقیدہ: زاغ معروفہ (کالا کوا) حرام ہے۔ اس کا کھانا شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۹: مردوں کی روحیں شب جمعہ میں اپنے گھر نہیں آتیں۔ روایت غلط ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۴۷)

سنی (بریلوی) عقیدہ: باذنہ تعالیٰ جمعرات کے دن مسلمانوں کے ارواح اپنے اپنے گھروں میں آتے ہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۰: حضرت ﷺ کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے۔ حضرت امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالتِ کفر میں ہوا ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۰)

سنی (بریلوی) عقیدہ: آنحضرت ﷺ کے والدین مومن تھے۔ امام صاحب سے جو مروی ہوا اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا انتقال عہد کفر یعنی قبل از زمانۂ اسلام ہوا۔ نہ یہ کہ وہ حالتِ کفر پر فوت ہوئے فافہم واللہ تعالیٰ اعلم

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۱: درود شریف کو سب کا مل کر گیت کی صورت میں پڑھنا جو آجکل معمول ہے خلاف سنت ہے (چند الزامات کا جواب ص ۴۱)

سنی (بریلوی) عقیدہ: درود و سلام بعد از نمازِ جمعۃ المبارک باہم مل کر پڑھنا مستحب و باعثِ ثواب عظیم و سبب خوشنودی ربِ کریم ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۲: اللہ کے سوا کسی اور کی نذر منت ماننا اور محتاجوں کو دینا وغیرہ ناجائز ہے۔ بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوتا ہے۔ (چند الزامات کا جواب ص ۱۸)

سنی (بریلوی) عقیدہ: فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارھویں کی نیاز دلانے ---- کی منت مانی تو یہ شرعی منت نہیں ہے مگر یہ کام منع۔ نہیں کرے تو اچھا ہے۔
(بہار شریعت ص ۳۴ جلد نہم)

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۳: بزرگوں اور اولیاء اللہ کے فاتحہ میں ایک خرابی ہے وہ یہ کہ لوگ ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر اس نیت سے فاتحہ دلاتے ہیں کہ ان سے ہمارے کام نکلیں گے۔ ---ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس طرح کا عقیدہ صاف شرک ہے۔
(بہشتی زیور ص ۶۷ جلد ششم)

سنی (بریلوی) عقیدہ: بزرگان دین انبیاء کرام، اولیاء عظام باذنہ تعالیٰ مخلوق خدا کے حاجت روا و مشکل کشا ہیں ۔ نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی ۔ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی۔
خدا تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ کائنات کا ہر کام وسیلہ و واسطہ سے وابستہ ہے اور محبوبانِ خدا انعاماتِ خداوندی کے حصول کا ذریعہ اور قدرتِ الٰہی کے مظاہر ہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۴: اہل قبور سے اس طور دعا کرنا کہ اے صاحبِ قبر اس طرح میرا کام کر دے۔ تو یہ حرام اور شرک بالاتفاق ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۴)

سنی (بریلوی) عقیدہ: چوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو بااختیار و صاحب تصرف بنایا ہے اور مخلوق خدا کی فریاد رسی و امداد و نصرت ان کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ اس لیے ان سے امداد مانگنا اور بوقتِ مصیبت انہیں پکارنا شرعاً جائز ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۵: بعضے لوگ قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں تو یہ بالکل حرام ہے۔ اور اس چڑھاوے کا کھانا بھی درست نہیں۔ دینا بھی درست نہیں (بہشتی زیور ص ۶۷ جلد ششم)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اولیاء کرام کے لیے تیل اور بتیوں کی نذر ماننا تاکہ وہ ان کے مزارات کے پاس ان کی محبت و تعظیم کے لیے جلائی جائیں جائز ہے (کشف النور)

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۶: توشہ مردہ کے ساتھ لے جانا عادت یہود و ہنود کفار کی ہے۔ من

تشبہ بقوم فھو منھم ۔پس توشہ مردہ کے ساتھ ہر گز کہیں قرون ثلاثہ میں ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ فعل کفار کا ہے۔سو اس کا کرنا بدعت اور گناہ ہے۔(فتاوٰی رشیدیہ ص ۱۴۴)

سنی (بریلوی) عقیدہ: مردہ کے ہمراہ اشیائے صدقہ کو لے کر جانا جیسا کہ ہمارے دیار میں معمول ہے شرعاً جائز ہے۔اس کے عدم جواز میں نہ کوئی آیت قرآنی موجود ہے نہ کوئی حدیث صحیح وارد اور نہ ہی قرون ثلاثہ میں اس کی ممانعت کی تصریح منقول ولہذا اسے ناجائز کہنا صریح جہالت ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۷: آذان بعد دفن کے قبر پر بدعت ہے کہ کہیں قرون ثلاثہ میں اس کا ثبوت نہیں اور جو امر ایسا ہو وہ مکروہ ہے۔ تحریماً۔۔۔پس آذان کہنا اس جگہ منع ٹھہرا۔سو نہ کرنا چاہیے۔(فتاوٰی رشیدیہ ص ۱۴۴)

سنی (بریلوی) عقیدہ: دفن کے بعد قبر پر آذان دینا شرعاً جائز اور میت و سامعین سب کے لیے نافع ہے۔اس سے میت کو شہادت کی تلقین اور وحشتِ قبر سے نجات حاصل ہوتی ہے۔بارانِ رحمت خداوندی اترتی ہے۔اور یہ آذان شیطان کو بھگاتی ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۸: عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے (فتاوٰی رشیدیہ ص ۱۴۰)

سنی (بریلوی) عقیدہ: عیدین میں مصافحہ و معانقہ کرنا اور خوشی ظاہر کرنا شرعاً جائز ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۹: یہ خطبہ (جس میں الوداع الوداع یا شعر رمضان وغیرہ کے الفاظ ہوں) بدعت ہے۔اور مرثیہ واشعار قرون مشہود لھا بالخیر میں خطبہ میں منقول نہیں۔
(فتاوٰی رشیدیہ ص ۱۱۵)

سنی (بریلوی) عقیدہ: جمعۃ الوداع کے خطبہ میں الوداع الوداع یا شھر رمضان وغیرہ پڑھنا از روئے شرع شریف جائز ہے اس میں رمضان شریف کی جدائی کا افسوس پایا جاتا ہے جو شرعاً مطلوب ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴۰: ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے اس سے پانی

پینا مضائقہ نہیں ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۹۸)

سنی (بریلوی) عقیدہ: ہندوؤں کی لگائی ہوئی سبیل سے پانی پینا خلافِ اولیٰ ہے۔ حتی الوسع ان کی اشیاء صرف کو کام میں لانے سے بچا جائے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴۱: ذکر شہادت کا ایام عشرہ محرم میں کرنا بمشابہت روافض کے منع ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۵)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن شربت یا پانی کی سبیل لگانا جائز اور باعثِ اجر عظیم ہے۔ نیز دس محرم کے روز محفل منعقد کر کے واقعۂ کربلا بیان کرنا جائز اور باعثِ ثواب ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴۲: حیلہ اسقاط کا مفلس کے واسطے علماء نے وضع کیا تھا۔ اب یہ حیلہ تحصیل چند فلوس کا ملانوں کے واسطے مقرر ہو گیا ہے۔ حق تعالیٰ نیت سے واقف ہے۔ وہاں حیلہ کا ذکر نہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۶)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اگر میت کے ذمہ فرائض و واجبات رہ گئے ہوں اور اس نے اتنا مال نہ چھوڑا ہو کہ اس سے کل فدیہ کی ادائیگی ہو سکے یا ورثاء ذو تہائی فدیہ میں دینے پر رضامند نہ ہوں تو حیلۂ اسقاط کرنا ضروری ہے۔ اس سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ واللہ اعلم

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴۳: طواف قبور اولیاء اللہ کا حرام ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۳۱)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اولیاء اللہ کی قبور کا طواف ان کی تعظیم و عزت کے پیش نظر کرنا حرام نہیں بلکہ خلافِ اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴۴: جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور ص ۹۵ جلد ۱۱)

سنی (بریلوی) عقیدہ: جنازہ کے ہمراہ بآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھنا جیسا کہ ہمارے دیار میں مشاہد

ہے۔اس زمانہ میں بلا کراہت جائز ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴۵: جھوٹے قصے بے سند حدیثیں جو جاہلوں نے اردو کتابوں میں لکھ دی ہیں اور معتبر کتابوں میں کہیں ان کا ثبوت نہیں جیسے نور نامہ ان کو دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (بہشتی زیور ص ۹۲ جلد ۳)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا اور اس کے واسطے سے سب کائنات بنی۔اس کا ثبوت معتبر کتب حدیث میں موجود ہے۔لہذا نور نامہ وغیرہ کا پڑھنا موجب اجر وثواب ہے۔واللہ اعلم۔

یہ ہیں وہ چند معرکۃ الآراء مسائل جن میں دیوبندیوں اور سنی بریلویوں کا شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔اگر کوئی منصف مزاج صاحب علم ودانش فریقین کے ان متنازعہ فیہ مسائل اور ان کے دلائل پر پوری جانفشانی سے غور وفکر کرے تو وہ یقیناً بریلوی مسلک کی حقانیت اور دیوبندی مذہب کے بطلان پر پوری طرح آگاہ ہو جائے گا۔ایک عام فہم شخص کے لیے صرف یہ بات کافی ہے کہ بریلوی دیوبندی تنازع پیدا ہونے سے پہلے سنی علماء کے عقائد وہ تھے جو بریلویوں نے اختیار فرما رکھے ہیں۔اور وہابیوں کے عقائد وہی تھے جن کا پرچار آج کل دیوبندی لوگ کر رہے ہیں۔دیوبندیوں کے وہابی العقیدہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے وہابیوں کو اچھا اور ان کے عقائد کو عمدہ قرار دیا ہے جیسا کہ گنگوہی صاحب کے فتاویٰ کی عبارتیں گذر چکی ہیں۔تعجب کی بات تو یہ کہ دیوبندیوں نے حنفی کہلوانے کے باوجود اسمٰعیل دہلوی جیسے کٹر غیر مقلد شخص کو اپنا پیشوا بنایا اور اسے ''شہید''''ولی اللہ'' مہبط رحمت الٰہی اور قطعی جنتی لکھا اور اس کی رسوائے زمانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' کو ایک عمدہ کتاب کہہ کر اس کے جملہ مسائل کی صحت کا اعلان عام کیا۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ کی عبارات مذکور ہوئیں۔اب بھی اگر کسی کو دیوبندیوں کے وہابی بدعقیدہ ہونے میں تردد ہے۔تو اسے اپنی کج فہمی کا علاج ڈھونڈھنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سچے عقائد پر ثابت قدم رکھے اور وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد باطلہ سے بچائے۔(آمین) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سترھواں مقالہ

تبلیغی جماعت اور وہابیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام علىٰ رسوله محمد واله واصحابه اجمعين

امابعد

برادرِ طریقت مولانا محمد محفوظ چشتی سلمہ ربہٗ القوی نے راقم الحروف فقیر حیدری رضوی غفراللہ تعالیٰ لہ کو تبلیغی جماعت کے عقائد و نظریات کے بارہ میں ایک کتاب لکھنے کا حکم دیا تو ان کی اس فرمائش پر یہ رسالہ ''تبلیغی جماعت اور وہابیت'' لکھنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے اللہ کریم اس دینی خدمت کو باعث ہدایت بنائے آمین۔ کسی مذہبی جماعت کے عقائد و نظریات جاننے کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس جماعت کے اکابرین اور اس کے اکابرین کے عقائد و نظریات کو جانا جائے۔ اس اصول پر ہم پہلے اکابرین تبلیغی جماعت کو بیان کریں گے پھر اس کے اکابرین کے عقائد و نظریات پیش کریں گے تاکہ ہمارے سنی عوام خود یہ فیصلہ کرسکیں کہ تبلیغی جماعت سنی العقیدہ جماعت ہے یا وہابی العقیدہ جماعت۔ وباللہ التوفیق

اکابرین تبلیغی جماعت

تبلیغی جماعت کی معتبر و مستند کتاب ''تبلیغی نصاب'' میں تبلیغی جماعت کے اکابرین کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ بانیٔ تبلیغی جماعت مولوی محمد الیاس کے بھتیجے مولوی محمد زکریا شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں ''حق سبحانہ و تقدس کے ان انعامات خاصہ میں سے جو مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور کے ساتھ ہمیشہ مخصوص رہے ہیں۔ مدرسے کا سالانہ جلسہ ہے جو ہر سال مدرسے کے اجمالی حالات سنانے کے لیے منعقد ہوتا ہے۔ مدرسے کے اس جلسہ میں مقررین واعظین اور مشاہیر اہل ہند کے جمع کرنے کا اس قدر اہتمام نہیں کیا جاتا جتنا کہ اللہ والے، قلوب والے، گمنامی میں رہنے والے مشائخ کے اجتماع کی سعی کی جاتی ہے۔ وہ زمانہ اگرچہ کچھ دور ہو گیا ہے جبکہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ العزیز اور قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی تشریف آوری حاضرین جلسہ کے قلوب کو منور فرمایا کرتی تھی۔ مگر وہ منظر ابھی آنکھوں سے دور نہیں ہوا جبکہ ان مجددین اسلام اور شموس ہدایت کے جانشین حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالرحیم

صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں مجتمع ہو کر مردہ قلوب کے لیے زندگی و نورانیت کے لیے چشمے جاری فرمایا کرتے تھے۔ (فضائل القرآن ص ۴۔ تبلیغی نصاب ص ۲۳۸)

اور یہی صاحب لکھتے ہیں اس سلسلے کا سب سے پہلا رسالہ ۱۳۴۸ھ میں فضائل قرآن کے نام سے حضرت اقدس شاہ محمد یٰسین صاحب نگینوی خلیفہ قطب عالم شیخ المشائخ حضرت گنگوہی قدس سرہ کی تعمیل حکم میں لکھا گیا تھا'' (فضائل درود شریف ص ۴)

اور یہی صاحب لکھتے ہیں '' شیخ المشائخ حضرت مولانا گنگوہی کا ارشاد جو کوکب دری میں نقل کیا گیا ہے (فضائل ذکر ص ۱۶۲)

تبلیغی جماعت کی نصابی کتاب '' تبلیغی نصاب '' کی ان تینوں عبارات سے معلوم ہوا کہ بانی دار العلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوھی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور ان کے خلفاء و تلامذہ تبلیغی جماعت والوں کے اکابرین و ممدوحین ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ اپنے انہی بزرگوں کی تعلیم مخصوص کو مسلمانوں میں عام کرنے کے لیے تبلیغی جماعت شب و روز جگہ جگہ رواں دواں رہتی ہے۔ تبلیغی جماعت کے مشہور و معروف مولوی منظور احمد نعمانی ان لفظوں میں تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس کا یہ قول(۱) روایت کرتے ہیں '' حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی'' (ملفوظات الیاس ص ۵۷ بحوالہ تبلیغی جماعت حقائق و معلومات کے اجالے میں ص ۴۱)

اور تبلیغی جماعت کے ایک مولوی سید ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس نے کہا '' حضرت تھانوی سے منتفع ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور

۱۔ خود موٴلف تبلیغی نصاب لکھتا ہے'' بالخصوص جب کہ تبلیغ کے نصاب میں حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کی بہشتی زیور کو ہر شخص پڑھتا ہے اور پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ اور (محمد الیاس) دہلوی کا مشہور ارشاد ہے جو بیسیوں جگہ شائع ہو چکا ہے۔ کہ تعلیم حضرت تھانوی کی ہو اور طرز میرا ہو'' (تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات کے جوابات ص ۱۳۸)

ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوا جائے۔ ان کی کتابوں کے مطالعہ سے علم آوے گا۔ اور ان کے آدمیوں سے عمل'' (مکاتیب الیاس ص ۱۲۶)

بانیء تبلیغی جماعت مولوی محمد الیاس کے ان دو قولوں سے خوب معلوم ہو گیا کہ تبلیغی جماعت کی بنیاد کی اصل غرض و غایت تھانوی اور دیگر دیوبندی اکابرین کی تعلیم مخصوص کو عوام المسلمین میں عام کرنا اور مسلمانوں کو ان کا گرویدہ بنانا ہے۔ ولہذا یہ جماعت من کل الوجوہ دیوبندی وہابی مسلک کی حامل ہے اور مسلمانوں میں وہابیت پھیلانے کے لیے ہر وقت سرگرم عمل رہتی ہے۔

اکابرین تبلیغی جماعت کے مخصوص عقائد و نظریات

جب یہ معلوم ہو گیا کہ تبلیغی جماعت اولاً آخراً ظاہراً باطناً من کل الوجوہ دیوبندی مکتب فکر کی حامل جماعت ہے تو پھر اس کے عقائد و نظریات جاننے کے لیے اس کے اکابرین و ممدوحین کے عقائد و نظریات کا جاننا ہی کافی ہے۔ ہم یہاں صرف تبلیغی جماعت کے شیخ المشائخ قطب الارشاد حضرت اقدس مولوی رشید احمد گنگوہی کے بعض مخصوص عقائد و نظریات پیش کرتے ہیں وباللہ توفیق

امام الوھابیہ نجدی کے متعلق گنگوہی کے فتوے

تبلیغی جماعت کے شیخ المشائخ قطب الارشاد گنگوہی صاحب امام الوھابیہ محمد بن عبدالوھاب نجدی کے متعلق اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں ''محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ وہ اچھا آدمی تھا۔ سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے روکتا تھا۔ مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم'' (فتاویٰ رشدیہ ص ۲۴۷)

اور لکھتے ہیں ''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب انکا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا۔ اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ'' (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)

اور تیسری جگہ لکھتے ہیں ''اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے

ہیں" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۶)

سنی احباب تبلیغی جماعت کے قطب الارشاد شیخ المشائخ گنگوھی کے ان تین فتووں پر غور فرمائیں تو روز روشن سے زیادہ یہ بات ان پر روشن ہو جائے گی کہ تبلیغی جماعت کے عقائد اور وہابیوں نجدیوں کے عقائد متحد ہیں یعنی ایک ہیں ہاں ان میں اور نجدیوں میں صرف ظاہر اعمال میں فرق مثل حنفی، شافعی، مالکی حنبلی کا ہے کہ وہابی رفع یدین کرتے ہیں اور دیوبندی سنی مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں ۔ لاکھ مدعی پہ بھاری ہے گواہی تیری

امام الوہابیہ دہلوی کے متعلق گنگوہی کا فتویٰ

تبلیغی جماعت کے شیخ المشائخ قطب الارشاد گنگوہی نے امام الوہابیہ نجدی کی تعریف میں جس طرح فتوے دیے اس نے ایسی طرح امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے بارہ میں بھی فتوے صادر کیے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں "مولوی محمد اسماعیل صاحب عالم متقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا پورا عمل کرتے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہووے وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ الیٰ ان قال اور معلوم ہو چکا کہ مولوی اسماعیل شہید، ولی، مہبط رحمتِ حق تعالیٰ کے ہیں تو بالضرور ان کی لعنت کرنے والے پر عود کرتی ہے وہ خود ملعون مطرود الرحمۃ ہوئے" (فتاوی رشیدیہ ص ۴۲)

سنی احباب تبلیغی جماعت کے قطب الارشاد شیخ المشائخ گنگوہی صاحب کے اس فتویٰ کے لفظوں پر غور فرمائیں کہ وہ امام الوہابیہ فی الھند مولوی اسماعیل دہلوی کا کس قدر گرویدہ اور معتقد ہیں۔ اگر گنگوھی صاحب خود وہابی نہ ہوتے تو وہ ان کی اس قدر قصیدہ خوانی نہ کرتے۔

دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق گنگوہی کے فتوے

تبلیغی جماعت کے شیخ المشائخ گنگوھی نے ہندوستان میں سب سے پہلے وہابیت در آمد کرنے والے مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کی تعریف میں یہ فتوی صادر کیا" کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور وہ رد شرک وبدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل

کتاب اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔ بڑے بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا تو وہ خود ضال مضل ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۲)

دیو بندی جماعت کے قطب الارشاد کے ان تین قسم کے فتاویٰ سے ہر منصف مزاج شخص کو اس بارہ میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا کہ تبلیغی جماعت سمیت سارا دیو بندی گروہ وہابی العقیدہ ہے صرف عوام اہل سنت کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے لیے وہ حنفی سنی ہونے کے دعویٰ دار ہیں۔

وہابی عقائد کی موافقت میں گنگوہی کے فتوے

تبلیغی جماعت کے قطب الارشاد شیخ المشائخ گنگوہی نے نہ صرف یہ کہ امام الوہابیہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کو اچھا شخص اور اس کے عقائد کو عمدہ قرار دیا اور امام الوہابیہ فی الھند مولوی محمد اسماعیل دہلوی کو شہید ولی مہبط رحمت حق تعالیٰ وغیرہ کہا اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کو نہایت عمدہ کتاب مانا بلکہ اس نے اپنی ساری زندگی میں وہابی عقائد کی حمایت و موافقت میں فتوے صادر کیے بلکہ گنگوہی نے فتویٰ نویسی کا میدان اس لیے سنبھالا کہ عوام المسلمین جگہ جگہ سے سوال بھیجیں گے تو ان کو وہابی عقیدوں کے موافق جواب لکھ کر بھیجا جائے گا تو جگہ جگہ وہابیت کی تعلیم پہنچنی شروع ہو جائے گی۔ گنگوہی صاحب کے وہابیت نواز فتووں میں چند یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ تبلیغی جماعت کے شیخ المشائخ قطب الارشاد گنگوہی لکھتے ہیں۔ "علم غیب خاصہ حضرت حق جل شانہ کا ہے اور شئے کا خاصہ اس شئے ہی میں پایا جاتا ہے اور اس کے غیر میں نہیں پایا جاتا۔ (یہ عقیدہ) درست ہے۔ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ ﷺ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے اور یا شیخ عبد القادر جیلانی کا ورد کرنا بندہ جائز نہیں جانتا اگرچہ شرک نہیں لیکن مشابہ شرک ہے اور اس کلام کا پڑھنا کسی وجہ سے جائز نہیں۔ نداء اور استعانت اولیا سے نہ حیات میں روا ہے نہ بعد موت۔ جب انبیاء کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہو گا۔ عرس کے دن زیارت کو جانا حرام ہے۔ اور طریقہ معینہ عرس کا طریقہ سنت کے خلاف ہے لہذا بدعت ہے۔ عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے لہذا اس زمانے میں درست نہیں۔ وعلیٰ ھذا القیاس

عرس کا جواب ہے۔ کسی عرس و مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔ فاتحہ مروجہ بدعت ہے مع ھذا مشابہ بفعل ہنود ہے۔ جو بدعات مثل تیجہ وغیرہ کے ہیں ان کا کرنا کسی وجہ سے درست نہیں۔ فاتحہ مروجہ شرعاً درست نہیں بلکہ بدعت سیئہ ہے۔ چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت ہے۔ ایسے ہی گیارھویں بھی بدعت ہے۔ تبارک و رجبی بدعت ہیں ان کی کوئی اصل شرع میں نہیں۔ توشہ مردہ کے ساتھ لے جانا عادت یہود اور ہنود کفار کی ہے''

''عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے۔ قبور کو پختہ بنانا ناجائز ہے۔ حیلہ اسقاط کا مفلس کے واسطے علماء نے وضع کیا تھا اب یہ حیلہ تحصیل چند فلوس کا ملانوں کے واسطے مقرر ہو گیا ہے۔ آذان بعد دفن کے قبر پر بدعت ہے۔ خطبہ جمعۃ الوداع میں الوداع یا شہر رمضان کہنا بدعت ہے۔ لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے۔ یزید مومن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا''۔

''تصور کرنا اولیاء اللہ کا مراقبہ میں درست نہیں۔ اس میں اندیشہ شرک کا ہے۔ نبی بخش پیر بخش، سالار بخش مدار بخش ایسے ناموں کا رکھنا موہم شرک ہے۔ منع ہے۔ ان کو بدلنا چاہیے۔ امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔ (انبیاء اور عام انسانوں) میں نفس بشر ہونے میں مساوات ہے۔ اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ کفر ہے۔ خواہ السلام علیک کہے یا السلام علی النبی کہے۔ بعضے شخص کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو آخر عمر میں کل علم غیب عنایت فرمائے ہیں سو یہ بات محض غلط ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ملتقطاً)

سنی مسلمان تبلیغی جماعت کے شیخ المشائخ قطب الارشاد کے مندرجہ بالا عقائد و نظریات کو پڑھ کر خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ فتوے صادر کر کے گنگوہی صاحب نے سنیت و حنفیت کی خدمت کی ہے یا وہابیوں کی نمک خوری کا حق ادا کیا ہے۔ بہر حال تبلیغی جماعت اپنے اکابرین کے انہی وہابیانہ عقائد کی تبلیغ و ترویج کے لیے جگہ جگہ پھرتی اور فرد فرد کو بلاتی ہے۔ ولہذا سنی مسلمانوں پر شرعاً واجب ہے کہ وہ اس جماعت سے کسی قسم کا کوئی حسن سلوک نہ کریں اور نہ ان کے حلقہ،

تبلیغ میں بیٹھیں اور نہ ان کے مرکز میں جائیں۔ اور نہ ان کے ساتھ چلہ کشی کریں
۔ کارِ ما نصیحت بود کردیم

ایک سوال

اگر دیوبندی لوگ وہابی العقیدہ لوگ ہیں تو پھر بعض دیوبندی مولویوں نے وہابیہ کی شدید مذمت اپنی کتابوں میں کیوں لکھی ہے؟ مثلاً مولوی حسین احمد مدنی لکھتا ہے "صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدا تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب اور رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور ان کے اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ (شہاب ثاقب ص ۴۲)

اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے "ہمارے نزدیک ان (محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے اتباع) کا حکم وہی ہے جو صاحب در مختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے۔ شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے الی ان قال اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے۔ اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں۔ اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ ء مشائخ میں نہیں۔ نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تصوف میں" (ترجمہ المہند ص ۳۸)

جواب

تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جب دیوبندی جماعت کے قطب الارشاد الشائخ رشید احمد گنگوھی کے وہابیت نواز فتوے ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلے تو اس وقت کے سنی علماء پر علمائے دیوبند کا وہابی العقیدہ ہونا ظاہر ہوا۔ انہوں نے ہر جگہ دیوبندی ٹولہ کی وہابیت نوازی کی تردید شروع کر دی۔۔ مناظرے ہوئے۔ جگہ جگہ ان کے خلاف تقریریں کی گئیں۔ ان کے فتووں کی تردید میں فتوے رسالے اور کتابیں لکھی گئیں تو یہ ٹولہ اہل سنت عوام المسلمین کے نظر میں بھی بدنام اور بے وقار ہو کر رہ گیا۔ اس گندم نما جو فروش جماعت کی مکمل پردہ کشائی کے لیے اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلویؒ اور ان کے تلامذہ و خلفاء نے سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ اس نئی صورت حال سے نپٹنے اور اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کرنے کے لیے اس وقت کے دیوبندی مولویوں نے وہابیوں کی مذمت شائع کرنی شروع کر دی تاکہ ان کی وہابیت پر پھر پردہ پڑ جائے اور وہ سنیوں میں گھل مل کر رہنے کے قابل ہو جائیں۔

مزید تائید

مولوی حسین احمد مدنی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے وہابیہ کی مذمت محض داغِ بدنامی دور کرنے کے لیے لکھی۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ان دونوں نے اپنے اکابرین کے ان فتووں کی کوئی تردید نہیں کی جو امام ابوالوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی، امام الوہابیہ محمد اسماعیل دہلوی اور ان کی کتابوں کی تعریف میں لکھے گئے تھے مثلاً رشید احمد گنگوہی کے وہ فتوے جو ابھی ہم نے پیش کیے نہ ان کی صراحۃً تردید کی گئی اور نہ اشارۃً اور نہ ان کی کوئی معقول قابل قبول تاویل پیش کی گئی۔ پس اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مدنی صاحب اور انبیٹھوی صاحب کو وہابیت سے نفرت تھی۔ صرف مسلمانوں کی نظروں میں سنی بننے کے لیے وہابیت سے نفرت ظاہر کر رہے تھے۔ اے اللہ ایسے شاطروں کی فریب کاری سے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو بچا آمین ثم آمین"

اعترافِ وہابیت

اگرچہ مدنی اور انبیٹھوی صاحبان نے اپنی کتابوں میں وہابیہ کی [illegible] لکھ دی تھی مگر اس کے باوجود

دیوبندیوں کو اپنے وہابی ہونے کا اعتراف تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب سرپرست ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ تحریر فرماتے ہیں

''وہابیت کا اعتراف: زمانہء حال کے فرقوں میں فرقہ وہابیہ نے اسلام کی حرمت اور انبیاء و اولیاء کی عظمت پر جس بے دردی سے حملہ کیا ہے وہ تاریخ کا ایک نہایت المناک واقعہ ہے۔ اسی فرقہ وہابیہ نجدیہ کے ساتھ تبلیغی جماعت کے سربراہ مولوی زکریا شیخ الحدیث سہارنپور اور مولوی منظور نعمانی کا وہ تعلق ملاحظہ فرمایئے جسے سوانح مولانا یوسف کاندھلوی کے مصنف کے بیان کے مطابق مولانا الیاس کے انتقال کے بعد ان کی جانشینی کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا منظور نعمانی نے ظاہر کیا تھا کہ ''ہم بڑے سخت وہابی ہیں ہمارے لیے اس بات میں کوئی خاص کشش نہ ہو گی۔ کہ یہاں حضرت کی قبر ہے۔ یہ مسجد ہے۔ جس میں حضرت نماز پڑھتے تھے'' (سوانح مولانا یوسف ص ۱۹۲)

مولوی زکریا نے اس کے جواب میں فرمایا'' مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔ تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے حجرہ اور درودیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ (سوانح مولانا یوسف ص ۱۹۳)

اپنے وہابی ہونے کا خود اپنی زبان سے یہ کھلا ہوا اقرار ملاحظہ فرمایئے۔ کوئی دوسرا ان کے بارے میں کہتا تو الزام سمجھا جاتا لیکن خود اپنے اقرار کا مطلب سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ (تبلیغی جماعت کے اکابرین حضرات) حقیۃً وہابی ہیں اور ان کے پاس اعتقاد و عمل کا جو کچھ بھی سرمایہ ہے وہ مدینہ کا نہیں بلکہ نجد کا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی کا مذہب جب انہیں خود پسند ہے تو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ جس تبلیغی قافلے کی وہ قیادت کر رہے ہیں اسے وہ کس طرف لے جا رہے ہیں اور کیوں نہ ہو جبکہ جن تھانوی صاحب کی تعلیمات کو عام کرنا تبلیغی جماعت کا مقصود اولین ہے۔ ان کی یہ تمنا تھی کہ ''اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کر دوں پھر لوگ خود ہی وہابی بن جائیں'' (الافاضات الیومیہ ص ۶۷ جلد پنجم)

نیز تھانوی صاحب نے لوگوں کو برملا کہہ دیا تھا کہ ''بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لیے کچھ مت لایا کرو'' (اشرف السوانح ص ۴۵ جلد اول)

اب اس کے بعد بھی تبلیغی جماعت کی چلت پھرت کا مطلب کوئی نہ سمجھے واللہ الھادی

الموفق'' (دو جماعتیں اپنے آئینہ میں ص ۲۰)

تبلیغی جماعت کو مسجد سے نکالنے کا مسئلہ

یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے روز روشن کی طرح روشن ہو گیا کہ تبلیغی جماعت وہابی العقیدہ جماعت ہے اور وہ وہابی عقائد عوام المسلمین کو سکھانے کے لیے گروہ در گروہ پھرتی ہے۔ وہابی سنی کا مدمقابل ہوتا ہے تو اہل سنت پر شرعاً لازم ہے کہ وہ اپنے مدمقابل سے کوئی نرمی نہ برتیں بلکہ سختی سے کام لے کر ان لوگوں کو دور ہٹائیں۔ اپنی مساجد میں انہیں گھسنے نہ دیں اور اگر وہ ڈیرا ڈالیں تو انہیں مسجد سے نکال دیں اور اگر وہ اس رویہ پر اعتراض کریں تو انہیں انہی کے قطب الارشاد شیخ المشائخ حضرت اقدس رشید احمد گنگوہی کا درج ذیل فتویٰ دکھائیں۔

گنگوہی صاحب کا فتویٰ

سوال ۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات متعلق بوفات عیسیٰ علیہ السلام جو کچھ ہیں ظاہر ہے پس اس مرزائی جماعت کا اپنی مساجد میں نہ آنے دینا اور ان کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے تنفر رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: مرزا قادیانی گمراہ ہے۔ اس کے مرید بھی گمراہ ہیں۔ اگر جماعت سے الگ رہیں اچھا ہے۔ جیسا رافضی خارجی کا جدا رہنا اچھا ہے۔ ان کی واہیات مت سنو۔ اگر ہو سکے اپنی جماعت سے خارج کر دو۔ بحث کر کے ساکت کرنا اگر ہو سکے ضرور ہے ورنہ ہاتھ سے ان کا جواب دو اور ہرگز فوت ہو نا عیسیٰ علیہ السلام کا آیات سے ثابت نہیں۔ وہ بکتا ہے اس کا جواب علماء نے دے دیا ہے مگر وہ گمراہ اپنے اغوا و اضلال سے باز نہیں آتا۔ حیا اس کو نہیں رہی کہ شرماوے۔ جو عقیدہ صحابہ سے آج تک ہے وہ یہ ہے کہ زندہ آسمانوں پر گئے اور نزول فرما کر دنیا میں فوت ہوویں گے۔ اس کے خلاف باطل ہے فقط والسلام'' (تذکرۃ الرشید ص ۱۴۰ جلد اول)

الحمد للہ گنگوہی صاحب نے کیا اچھا فتویٰ لکھا۔ مرزائیوں کو جماعت سے نکالنے اور اپنی مسجدوں سے باز رکھنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے خارجیوں کو بھی جماعت سے نکالنے اور اپنی مسجدوں سے دور رکھنے کا فتویٰ دے دیا۔ اور چونکہ علامہ ابن عابدین شامی حنفی نے ردالمحتار حاشیہ

در مختار میں محمد بن عبدالوہاب اور اس کے اتباع کو خارجیوں میں شمار کیا ہے اور دیوبندی وہابیوں ہی کی ایک قسم ہے تو اب ہم پر گنگوہی صاحب کے اس فتوے کے رو سے بھی ضروری ہو گیا کہ ہم خوارج زمانہ وہابیہ دیوبندیہ کی نام نہاد تبلیغی جماعت کو اپنی مساجد سے روکیں اور بزور انہیں اپنی جماعت سے نکالیں تبلیغی جماعت والوں کو بھی اپنے شیخ المشائخ قطب الارشاد کے اس ارشاد کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہیے اور انہیں غیروں کی مسجدوں میں جا کر فتنہ وفساد بننے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے و لکن اللہ لایھدی القوم الظالمین ۔ وھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ المقالۃ النافعۃ تقبلھا اللہ تعالی بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ ۔

اٹھارھواں مقالہ

تبلیغی جماعت کا مقصدِ تبلیغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ العلی الحکیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد

ہمارے علاقہ میں تبلیغی جماعت کے وفود وقتاً فوقتاً تبلیغ کی غرض سے آتے رہتے ہیں۔ ہمارے بعض سادہ لوح سنی مسلمان اس جماعت کی حقیقت سے بے خبر ہونے کی وجہ سے اس کی تبلیغی محفلوں میں شامل ہوتے ہیں اس لیے ضروری تھا کہ اس جماعت کے اصلی خدوخال اور پوشیدہ عقائد و نظریات پیش کیے جائیں۔ تاکہ ہمارے سنی بھائی انہیں پڑھ کر اس جماعت کی اصلیت سے باخبر ہوں اور ان سے کنارہ کش رہ کر اپنے دین وایمان کو بچاسکیں۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہم نے یہ مختصر مقالہ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت بخشے۔ آمین

بانیء تبلیغی جماعت کا مذہب

تبلیغی جماعت کی بنیاد محمد الیاس دیوبندی نے دہلی کی ایک گمنام مسجد میں رکھی۔ یہ شخص مولوی رشید احمد گنگوہی کا مرید، مولوی اشرف علی تھانوی کا بے حد معتقد اور مولوی محمود الحسن دیوبندی کا شاگرد تھا۔ (کتاب دو جماعتیں ص ۳) پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو لاہور سے مشرقی جانب واقع ایک قصبہ رائے ونڈ نامی میں اس کا نیا مرکز قائم کیا گیا۔ آج کل پاکستان میں اس جماعت کا سالانہ اجتماع اسی جگہ ہوتا ہے۔ اور یہیں سے تبلیغی وفود باہر بھیجے جاتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کے عقائد و نظریات

چونکہ تبلیغی جماعت کا بانی کٹر دیوبندی تھا اس لیے ظاہر ہے کہ اس جماعت کے عقائد و نظریات بھی وہی ہیں۔ جو آج کل دیوبندی پیش کرتے ہیں اور ان کی پوری پوری وضاحت ان کی مقبول عام خانہ زاد کتابوں میں موجود ہے

مولوی محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت اپنے ایک مکتوب میں لکھتا ہے ''حضرت تھانوی صاحب سے منتفع ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوا جائے۔ ان کی کتابوں کے مطالعہ سے علم آوے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل'' (مکاتیب الیاس مؤلفہ ابوالحسن علی ندوی ص ۱۳۶)

بانیء تبلیغی جماعت کی اس عبارت پر غور فرمائیں۔ وہ کتنی صراحت کے ساتھ مولوی اشرف علی دیوبندی کی محبت کا چرچا کر رہا ہے اور تھانوی صاحب کے آدمیوں اور کتابوں سے منتفع ہونے کا درس دے رہا ہے۔ مختصر یہ کہ اس شخص کا اصل مقصد سنی مسلمانوں کو تھانوی صاحب کا ہم خیال بنانا۔ اور ان کے ہم خیال لوگوں سے واسطہ کرنا اور ان کی کتابوں کو عوام المسلمین میں پھیلانا اور مقبول عام بنانا ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر اس نے تبلیغی جماعت بنائی اور اسی مقصد کے حصول کے لیے تبلیغی جماعت کے نام نہاد مبلغین گلی گلی کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔

نیز تبلیغی جماعت کے سربراہ مولوی منظور نعمانی بانیء تبلیغی جماعت کا ایک اور قول ان لفظوں میں روایت کرتے ہیں۔ ''حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہء تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی'' (ملفوظات الیاس ص ۵۷ بحوالہ تبلیغی جماعت حقائق و معلومات کے اجالے میں ص ۴۱)

بانیء تبلیغی جماعت کی یہ عبارت بھی قابل غور ہے اس عبارت میں تبلیغی جماعت کے بنانے کی غرض و غایت کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔ یعنی تھانوی صاحب کی تعلیم عام کرنے کے لیے مولوی الیاس نے اپنا طریقہء تبلیغ اختیار کیا ہے۔ اور اس ٹھیکہ کو پورا کرنے کے لیے اس نے تبلیغی جماعت بنائی ہے۔

الغرض تبلیغی جماعت کے عقائد و نظریات خالص دیوبندی ہیں۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کے خانہ زاد عقائد و نظریات کو عوام المسلمین میں پھیلانے اور عام کرنے کے لیے یہ لوگ جگہ جگہ سیر و تفریح کر رہے ہیں۔ سنی مسلمانوں کو ان مخالفین اہل سنت سے ہوشیار اور کنارہ کش رہنا چاہیے۔

تھانوی صاحب کی تعلیم

تبلیغی جماعت کے عقائد و نظریات کی مزید وضاحت کے لیے ضروری ہے کہ تھانوی صاحب کی مخصوص تعلیم کے چند نمونے پیش کر دیئے جائیں چنانچہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

۱۔ کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ضرور خبر رہتی ہے۔ یا کسی کو زور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی یا کسی کو نفع و نقصان کا مختار

سمجھنا یا کسی سے مرادیں مانگنا یا روزی اولاد مانگنا یا کسی کے نام کا چڑھاوا چڑھانا یا منت ماننا یا کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا یا کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا یا کسی کی دہائی دینا یا کسی جگہ کا کعبہ برابر ادب تعظیم کرنا یا کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لگا کر اس کا ادب کرنا یا کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جپنا یا یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا۔ یہ سب کفر و شرک کی باتیں ہیں (بہشتی زیور)

۲۔ قبروں پر چراغ جلانا، عورتوں کا وہاں جانا، چادریں ڈالنا، پختہ قبریں بنانا، بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا۔ قبر کو چومنا چاٹنا۔ خاک ملنا، طواف کرنا۔ مٹھائی، چاول یا گلگلے وغیرہ چڑھانا، تیجا یا چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھ کر کرنا۔ کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کے لیے کافی سمجھنا یہ سب باتیں بدعت اور بری رسم ہیں۔ (بہشتی زیور)

۳۔ اب دیکھو جاہلوں نے اس (فاتحہ) میں کیا کیا بکھیڑے شامل کیے ہیں۔ اول تھوڑی سی جگہ لیتے ہیں۔ اس میں کھانا رکھتے ہیں بعض بعض کھانے کے ساتھ پانی اور پان بھی رکھتے ہیں۔ پھر ایک شخص کھانے کے سامنے کھڑا ہو کر کچھ سورتیں پڑھتا ہے اور نام بنام سب مردوں کو بخشتا ہے۔ اس من گھڑت طریقے میں یہ خرابیاں ہیں۔ (بہشتی زیور)

۴۔ (فاتحہ مروجہ میں پانچویں خرابی یہ ہے کہ) اس وقت اس کی (میت کی) روح آتی ہے۔ چنانچہ لوبان وغیرہ خوشبو سلگانے کا بھی منشاء ہے۔ گو سب کا خیال نہ ہو" (بہشتی زیور)

۵۔ (فاتحہ مروجہ میں) چھٹی خرابی یہ ہے کہ فاتحہ میں جمعرات کی قید اپنی طبیعت سے لگا لی۔ جب شریعت سے سب دن برابر ہیں تو خاص جمعرات کو فاتحہ کا دن سمجھنا شرعی حکم کو بدلنا ہے یا نہیں۔ (بہشتی زیور)

۶۔ بعضے لوگ قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں تو یہ بالکل حرام ہے اور اس چڑھاوے کا کھانا بھی درست نہیں۔ دینا بھی درست۔ (بہشتی زیور)

۷۔ بعضے لوگ مزاروں پر چادریں اور غلاف بھیجتے ہیں اور اس کی منت مانتے ہیں۔ چادر چڑھانا منع ہے اور جس عقیدہ سے لوگ ایسا کرتے ہیں شرک ہے۔ (بہشتی زیور)

۸۔ جنازہ کے ساتھ کچھ اناج یا پیسے وغیرہ بھیجتی ہیں۔ کہ قبر پر خیرات کر دیا جا

میں زیادہ نیت ناموری کی ہوتی ہے جس میں کچھ بھی ثواب نہیں ملتا ہے۔(بہشتی زیور)

۹۔ بعض مقرر تاریخوں پر یاان سے ذرا آگے پیچھے کچھ کھانا وغیرہ پکا کر برادری میں بانٹا جاتا ہے اور کچھ غریبوں کو کھلا دیا جاتا ہے۔اس کو تیجا۔دسواں۔چالیسواں کہتے ہیں۔جب یہ نیت ہوئی تو ثواب تو کیا ہوتا الٹا گناہ اور وبال ہے(بہشتی زیور)

۱۰۔ بعضی تو یوں سمجھتی ہیں کہ پیغمبر ﷺ اس محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں اور اسی واسطے بیچ میں پیدائش کے بیان کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔اس بات پر شرع میں کوئی دلیل نہیں اور جو بات شرع میں ثابت نہ ہو اس کا یقین کرنا گناہ ہے۔(بہشتی زیور)

۱۱۔ رمضان کے آخیر جمعہ کے خطبے میں وداع و فراق کے مضامین پڑھنا بدعت ہے۔ (بہشتی زیور)

۱۲۔ میت کو قبر میں رکھتے وقت آذان کہنا بدعت ہے۔(بہشتی زیور)

۱۳۔ قیام میلاد کو ضروری سمجھنا گناہ ہے۔(بہشتی زیور)

۱۴۔ کفن میں یا قبر میں عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں۔ (بہشتی زیور)

۱۵۔ نور نامہ وغیرہ دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں۔(بہشتی زیور)

یہ ہیں تھانوی صاحب کی مخصوص تعلیم کے چند نمونے جسے مسلمانوں میں عام کرنے کا ٹھیکہ تبلیغی جماعت نے لے رکھا ہے۔اب ہم بانیء تبلیغی جماعت کے پیرو مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کی مخصوص تعلیم کے چند نمونے بھی پیش کرتے ہیں تا کہ تبلیغی جماعت کے پوشیدہ اعتقادات و نظریات کی مزید وضاحت ہو جائے۔

گنگوہی صاحب کی تعلیم

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں

(۱) امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا۔یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ)

(۲) رسول اللہ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ بالکل بے اصل بلکہ نصوص شرعیہ صریحہ

کے خلاف اور مشرکانہ عقیدہ ہے۔ (فتاویٰ رشدیہ)

(۳) جب انبیاء کرام علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یارسول اللہ کہنا ناجائز ہو گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۴) ورد کرنا یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاللہ وغیرہ حرام ہے (فتویٰ رشیدیہ)

(۵) کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۶) محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ (فتویٰ رشیدیہ)

(۷) چالیس روز تک روٹی کی رسم کرلینا بدعت ہے۔ ایسے ہی گیارھویں بھی بدعت ہے (فتاویٰ رشیدیہ)

(۸) (پیشوائے وہابیہ) مولوی محمد اسماعیل صاحبِ علم، متقی، بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن اور حدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے (فتاویٰ رشیدیہ)

(۹) (مولوی اسماعیل دہلوی کی لکھی ہوئی کتاب) تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت واصلاح ایمان ہے قرآن وحدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا۔ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۱۰) نبی بخش، پیر بخش، سالار بخش، مدار بخش نام موہم شرک ہیں۔ منع ہیں ان کو بدلنا چاہیے۔ (فتاویٰ رشدیہ)

(۱۱) جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہیں اور کھانے والے کو برا کہتے ہیں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو ثواب ہو گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۱۲) پس صاف روشن ہو گیا کہ مغیبات آپ کو معلوم نہیں۔ اپنا نفع اور ضرر بھی آپ کے اختیار میں نہیں تو یہ عقیدہ البتہ خلاف نص قرآن کے شرک ہوا۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۱۳) تصور کرنا اولیاء اللہ کا مراقبہ درست نہیں۔ اس میں اندیشہ شرک کا ہے۔ (فتاویٰ

رشیدیہ)

یہ ہیں بانیء تبلیغی جماعت کے پیر ومرشد گنگوہی صاحب کی مخصوص تعلیم کے چند نمونے جنہیں مسلمانوں میں عام کرنے کے لیے تبلیغی جماعت شب وروز ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ اب ہم گنگوہی صاحب کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کی مخصوص تعلیم کے چند نمونے بھی پیش کرتے ہیں تاکہ تبلیغی جماعت کے حقیقی خدوخال پوری طرح نمایاں ہو جائیں۔

دہلوی صاحب کی تعلیم

چنانچہ شاہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

(۱) اولیاء وانبیاء امام وامام زادے پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں۔ (تقویۃ الایمان)

(۲) جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔ (تقویۃ الایمان)

(۳) اور یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان)

(۴) جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے کہ اللہ کو مانیے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانیے۔ (تقویۃ الایمان)

(۵) اس شہنشاہ کی شان تو یہ ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان)

(۶) یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان)

(۷) جو ان کاموں کا مختار ہے وہ اللہ ہے۔ محمدؐ یا علیؓ نہیں اور جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" (تقویۃ الایمان)

(۸) ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں۔ (تقویۃ الایمان)

خلاصہ ء مطلب

یہ کہ تبلیغی جماعت کے پیشوایان تھانوی، گنگوہی اور دہلوی صاحبان کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ سنی مسلمان انبیاء کرام اولیاء عظام کی تعظیم کرنا، تیجہ، چالیسواں، گیارھویں، عرس اور رجبی وغیرہ کی صورت میں اپنے اموات کو ایصال ثواب کرنا، انبیاء کرام کو بعطائے خداوندی غیب دان اور حاضر و ناظر سمجھنا، یارسول پکارنا، میلاد النبی ﷺ کی محافل منعقد کرنا، مولود خوانی کے دوران قیام تعظیمی کرنا، اموات المسلمین کے واجبات کے اسقاط کے لیے حیلہ کرنا وغیرہا امور خیر کو نہ صرف ترک کر دیں بلکہ وہ ان کے ہم خیال و ہم عقیدہ ہو کر ان کے بدعت و ناجائز ہونے کا عقیدہ اپنا لیں۔ دوسرے الفاظ میں سنی مسلمان قدیم سنی بزرگان دین حنفیہ، شافعیہ، حنبلیہ، مالکیہ، ماترایہ اور اشعریہ سے اپنا سلسلہ ء تعلق منقطع کر کے پیشوایان دیوبند ابن عبد الوہاب نجدی، ابن قیم، ابن تیمیہ وغیرہم سے اپنا سلسلہ ء تعلق جوڑلیں۔ اللہ تعالیٰ مخالفین اہل سنت کی اس گہری سازش سے ہمارے سنیوں کو آگاہ ہونے کی توفیق بخشے۔ اور دین وایمان کے چوروں سے ان کے متاع ایمان کو محفوظ رکھے۔

تبلیغی جماعت کا طریقہ ء تبلیغ

تبلیغی جماعت کا مقصد تبلیغ واضح کرنے کے بعد ہم اس جماعت کے طریقہ ء تبلیغ کی وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ یہ تقیہ باز جماعت ابتداءً اپنے عقائد فاسدہ و نظریات باطلہ پر پردہ ڈالے رکھتی ہے۔ اور مسلمانوں کو کلمہ اور نماز کی تبلیغ کرتی ہے۔ جب سنی لوگ اس سے قدرے مانوس ہو جاتے ہیں تو پھر یہ انہیں چند دنوں کی چلہ کشی کے لیے چورے فضائل سنا کر اپنے ہمراہ نکلنے پر آمادہ کرتی ہے۔ جب بھولے بھالے ان پڑھ اپنے عقائد سے بے خبر مسلمان ان کے دام تزویر میں پھنس کر ان کے ہمراہ گشت لگانے کو نکل پڑتے ہیں تو پھر یہ جماعت انہیں تنہائی میں اپنی خود ساختہ توحید اور خانہ ساز شرک کا مفہوم سمجھانا شروع کرتی ہے۔ نتیجۃً یہ چلہ کش مسلمان چلہ پورا ہونے پر پوری طرح سنیت سے بیزار اور وہابیت کے دلدادہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ جب وہ نیا دین و عقیدہ لے کر اپنے علاقہ میں واپس آتے ہیں تو وہ سنیوں سے بحث چھیڑتے اور فتنہ و فساد کا سبب بن

جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین وایمان کے ان شکاریوں کی اس گہری خطرناک چال سے محفوظ رکھے آمین۔

الغرض آپ حضرات مولانا ارشد القادری صاحب کے ان الفاظ میں چلہ کشی کے برے اثرات کا اندازہ فرمائیں۔ "تبلیغی جماعت کی ان سرگرمیوں میں سب سے گہرا راز جس پر ہنوز پردہ پڑا ہوا ہے یہی ہے کہ اس کے مبلغین عام اجتماعات میں کسی رخ سے بھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیتے کہ وہ عام مسلمانوں کا مذہب واعتقاد بدلنے اُٹھے ہیں۔ لیکن سچ پوچھیے تو ان کے شکار کا اصل میدان وہ تبلیغی گشت ہے جس میں وہ اپنے ہمراہ سادہ لوح مسلمانوں کو گاؤں گاؤں اور شہر شہر پھراتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے مبلغین ہر جگہ اپنی تقریروں میں اس بات پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں کہ لوگ ان کے ساتھ گشت میں نکلیں۔ چلت پھرت تبلیغی جماعت کی ایک خاص اصطلاح ہے اور یہ اتنی اہم ہے کہ جس اجتماع سے چلت پھرت کے لیے لوگ دستیاب نہیں ہوتے اسے وہ کامیاب اجتماع ہی نہیں سمجھتے۔ تبلیغی گشت یا چلت پھرت کو وہ اس لیے بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں کہ سفر میں آدمی اپنی دنیا سے یک لخت کٹ جاتا ہے اور انہی لوگوں پر بھروسہ کرتا ہے جو اس کے ساتھ شریکِ سفر رہتے ہیں۔ کسی کو شیشے میں اتارنے کے لیے تنہائی اور فرصت کے لمحات کا اس سے بہتر اور کوئی زمانہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ تبلیغی جماعت کا یہ سفر ایک مذہبی تقدس کے جذبے سے وابستہ ہوتا ہے اس لیے پہلے ہی قدم پر امیر جماعت کی سربراہی اور اس کے ساتھ دینی وابستگی کا ایک نیاز مندانہ تصور ذہن سے منسلک کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ شرکائے سفر میں سے کوئی بھی ماحول کی گرفت سے آزاد نہ ہونے پائے۔ اس طرح پہلے ہی ملاقات میں ایک قابل اعتماد مرشد کی امیرِ جماعت کے ہاتھوں میں ساتھیوں کے مشاغل اور نظام الاوقات کا سارا اختیار منتقل ہو جاتا ہے۔ اب اطاعت شعار نیاز مندوں کی یہ ٹولی کسی آبادی میں پہنچ کر اپنی پسند کی کسی مسجد میں قیام کرتی ہے۔ امیر جماعت کی سربراہی میں آبادیوں کا گشت کر کے واپس لوٹنے کے بعد ساتھیوں کی ایک مخصوص مجلس تعلیم منعقد ہوتی ہے جس میں باہر کے لوگ شریک نہیں ہوتے۔ ذہن وفکر پر چھاپہ مارنے کی یہی وہ نازک گھڑی ہوتی ہے جس کی زد سے بچ نکلنا ہر شخص کا کام نہیں ہوتا" (تبلیغی جماعت ص ۱۲۹)

تبلیغی جماعت کے اسی پُر اسرار طریقہ تبلیغ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں "آپ لوگ خوب یقین فرمالیجئے کہ ہماری تحریک اور اسلامی تبلیغ نہ کسی کی دلآزاری کو پسند کرتی ہے اور نہ کسی فتنہ و فساد کے الفاظ سننا چاہتی ہے۔ آپ لوگوں نے بدعتی کے لفظ سے بعض جگہ کے لوگوں کو یاد کیا ہے۔ آئندہ سے ایسے الفاظ سے احتراز چاہیے۔ جو اشتعال انگیز فتنہ خیز ہوں بلکہ اس قسم کے مبہم الفاظ لکھنے چاہیے۔ جس سے کسی خاص فرقہ یا جماعت پر طعن نہ آئے مثلاً بعض جگہ کے لوگ اب تک شکوک و شبہات میں پڑے ہوئے ہیں۔ دوسروں کے عیب کی کوشش بے ہنری اور کام کو بے رونق کرنے والی چیز ہے۔ دوسروں میں عیب نکالنے سے اپنا مایہ بھی جاتا رہتا ہے اور اپنے میں عیب ڈھونڈ کر نکالنے سے پونجی میں کمی نہیں آتی اور اگر اس پر ندامت کے ساتھ استغفار و توبہ کی تو آئندہ کے لیے رحمت و برکت نازل ہوتی ہے۔ بہر کیف تحریر و تقریر میں نہ ایسے الفاظ نکلیں جس میں اندیشہ و خطرہ ہو فساد کا۔ اور نہ ایسے خیالات کا اظہار ہو جن سے بدگمانی اور بدظنی بڑھے۔ سارے مسلمان اپنے ہی بھائی ہیں۔ جب نرمی اور طریقہ سے لائے جائیں گے تو خود ہی حق پر آجائیں گے" (مکاتیب الیاس ص ۱۴۰)

بہر کیف یہ جماعت انوکھا طریقۂ تبلیغ اختیار کر کے مسلمانوں کو وہابی بناتی ہے۔ لہذا اس سے کنارہ کش رہنا ہر مسلمان کا فرض ہے ۔ کارِ ما نصیحت بود کردیم

چلہ کشی کی اہمیت

چونکہ یہ جماعت اپنے نئے ہمراہیوں کا ذہن بدلنے کے لیے تبلیغی گشت کو کام میں لاتی ہے۔ جیسا کہ گذشتہ سطور میں تفصیلاً ذکر ہوا۔ اس لیے اس کے نزدیک چلہ کشی کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ بانی تبلیغی جماعت اس بارہ میں لکھتا ہے۔

"جو اب تک میرے ذہن میں دین میں کمی کا باعث ہے وہ ایک ظاہر کے متعلق ہے اور ایک باطن کے متعلق ہے۔ ظاہر کے متعلق یہ ہے کہ جماعتیں بنا کر دین کی باتوں کے متعلق نکلنا چھوڑ دیا حالانکہ یہی بنیادی اصل تھی۔ حضور خود پھیرا کرتے تھے۔ اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا۔ وہ مجنونانہ پھیرا کرتا تھا۔ مکہ کے زمانے میں مسلمین کی تعداد افراد کے درجہ میں تھی تو ہر

ہر فرد مسلم ہونے کے بعد بطور فردیت و شخصیت کے منفرداً دوسروں پر عرض حق میں کوشش کرتا رہا۔ مدینہ میں مجتمعانہ و متحدانہ زندگی تھی وہاں پہنچتے ہی آپ نے ہر چہار طرف جماعتیں روانہ کرنی شروع کر دیں۔ سو اس کا چھوٹ جانا جسم مذہب کا چلا جانا ہے" (مکاتیب الیاس ص ۱۱)

اور دوسرے مقام پر لکھتا ہے "بندہ ناچیز کے نزدیک یہ تبلیغ شریعت طریقت حقیقت تینوں کو علی الاتم جامع ہے" (مکاتیب الیاس ص ۶۷)

اور تیسری جگہ لکھتا ہے "حضرت تھانوی کے لیے ایصال ثواب کا بہت اہتمام کیا جائے۔ ہر طرح کی خیر سے ان کو ثواب پہنچایا جائے۔ کثرت سے قرآن شریف ختم کرائے جائیں۔ یہ ضروری نہیں کہ سب اکٹھے ہو کر ہی پڑھیں بلکہ ہر شخص کا تنہائی میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ تبلیغ میں نکلنے کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔ اس لیے اس صورت سے زیادہ پہنچاؤ" (مکاتیب الیاس ص ۶۷)

غور فرمائیں کہ تبلیغی جماعت کا بانی تھانوی صاحب کی تعلیم عام کرنے کے لیے جو تبلیغی دورے ضروری سمجھتا ہے۔ اس کے بقول ان کی شرعی حیثیت کتنی زیادہ ہے۔ یعنی وہ اسے سنت مؤکدہ، دین کا اہم رکن اور قرآن خوانی سے بھی زیادہ ثواب والا کام قرار دے رہا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ)

تبلیغ سے زیادہ تعلیم کی ضرورت ہے

چونکہ تبلیغی جماعت کا اصل مشن عام مسلمان کے ذہن کو تبدیل کر کے دیوبندیت کی طرف مائل کرنا ہے۔ اس لیے یہ جماعت تعلیم کی بجائے تبلیغ کو زیادہ اہمیت دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے وفود میں اکثر مبلغین نرے جاہل اور دین سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ تبلیغ ہر کس و ناکس کا کام نہیں صرف اور صرف علماء کا کام ہے۔ حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں العلماء ورثۃ الانبیاء (منصب تبلیغ میں) علماءِ امت انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء جاہل پر تبلیغ کرنا ممنوع بتاتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ امر بالمعروف کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے۔ اول علم کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا الیٰ آخرہ"

اور ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں۔ حدیث من رای منکم میں من جعفیہ لا کر اس طرف

اشارہ فرمادیا کہ امر بالمعروف صرف اسی شخص کا کام ہے جو نیکیوں کے درجات، برائیوں کے تفاوت اور ان میں اتفاقی واختلافی امور کا علم رکھتا ہے" (مرقاۃ)

اور امام صاوی ارشاد فرماتے ہیں۔ ہر شخص تبلیغ کا اہل نہیں۔ مثلاً جاہل کہ وہ نہ کسی کام کا امر کرنے کا مجاز ہے اور نہ کسی بات سے منع کرنے کا۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ وہ اپنی جہالت کی وجہ سے کسی برے کام کا امر کرنے لگے یا کسی اچھے کام سے منع کرنے لگے" (تفسیر صاوی)

الغرض

تبلیغی جماعت کا مشن نہایت خطرناک وپر اسرار ہے۔ سنی مسلمانوں پر شرعاً فرض ہے کہ وہ اپنے ایمان کو بچانے کے لیے ان لوگوں سے پوری پوری نفرت کا اظہار کریں۔ انہیں اپنے پاس نہ پھٹکنے دیں۔ انہیں اپنی مساجد میں نہ گھسنے دیں۔ اور اگر یہ چوروں کی طرح گھس آئیں تو انہیں ذلیل کر کے وہاں سے نکال دیں۔ ان کی تبلیغ ہرگز ہرگز نہ سنیں۔ اور ان کے مرکز میں ہرگز نہ جائیں اور نہ ان کے ہمراہ چلہ کشی میں اپنے ایمان، عقیدہ اور وقت کا ضیاع کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان نصیحتوں کو بار آور فرمائے۔ اور سنی طبقہ کو بیدار کرے۔ آمین وھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ المقالۃ النافحۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

انیسواں مقالہ

آئینۂ وہابیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک شخص نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہابی ہیں اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی وہابی ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ قول کیسا ہے؟ اور عند الشرع اس کے قائل کا کیا حکم ہے؟ (العارض ابوالضیاء محمد عبدالحمید قادری)

الجواب وھو الموفق للصدق والصواب۔

شخص مذکور کا یہ دعویٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ وہابی ہیں۔ یہود ونصاریٰ کے اس دعویٰ کی طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی اور نصرانی ہیں، بالکل بے اصل اور بے حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **یا اھل الکتاب لم تحاجون فی ابراھیم وما انزلت التورۃ والانجیل الا من بعدہ افلا تعقلون** (پ ۳، رکوع ۱۵) اے کتاب والو! ابراہیم کے بارہ میں کیوں جھگڑتے ہو، توراۃ و انجیل تو نہ اتری مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ اور فرمایا **وما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا و لکن کان حنیفاً مسلماً، وما کان من المشرکین** (پارہ ۳، ۱۵) ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بالکل ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے۔ پھر فرمایا **ان اولیٰ الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المؤمنین۔** (پ ۳، ۱۵) بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔

الحاصل جس طرح یہودیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیم یہودی ہیں اور نصاریٰ کا یہ گمان تھا کہ آپ نصرانی ہیں اور مشرکین عرب کا یہ خیال تھا کہ ان کا دین شرک ملت ابراہیمیہ ہے، اسی طرح آج کل کے وہابیہ نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت غوث اعظم وہابی ہیں۔ حالانکہ جس طرح یہودیت اور نصرانیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ پاک کے برسوں بعد حادث ہوئیں، لہذا آپ نہ یہودی تھے نہ نصرانی یونہی حضور پر

نور ﷺ کے عہد رسالت کے تقریباً بارہ سو سال بعد وہابیت پیدا ہوئی لہذا آپ وہابی نہیں ہیں۔ پس وہابی اس دعویٰ باطلہ میں یہود و نصاریٰ کی رسم و راہ پر ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ خود نبی اکرم ﷺ نے یہ فرما دیا ہے **لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرآئیل حذو النعل بالنعل** (مشکوٰۃ) ضرور میری امت پر ہر وہ بات گزرے گی جو بنی اسرائیل پر گزری تھی پوری پوری طرح (واللہ اعلم بالصواب)

یہ تو ہے اس سوال کا اجمالی جواب۔ اب اس کا تفصیلی جواب سنیے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا "بلاشبہ بنی اسرائیل بہتر گروہوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔ اور ایک گروہ کے سوا باقی سب جہنمی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ (ناجی گروہ) کون ہے؟ فرمایا **ما انا علیہ و اصحابی** وہ جماعت جو میری اور میرے صحابہ کی راہ پر ہو گی۔ (مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان فی الاعتصام بالکتاب والسنۃ) اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے قیامت تک کے مسلمانوں کو یہ حکم دیا **اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار** (کتاب مذکور) مسلمانوں کے سب سے عظیم گروہ کی پیروی کرو کہ جو اس سے جدا ہوا وہ جہنم میں جدا ہو گا۔

ان دو حدیثوں کو ملا کر دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کے انتقال فرما جانے کے بعد آپ کی امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔ بہتر فرقے گمراہ اور دوزخی ہوں گے اور ایک جماعت ہدایت یافتہ اور جنتی ہو گی۔ اور یہ ناجی فرقہ سواد اعظم یعنی سب سے بڑی جماعت ہو گا۔ کہ اسی کے عقائد و معمولات پر چلنے سے نجات وابستہ ہو گی۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ سواد اعظم کون سا گروہ ہے؟ کہ وہی حضور علیہ السلام اور ان کے صحابہ کی راہ پر ہے۔ اس بارہ میں دور جانے کی ضرورت نہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد کافی ہے۔ اہل سنت وجماعت کہ فرقہ ناجیہ اند و نجات بے اتباع ایں بزرگواراں متصور نیست و اگر سر مو مخالفت ست خطر در خطر است۔ یعنی ناجی فرقہ اہل سنت وجماعت ہیں اور ان کا اتباع کیے بغیر نجات متصور نہیں اور اگر ان کی بال برابر بھی مخالفت کی جائے تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔

الحمدللہ! اس بیان سے روشن و ظاہر ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت غوث

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہابی نہ تھے۔ بلکہ آپ دونوں ان نظریات و عقائد کے حامل تھے جو سواد اعظم یعنی اہل سنت و جماعت نے اختیار کر رکھے ہیں۔ اور جن کی حقانیت و صداقت پر قرآن و سنت اور اجماع و قیاس شاہد عدل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وللہ الحمد! اللھم ربنا ثبت اقدامنا علی مذھب اھل السنۃ والجماعۃ آمین . شخص مذکور کا یہ کہنا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ وہابی ہیں نہ صرف یہ کہ ایک باطل اور بے حقیقت دعویٰ ہے بلکہ شان رسالت اور سرکار غوثیت میں بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی کے کلمات ہیں۔ کیونکہ لفظ وہابی امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب ہے جو ایک ظالم و باغی اور خونخوار و فاسق شخص تھا۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی پیشوائے دیوبند نے لکھا "محمد بن عبدالوہاب نجدی کو لوگ وہابی کہتے ہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)۔ اور دوسرے مقام پر لکھا "محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ اور دونوں عبارتوں کا ماحصل یہ ہوا کہ لوگ محمد بن الوہاب اور اس کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان ایک وہابی مولوی نے بھی اس حقیقت کا اظہار اپنے ان لفظوں میں کیا ہے "اور یہ لفظ (وہابی) منسوب ہے محمد بن عبدالوہاب کی طرف سے جو نجد کا ایک مظلوم مصلح تھا" (حاشیہ تقویۃ الایمان ص ۸)

اب رہا محمد بن عبدالوہاب نجدی کے کردار کا مسئلہ تو اس بارہ میں دیوبندی مولوی حسین احمد مدنی اس پر بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں "الحاصل وہ (محمد بن عبدالوہاب نجدی) ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ اس وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس سے اور اس کے اتباع (مقتدیوں) سے دلی بغض تھا اور ہے۔ اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوسی سے نہ ہنود سے (شہاب ثاقب ص ۴۲) اور علامہ احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ شریف لکھتے ہیں "اور محمد بن عبدالوہاب کے حال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دعوئے نبوت کرنے کا خیال رکھتا تھا۔ مگر وہ اسے صراحت کے ساتھ ظاہر نہ کرسکا اور وہ اپنے معاملہ کے شروع شروع میں ایسے لوگوں کے حالات زندگی پڑھنے کا دلدادہ تھا جنہوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے تھے مثلاً مسیلمہ کذاب وغیرہ (دررسنیہ ص ۵۲) اور آگے لکھتے ہیں "اور اس کی بداعمالیوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس زمانے میں اس نے لوگوں کو حضور علیہ السلام کی زیارت کرنے سے منع کیا۔ اس زمانے میں احساء کے

چند آدمیوں نے آپ کی زیارت کی تو خبر ملنے پر اس نے انہیں اپنے پاس بلایا، ان کی داڑھیاں مونڈوائیں اور انہیں الٹا سوار کرا کر اپنے علاقہ میں پہنچایا'' اور لکھتے ہیں اور وہ درود شریف سے منع کرتا تھا۔ اور اس کے سننے سے اذیت پاتا تھا۔ اور وہ بروز جمعۃ المبارک درود شریف پڑھنے اور اسے میناروں پر بلند آوازی سے پڑھنے سے روکتا تھا۔ اور ایسا کرنے والوں کو اذیت اور سخت سزائیں دیتا تھا۔ حتیٰ کہ اس نے ایک نیکو کار خوش آواز نابینا شخص کو محض اس بنا پر قتل کیا کہ باوجودیکہ اسے درود شریف سے منع کیا جاتا تھا۔ وہ درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ اور ابن عبد الوہاب نے دلائل الخیرات وغیرہ کتب درود و سلام کو جلا دیا (درر سنیہ ص ۴۶) نعوذ باللہ منہ

صرف یہی نہیں کہ وہ ایک ظالم و خونخوار قسم کا انسان تھا۔ بلکہ وہ اہل سنت کا جانی دشمن تھا۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رد المحتار باب البغاۃ میں خوارج کی قسموں پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے پیروں کے متعلق واقع ہوا کہ وہ نجد سے نکلے اور انہوں نے حرمین طیبین پر غلبہ پالیا۔ وہ حنبلی مذہب کی طرف منسوب ہیں مگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو کوئی ان کے عقیدہ کے مطابق نہیں وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت کا قتل مباح قرار دیا اور ان کے علماء کو شہید کر ڈالا'' اور مولوی حسین احمد مدنی نے لکھا ''صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ انکے قتل کرنے کو باعث ثواب اور رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور ان کے اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھ شہید ہو گئے'' (شہاب ثاقب ص ۴۲)

صرف یہی نہیں کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی ظالم و خونخوار اور اہل سنت کا پکا دشمن تھا بلکہ مسلمانوں کے متفقہ و مسلمہ عقائد و نظریات کے خلاف نئے نئے عقیدے اور نظریئے گھڑنے والا بھی

تھا۔ چنانچہ علامہ ابن زینی دحلان فرماتے ہیں ''وہ (محمد بن عبد الوہاب نجدی) درعیہ شہر کی جامع مسجد میں خطبہ دیا کرتا تھا۔ اور اپنے ہر خطبہ میں یہ الفاظ کہا کرتا تھا۔ من توسل بالنبی ﷺ فقد کفر۔ جو کوئی نبی علیہ السلام سے وسیلہ پکڑے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (درر سنیہ ص ۴۳) اور اس کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ محض ایک قاصد تھے۔ (درر سنیہ ص ۴۷) اور اس کے بعض اتباع کا یہ مقولہ ہے عصای ھذا خیر من محمد۔ میری یہ لاٹھی محمد سے بہتر ہے کہ میں اس سے سانپ وغیرہ کو قتل کرتا ہوں اور محمد مر گئے ہیں اب ان میں کوئی منفعت باقی نہیں رہی۔ اور وہ صرف ایک ایلچی تھے (درر سنیہ ص ۴۷) اور مولوی حسین احمد دیوبندی جو دیوبندیوں کے بقول گیارہ بارہ سال تک مسجد نبوی شریف میں درس حدیث دیتے رہے ہیں۔ وہابیوں کے بعض عقائد بریں طور پر ذکر کرتے ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعائیں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات ﷺ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ اور محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے اور محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اس کے اتباع کا اب یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے۔ جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ اور زیارت رسول مقبول ﷺ اور حضوری آستانہ شریفہ اور ملاحظہ روضہ مطہرہ کو بدعت و حرام وغیرہ یہ (وہابی) طائفہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور اور ممنوع جانتا ہے۔ بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔ اور شان نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔ اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کے حجرہ مطہرہ نبویہ کے غلاف کے ٹکڑے کی زیارت کرنا، اسے آنکھوں سے لگانا، اسے اپنے منہ سے چومنا، اوروں کی

آنکھوں سے لگانا اور ان کے سروں پر رکھنا وہابیہ کے نزدیک بدعت و حرام ہے۔ اور اہل مدینہ کا دستور ہے کہ بعد چالیس روز کے جالی شریف میں اندرون حجرہ مطہرہ (نومولود) بچوں کو داخل کرتے ہیں۔ اور خادم روضہء مطہرہ اس کو لے جا کر سامنے روضہ اقدس کے قبلہ کی طرف لٹادیتا ہے۔ اور دعا مانگتا ہے۔۔۔۔ ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ کیا وہابیہ خبیثیہ ان افعال کو جائز کہتے ہیں؟ کیا ان کو وہ شرک کفر و بدعت وغیرہ نہیں کہتے؟ اور وہابیہ اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ مراقبہ ، ذکر و فکر و ارادات مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں۔ اور یہ (وہابی) لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں۔ اور وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ اسے بمنزلہ عدم کے پہنچادیتے ہیں۔ اور وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم و اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین ﷺ کو خالی جانتے ہیں۔ اور وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں۔ اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ وہابیہ خبیثیہ استعمال کرتے ہیں۔ اور علیٰ ھذا القیاس اذکار اولیا کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کو بھی برا سمجھتے ہیں" (شہاب ثاقب ملتقطا)

الحاصل محمد بن عبد الوہاب نجدی ظالم اور خونخوار، خارجی المذہب مبغوض شخص تھا لہذا جو لفظ اس کی طرف منسوب ہو گا وہ ضرور بدنام اور رسوا ہو گا۔ اسی وجہ سے ہمارے علاقوں میں یہ لفظ سخت ذلیل اور حقیر شمار کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خود وہابی لوگ بھی اس سے حتی الوسع گریز کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی انہیں وہابی کہے تو اس سے بہت چڑتے اور سخت ناراض ہوتے ہیں۔ چنانچہ مودودی صاحب کا ایک چیلہ انہیں یہ لکھتا ہے

"مسلمانوں کی اکثریت جہالت اور شرک میں مبتلا ہے۔۔۔۔ اور لوگوں کو معلوم ہو کہ رہتا ہے کہ ہم (یعنی مودودی جماعت) قبروں پر جا کر حاجات طلب کرنے کے خلاف ہیں۔ جہاں یہ بات کھلی بس فوراً ہی آدمی کو وہابی کا سرٹیفکیٹ ملا اور کسی کو وہابی قرار دینے کے بعد لوگ اس کی بات سننے پر آمادہ نہیں ہوتے بلکہ اس سے بدکنے لگتے ہیں" الخ اس کے جواب میں مودودی صاحب نے یہ لکھ بھیجا "وہابیت کے الزام سے بچنے کا اہتمام نہ کیجئے۔ لوگوں نے در

حقیقت مسلمان کے لیے یہ دوسرا نام تجویز کیا ہے وہ گالی مسلمان کو دینا چاہتے ہیں۔ لیکن مسلمان کہہ کر گالی دیں تو اپنا اسلام خطرہ میں پڑتا ہے۔ اس لیے وہابی کہہ کر گالی دیتے ہیں۔ اس حقیقت کو جب آپ سمجھ جائیں گے تو پھر وہابی کے خطاب سے آپ کو کوئی رنج نہ ہو گا۔" (رسائل و مسائل ج ا ص ۳۹۲) اور خلیل احمد دیوبندی لکھتے ہیں "اس کے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا" (مھند ص ۲۴) اور ایک اور دیوبندی مولوی لکھتے ہیں "اور ہندوستان میں سب سے پہلے یہ لفظ (وہابی) بطور گال کے مولوی فضل رسول بدایونی نے استعمال کیا" (جواب زلزلہ ص ۶۱) اور یہی مولوی صاحب لکھتے ہیں "اہل بدعت گروہ (سنی بریلوی لوگوں) نے ان (دیوبندی اکابر) کو بدنام کرنے کے لیے ان پر غلط الزام لگا کر کہ یہ لوگ درود شریف کے منکر ہیں۔۔۔۔ اور ان الزاموں کے لیے ایک جامع لفظ وضع کیا کہ یہ وہابی ہیں۔ بس وہابی کا لفظ کہہ دو اس کے مفہوم میں یہ چیزیں ذہن میں حاضر ہو جائیں گی (جواب زلزلہ ص ۹)

الغرض آجکل کی اصطلاح میں وہابی ہر مکتب فکر کے لوگوں کے خیال میں ذلیل اور گھٹیا لفظ ہے۔ لہذا اس کا استعمال حضور ﷺ اور غوث اعظم رحمۃ اللہ کے لیے سخت بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اور گستاخ رسول کے بارہ میں جملہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شان پاک میں ادنیٰ سی گستاخی اشد کفر ہے۔ جو بدبخت آپ کی توہین کی وجہ سے کافر ہوا اسے مذاہب اربعہ میں پناہ نہیں اس کے ناپاک وجود سے خدا کی زمین کو پاک کر دینا چاہیے۔ (سیف یمانی ص ۱۲۱)

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ وہابیہ زمانہ خواہ مخواہ حضور غوث پاک کو وہابی قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کے عقائد و عقائد وہابیہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ چنانچہ آپ قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔ **نظرت الی بلاد اللہ جمعاً کخردلۃ علی حکم الا تصالی** میں اللہ کے تمام شہروں کو رائی کے دانہ کی طرح مسلسل دیکھتا ہوں اور فرماتے ہیں **بلاد اللہ ملکی تحت حکمی**۔ اللہ کے تمام شہر میری ملکیت اور میرے تابع فرمان ہیں اور فرماتے ہیں **فحکمی نافذفی کل حال**۔ سو میرا حکم ہر حال میں نافذ ہے۔ اور فرماتے ہیں میرے سر سے یہ بات بھی ہے کہ جو مہینہ یا سال گزرتا ہے وہ گزرنے سے پہلے میرے پاس آتا ہے اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہوتا ہے اس کے بارہ میں

وہ مجھے خبر دیتا ہے اور فرماتے ہیں عینی فی اللوح المحفوظ۔ میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ ماتطلع الشمس حتی تسلّم علیّ جب تک سورج مجھے سلام نہ کرے طلوع نہیں ہوتا۔ اور فرماتے ہیں تعرض علی الاشقیاء والسعد آء۔ مجھ پر تمام برے اور نیک لوگ پیش کیے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اذا سا لتم اللہ فا سألوہ بی۔ جب بھی تم اللہ سے کچھ مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو (کلھا من قلائد الجواہر)

سبحان اللہ! کہاں حضور غوث پاک کے یہ ارشادات اور کہاں وہابیہ زمانہ کے خرافات و ہذیانات۔ چہ نسبت خاک را باعلم پاک۔

آخر پر ایک شبہ کا ازالہ کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ "اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں" (فتاویٰ رشیدیہ ص۹۶) یہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا بچہ بچہ آج بھی یہ جانتا ہے کہ صحیح العقیدہ دیندار و متبع سنت کو سنی کہا جاتا ہے۔ اور جو بد عقیدہ ہو اسے وہابی کہتے ہیں چنانچہ مودودی صاحب کی یہ عبارت قابل غور ہے "وہابی دراصل کسی فرقہ کا نام نہیں محض طنز اور طعن کے طور پر ان لوگوں کے لیے ایک نام رکھ دیا گیا ہے۔ جو یا تو اہل حدیث ہیں۔ یا محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں۔ (رسائل و مسائل ص۱۹۱ ج۱) چونکہ اہل حدیث اور محمد بن عبدالوہاب کے پیراؤں میں اعتقاداً کوئی فرق نہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ وہابی کا لفظ مودودی صاحب کی اس تحریر کے لکھے جانے کے وقت تک محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مقتدیوں کے لیے ان اطراف میں استعمال کیا جاتا ہے۔ لہذا گنگوہی صاحب کی مذکورہ بالا لفظ وہابی کی تفسیر سراسر غلط ثابت ہوئی۔

اور یہاں اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ بعض لوگوں نے آج کل یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ وہابی کا معنی ہے اللہ والا۔ لہذا حضور علیہ السلام وہابی یعنی اللہ والے ہیں۔ اس بارہ میں عرض یہ ہے کہ وہابی کا حقیقی معنی کچھ بھی ہو لیکن اس کا مجاز متعارف معنی وہی ہے۔ جو ہم نے گذشتہ صفحات میں بتایا ہے۔ جیسا کہ اس کی تصریح ایک دیوبندی مولوی کی عبارت کے ان الفاظ میں موجود ہے "اور ان الزاموں کے لیے ایک جامع لفظ وضع کیا کہ یہ وہابی ہیں۔ بس وہابی کا لفظ ۔۔۔ اس کے مفہوم میں یہ چیزیں ذہن میں حاضر ہو جائیں گی" اور یہ اصول فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے

کہ حقیقت مہجورہ کو مراد نہیں لیا جاتا۔ پس جب کوئی شخص اس لفظ کو بولے گا تو اس کا یہ حقیقی متروک و مہجور معنی مراد نہیں ہو گا بلکہ اس کا معروف و متعارف مجازی معنی یعنی وہ شخص جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب ہے۔ مراد ہو گا لہذا حضور علیہ السلام اور غوث پاک کو وہابی کہنے کا یہ مطلب ہوا کہ آپ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدی ہیں اور یہ گستاخی اور بے ادبی نہیں تو اور کیا ہے؟ خود وہابیہ کے پیشوا اسماعیل دھلوی نے لکھا ہے کہ یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولیے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے'' (تفویۃ الایمان ص ۸۱)

الحاصل لفظ وہابی کا اطلاق ذات سرور کائنات ﷺ اور حضور غوث پاک علیہ الرحمۃ پر توہین، بے ادبی اور سخت گستاخی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے بے باک اور گستاخ انسان سے محبتِ رسول کے پیش نظر مکمل مقاطعہ رکھیں واللہ اعلم بالصواب۔ وھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ المقالۃ النافعۃ تقبلھا اللہ تعالی بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔

بیسواں مقالہ

آئینہ ءِ مودودیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سائر الانبیاء والمرسلین خصوصاً علیٰ افضلھم واماھم وآلہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد:۔ امت محمدیہ کی شومئی قسمت جانیے کہ اس دور میں گندم نما جو فروش قسم کے مولوی پیدا ہوگئے ہیں جو ایک طرف عوام کالانعام کے سامنے برسر منبر قسمیں کھا کھا کر اپنا سنی صحیح العقیدہ ہونا بتلاتے ہیں۔ تو دوسری طرف سنیوں کے معمولات گیارھویں، حیلہ اسقاط، باآواز بلند صلوٰۃ وسلام پڑھنے، انگوٹھے چومنے کا صاف صاف انکار کرتے ہیں۔ مزید برآں وہ پیشوایان وہابیہ ابن تیمیہ، ابن قیم، شوکانی، محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی وغیرہم کے سچے جانشین ابوالاعلیٰ مودودی بانیٔ جماعت اسلامی کی غلامی وعقیدت کا طوق اپنے گلے میں ڈالتے، اس کا گمراہ کن لٹریچر پڑھتے۔ اس پر ایمان لاتے اور عامۃ المسلمین میں اسے بانٹتے پھرتے ہیں۔ بلکہ مودودی جماعت کے کارکن بن کر جگہ جگہ جلسے کرواتے اور اپنی جماعتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ عوام بے چارے ان فریب کاروں کی اس فریب کاری کو کیا جانیں۔ وہ ان کی جھوٹی قسموں کی وجہ سے انہیں سنی جانتے ہیں اور ان کی گمراہ کن باتوں پر کان دھرتے ہیں۔ بدیں حالات اس امر کی اشد ضرورت تھی کہ ایک مختصر کتاب مودودی کے عقائد ونظریات کو کھولنے کے لیے لکھی جائے۔ بحمدہ تعالیٰ ہم نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے یہ مقالہ ''آئینہ مودودیت'' مرتب کیا ہے۔ سنی صحیح العقیدہ بھائیوں سے یہ درخواست ہے کہ وہ اس مقالہ کو خود پڑھیں، اسے اپنے حلقہ احباب میں پہنچائیں اور مودودیت زدہ مولویوں کے دام تزویر سے بچنے کی پوری پوری کوشش فرمائیں۔ وما ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وحسبی اللہ ونعم الوکیل۔

مودودی کے نزدیک تنقید کا مفہوم

مودودی صاحب نے تنقید کا مفہوم بتاتے ہوئے لکھا ہے ''البتہ تنقید کے جو معنے اہل علم میں معلوم ومعروف ہیں ان میں اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام کے سوا کسی انسان کو بھی میں تنقید سے بالاتر نہیں مانتا۔ کسی صحابی کا قول یا فعل بھی محض اپنے قائل وفاعل کی شخصیت کی بنا پر حجت نہیں ہے۔ بلکہ اس کی

دلیل دیکھ کر رائے قائم کی جائے گی کہ آیا اسے قبول کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ دلیل کے لحاظ سے کسی بات کو جانچنے کا نام ہی تنقید ہے" (رسائل و مسائل ص ۱۰۱ جلد سوم)

مودودی کی تنقید اکابر میں بے باکی

مودودی صاحب تنقید اکابر میں بڑے بے باک اور جرأت مند واقع ہوئے ہیں چنانچہ وہ خود اس بات کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ "میں اس لحاظ سے بہت بدنام ہوں کہ اکابر سلف کو معصوم نہیں مانتا اور ان کے صحیح کو صحیح کہنے کے ساتھ ان کے غلط کو غلط بھی کہہ گزرتا ہوں" (تجدید و احیاء دین ص ۱۴۶)

اور وہ اسی چیز کا اعتراف دوسری جگہ اپنے ان الفاظ میں کرتے ہیں "میرا طریقہ یہ ہے کہ میں بزرگان سلف کے خیالات اور کاموں پر بے لاگ تحقیقی و تنقیدی نگاہ ڈالتا ہوں۔ جو کچھ ان میں حق پاتا ہوں اسے حق کہتا ہوں اور جس چیز کو کتاب و سنت کے لحاظ سے یا حکمت عملی کے اعتبار سے درست نہیں پاتا اس کو صاف صاف نادرست کہہ دیتا ہوں" (رسائل و مسائل جلد اول ص ۴۱۱)

انبیاء کرام پر مودودی کی تنقید

مودودی صاحب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ "میں انبیاء کے سوا کسی کو معصوم بھی نہیں سمجھتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ انبیاء کرام کو بھی غیر معصوم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں "یعنی آدم کو جب اپنے قصور کا احساس ہوا اور انہوں نے نافرمانی سے پھر فرمانبرداری کی طرف رجوع کرنا چاہا" (تفہیم القرآن جلد اول ص ۶۷، رسائل و مسائل جلد اول ص ۴۱۱)

اور ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں لکھا "مگر اللہ تعالیٰ نے جواب میں اس غلط فہمی کو فوراً رفع فرمادیا" (تفہیم ج ۱ ص ۱۱۲)

اور موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا "نبی ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا کہ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا" (رسائل و مسائل ص ۲۸ جلد اول)

اور یونس علیہ السلام کے بارہ میں لکھا ''یہ آیات صاف بتارہی ہیں کہ حضرت یونس سے کوئی نہ کوئی قصور ضرور سرزد ہوا تھا جس پر انہیں مچھلی کے پیٹ میں پہنچادیا گیا اور وہ قصور بے صبری کی نوعیت کا تھا اور لامحالہ وہ فریضہ رسالت کی ادائیگی ہی کے سلسلے میں ہوا تھا'' (رسائل ومسائل جلد سوم ص ۸۳)

اور سردار انبیاء علیہ کے متعلق لکھا ''اور حضور کو تبلیغ کا صحیح طریقہ بتانے کے ساتھ ساتھ اس طریقے کی غلطی سمجھائی گئی جو اپنی رسالت کے کام کی ابتداء میں آپ اختیار فرمارہے تھے'' (تفہیم ص ۲۵۱ جلد ششم)

؎ خدایا آسماں کیوں پھٹ نہیں پڑتا ہے ظالم پر

صحابہ کرام پر مودودی کی تنقید

مودودی صاحب کے قلم سے جب انبیاء عظام علیھم السلام تک محفوظ نہ رہ سکے جن کی معصومیت کا ڈھنڈورا خود مودودی صاحب بھی پیٹ رہے ہیں تو پھر باقی بزرگان دین کا ان کی تنقیدی کاروائی سے بچنا کیونکر ممکن تھا۔ چنانچہ مودودی صاحب ناموس صحابہ کرام پر بدیں الفاظ حملہ آور ہوتے ہیں ''اس مقام پر اگر آدمی کچھ غور کرے تو اس کی سمجھ میں یہ بات اچھی طرح آسکتی ہے کہ صحابہ کرام کو بے خطا سمجھنا اور ان کی کسی بات کے لیے غلط کا لفظ سنتے ہی توھین صحابہ کا شور مچادینا کس قدر بے جا حرکت ہے۔ یہاں آپ دیکھ رہے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے جلیل القدر صحابی سے قرآن کی دو سورتوں کے بارے میں کتنی بڑی چوک ہوگئی، ایسی چوک اگر اتنے عظیم مرتبہ کے صحابی سے ہوسکتی ہے تو دوسروں سے بھی کوئی چوک ہوجانی ممکن ہے۔ ہم علمی تحقیق کے لیے اس کی چھان بین بھی کرسکتے ہیں۔ اور کسی صحابی کی کوئی بات یا چند باتیں غلط ہوں تو انہیں غلط بھی کہہ سکتے ہیں'' (تفہیم ج ۲ ص ۵۵۲)

اور وہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں ''صدر اول میں جن لوگوں سے خدا کا کام لیا گیا تھا وہ سب بھی نہ یکساں تھے اور نہ ان میں کوئی بشری کمزوریوں سے مبرا تھا'' (رسائل و مسائل ص ۵۶۴ جلد دوم) اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں ''اور دوسری طرف حضرت عثمان جن پر اس کار عظیم کا بار رکھا گیا تھا ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے

جلیل القدر پیش رووں کو عطا ہوئیں تھیں اس لیے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی کے اندر گھس آنے کا موقع مل گیا'' (تجدید واحیاء دین ص۳۶) نعوذ باللہ تعالیٰ منہ

مودودی کے عامیانہ الفاظ

مودودی صاحب کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ وہ عظیم المرتبت شخصیات کے لیے نہایت عامیانہ الفاظ استعمال کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ نبی کریم علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں۔ ''مگر اس صحرا نشین امی نے تن تنہا بغیر کسی دوسرے انسان کی مدد کے جو قانون بنادیئے ان کی کوئی ایک دفعہ بھی ایسی نہیں جو اپنی جگہ سے ہٹائی جاسکے'' (رسالہ دینیات ص۵۰)

اور دوسرے مقام میں لکھتے ہیں ''اس ان پڑھ صحرا نشین انسان نے حکمت اور دانائی کی ایسی باتیں کہنی شروع کیں کہ نہ اس سے پہلے کسی انسان نے کی تھیں'' (رسالہ دینیات ص۴۹) نعوذ باللہ تعالیٰ منہ

مودودی کی غیر مقلدیت

مودودی صاحب کے نزدیک حنفی، مالکی حنبلی یا شافعی بننا اور خود کتاب وسنت میں براہ راست اجتہاد نہ کرنا صاحب علم کے لیے بہت بڑا جرم ہے۔ چنانچہ وہ ایک مقام میں لکھتے ہیں ''میرا مسلک یہ ہے کہ ایک صاحب علم آدمی کو براہ راست کتاب وسنت سے حکم صحیح معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے'' (رسائل ومسائل جلد اول ص۱۸۹)

اور دوسرے مقام میں لکھتے ہیں ''میں نہ مسلکِ اہل حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت ہی کا پابند ہوں'' (رسائل ومسائل جلد اول ص۱۸۹)

اور مودودی صاحب تیسری جگہ لکھتے ہیں ''میرے نزدیک صاحب علم آدمی کے لیے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے'' (رسائل ومسائل جلد اول ص۱۹۶)

اور مودودی صاحب تقلید آئمہ اربعہ کا ابطال چوتھے مقام پر یوں کرتے ہیں ''اسلام میں دراصل تقلید سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور کسی کی نہیں ہے'' (رسائل ومسائل ص۱۹۰ جلد اول)

اور پانچویں جگہ لکھتے ہیں "افسوس یہ ہے کہ اب ہمارے ملک میں نہیں دنیا بھر کے مسلمانوں میں ایک مدت سے شرعی مسائل کی آزادانہ تحقیق کا سلسلہ بند ہے۔ اور ہر گروہ کسی ایک مذہبِ فقہی کی پابندی میں اس قدر جامد ہو گیا ہے کہ اپنے ہی مذہب خاص کو اصل شریعت سمجھنے لگا ہے" (رسائل و مسائل ج ا ص ۹۱)

مودودی کی وہابیت نوازی

چونکہ مودودی صاحب کے نزدیک وہابیت اور اسلام ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اس لیے ان کے اکثر عقائد و نظریات بعینہ وہابیانہ عقائد و نظریات ہیں۔ مودودی صاحب وہابیت کو عین اسلام قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں "وہابیت کے الزام سے بچنے کا اہتمام نہ کیجئے۔ لوگوں نے درحقیقت مسلمان کے لیے یہ دوسرا نام تجویز کیا ہے۔ وہ گالی مسلمان کو دینا چاہتے ہیں لیکن مسلمان کہہ کر گالی دیں تو اپنا اسلام خطرہ میں پڑتا ہے اس لیے وہابی کہہ کر گالی دیتے ہیں۔ اس حقیقت کو جب آپ سمجھ جائیں گے تو پھر وہابی کے خطاب سے آپ کو کوئی رنج نہ ہو گا" (رسائل و مسائل جلد اول ص ۳۹۲)

اور مودودی صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں "وہابی دراصل کسی فرقہ کا نام نہیں۔ محض طنز اور طعن کے طور پر ان لوگوں کے لیے ایک نام رکھ دیا گیا ہے جو یا تو اہل حدیث ہیں یا محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں" (رسائل و مسائل ج ا ص ۱۹۱)

اب مودودی صاحب کے چند وہابیانہ عقائد و نظریات بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ مودودی صاحب مزارات اولیاء کرام پر حاضر ہو کر مرادیں مانگنے کے متعلق لکھتے ہیں "جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لیے اجمیر یا سالار مسعود کی قبر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں۔ وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کمتر ہے" (تجدید احیاء دین ص ۱۰۳) نعوذ باللہ تعالیٰ منہ

۲۔ اور مودودی صاحب بزرگوں کی نذر و نیاز کے کھانوں کے متعلق یہ حکم صادر کرتے ہیں "رہے وہ کھانے جو صریحاً کسی بزرگ کے نام پر پکائے جاتے ہیں اور جن کے متعلق بالفاظ صریح یہ کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں بزرگ کی نیاز ہے اور ان کے متعلق پکانے والے کی نیت بھی

یہی ہوتی ہے کہ یہ ایک نذرانہ ہے جو کسی بزرگ کی روح کو بھیجا جا رہا ہے۔ اور جن سے متعلق ہمارے ہاں طرح طرح کے آداب مقرر ہیں اور بے حرمتی کی مختلف شکلیں ممنوع قرار پائی ہیں اور ان نیازوں کی برکات اور فوائد کے متعلق گہرے عقائد پائے جاتے ہیں تو مجھے ان کے حرام اور گناہ بلکہ عقیدۂ توحید کے خلاف ہونے میں کوئی شک نہیں ہے"(رسائل و مسائل ج۲ ص ۲۶۸)

۳۔ مودودی صاحب کا نظریۂ شفاعت سنیے وہ لکھتے ہیں "اس قاعدے کے تحت نبی صلعم آخرت میں یقیناً شفاعت فرمائیں گے۔ مگر یہ شفاعت اللہ کے اذن سے ہو گی اور ان اہل ایمان کے حق میں ہو گی جو اپنی حد تک نیک عمل کرنے کی کوشش کے باوجود کچھ گناہوں میں آلودہ ہو گئے ہیں۔ جان بوجھ کر خیانتیں اور بدکاریاں کرنے والے اور کبھی خدا سے نہ ڈرنے والے لوگ حضور کی شفاعت کے مستحق نہیں ہیں"(رسائل ج۲ ص ۳۴۹)

۴۔ مودودی صاحب انبیاء کرام سے توسل کا انکار بدیں الفاظ کرتے ہیں "دوسری صورت کا جواز ثابت کرنے کے لیے تو حضور کا کوئی ایسا قول ملنا چاہیے جس میں آپ نے اپنے تمام نام لیواؤں کو عام اجازت مرحمت فرمائی ہو کہ جس کا جی چاہے اپنی ہر حاجت میرا واسطہ دے کر اللہ سے طلب کرے"(رسائل و مسائل ص ۲۲۰ جلد دوم)

۵۔ مودودی صاحب ایصال ثواب کا انکار یوں کرتے ہیں "اگر تلاوت قرآن یا کوئی بدنی عبادت کر کے آدمی یہ دعا کرے کہ اس کا ثواب اس کے کسی متوفی عزیز کو پہنچ جائے تو اس میں اختلاف ہے کہ آیا ایصال ثواب کی یہ شکل بھی درست ہے یا نہیں؟ بعض ائمہ کے نزدیک یہ درست ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ہے۔ میں متعدد شرعی دلائل کی بنا پر مؤخر الذکر مسلک ہی کو ترجیح دیتا ہوں"(رسائل و مسائل ص ۲۶۷ جلد دوم)

۶۔ مودودی صاحب تصور شیخ بمعنی رابطہ بالشیخ کی مذمت میں لکھتے ہیں "اب رہی اس تصور شیخ کی دوسری حیثیت تو مجھے اس امر میں نہ کبھی شک رہا ہے اور نہ آج شک ہے کہ اس حیثیت سے یہ فعل قطعی غلط ہے۔ خواہ اس کی نسبت کیسے ہی بڑے لوگوں کی طرف کی گئی ہو"(رسائل و مسائل جلد دوم ص ۳۸۱)

۷۔ مودودی صاحب نے حضور علیہ السلام کے علم ما کان و یکون کا انکار ان لفظوں میں

کیا ''مصنف نے دراصل عوام الناس کے اس غلط خیال کی تردید کرنی چاہی کہ رسول تمام ماکان وما یکون کو جانتے ہیں اور خدا نے ان کو پورا علم غیب دے دیا ہے حتیٰ کہ جو کچھ خدا جانتا ہے وہی اس کا رسول جانتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ باطل ہے'' (رسائل ومسائل ص ۳۴ جلد اول)

(نوٹ) مودودی صاحب نے علم الٰہی کو علم ماکان وما یکون تک محدود مانا وڈلک جہل ہین اور پیغمبروں سے علم ماکان وما یکون کی نفی کی اور یہ ضلالت اور بے دینی ہے۔ فافہم

۸۔ موجودہ مسلمان شادی بیاہ، پیدائش اور موت کی تقریبات پر چھٹی۔ چلہ، باجہ، منگنی، جہیز اور اسی طرح چالیسواں، قل، وغیرہ کی جو رسوم انجام دیتے ہیں ان کی شرعی حیثیت مودودی صاحب سے پوچھی گئی تو انہوں نے یہ جواب دیا'' یہ سب چیزیں وہ پھندے ہیں جو لوگوں نے اپنے گلے میں خود ڈال لیے ہیں'' (نوٹ) چالیسواں اور قل کو پھندا قرار دینا وہابیت کی غمازی نہیں تو اور کیا ہے۔

۹۔ نماز با جماعت کے بعد بالالتزام دعا مانگنے کو بدعت قرار دیتے ہوئے مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ ''اس میں شک نہیں کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں یہ طریقہ رائج نہ تھا۔ جواب رائج ہے کہ نماز با جماعت کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگتے ہیں۔ اس بنا پر بعض علماء نے اس طریقے کو بدعت ٹھہرایا ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اگر اس کو لازم نہ سمجھ لیا جائے اور اگر نہ کرنے والے کو ملامت نہ کی جائے اور اگر کبھی کبھی قصداً اس کو ترک بھی کر دیا جائے تو پھر اسے بدعت قرار دینے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ خدا سے مانگنا بجائے خود کسی حال میں برا فعل نہیں ہو سکتا'' (رسائل ومسائل ص ۱۷۱ جلد اول) (نوٹ): مودودی صاحب کے الفاظ ''اور اگر کبھی کبھی قصداً اس کو ترک بھی کر دیا جائے'' سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بے ترک اس دعا کا التزام بدعت ہے فافہم

۱۰۔ مودودی صاحب حدیث نجد کی تاویل میں اپنی وہابیت زدہ ذہنیت کا یوں مظاہرہ کرتے ہیں'' نجد یا مشرق کی طرف سے ایک فتنہ اٹھنے کی خبر تو حدیث میں دی گئی ہے مگر اس کو محمد بن عبدالوہاب پر چسپاں کرنا محض گروہ بندی کے اندھے جوش کا نتیجہ ہے'' (رسائل ومسائل ص ۱۹۲ ج ۱) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

۱۱۔ مودودی صاحب سماع موتی کے متعلق لکھتے ہیں ''ہو سکتا ہے کہ آپ پکار رہے ہوں اور وہ (یعنی ولی اللہ) نہ سن رہے ہوں کیونکہ سماع موتی کا مسئلہ مختلف فیہ ہے'' (رسائل و مسائل جلد سوم ص ۳۶۵)

۱۲۔ مودودی صاحب حیات النبی فی القبر کے متعلق لکھتے ہیں ''میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ حیات النبی کے مسئلے میں حضرات علماء وہی غلطی کر رہے ہیں جو خلق قرآن کے مسئلے میں خلیفہ مامون نے کی تھی۔ یعنی جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول نے اسلام کا ایک عقیدہ اور ایمانیات کا ایک رکن نہیں قرار دیا تھا اور نہ جسے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کی نجات کا مدار رکھا تھا اور نہ جس پر اعتقاد رکھنے کی خلق کو دعوت دی تھی اسے خواہ مخواہ عقیدۂ اسلام اور رکن ایمان بنایا جا رہا ہے'' (رسائل و مسائل ۴۳۹ جلد سوم)

۱۳۔ مودودی صاحب انبیاء کرام کی سماعت کے بارہ میں اپنا عقیدہ یوں لکھتے ہیں '' انہیں جو کچھ سننے کا موقع دیا جاتا ہے وہ اہل دنیا کے سلام و درود ہیں۔ نہ کہ وہ مشرکانہ باتیں جو جہلاء ان کے بارے میں کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کو رنج ہی پہنچانے والی ہونگی نہ کہ خوش کرنے والی'' (رسائل و مسائل جلد سوم ص ۱۱۹)

۱۴۔ مودودی صاحب اختیارات انبیاء کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''باقی رہے خدائی کے اختیارات تو وہ سارے کے سارے اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ کسی دوسرے کو نفع یا نقصان پہنچانا تو درکنار مجھے تو خود اپنے نفع و نقصان کا اختیار بھی حاصل نہیں'' (تفہیم القرآن ص ۱۲۰ جلد ششم)

۱۵۔ اور مودودی صاحب جھاڑ پھونک کے متعلق اپنے نظریات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''اس واقعہ کو ان لوگوں کے لیے نظیر نہیں قرار دیا جا سکتا جو شہروں اور قصبوں میں بیٹھ کر جھاڑ پھونک کے مطلب چلاتے ہیں۔ اور اسی کو انہوں نے وسیلہ معاش بنا رکھا ہے۔ اس کی کوئی نظیر نبی کریم ﷺ یا صحابہ یا تابعین اور ائمہ سلف کے ہاں نہیں ملتی'' (تفہیم القرآن ص ۵۶۲ جلد ششم)

۱۶۔ مودودیوں کا میلاد خوانی کے بارہ میں عقیدہ یہ ہے کہ ''یہ میلاد خوانی جو اس وقت رائج ہے۔ یہ ساری کی ساری جاہلانہ اور مشرکانہ رسوم پر مشتمل ہے اور اگر حضور یا صحابہ کے

زمانے میں ہوتی تو اسے حکماً بند کر دیا جاتا'' (ماہنامہ ترجمان القرآن بابت مئی ۱۹۴۲ء)

ع نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا۔

مودودی کے پیشوا

مودودی صاحب کا روحانی رشتہ امام الوہابیہ فی الھند مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان وصراط مستقیم سے ملتا ہے۔ مودودی صاحب دہلوی صاحب کے اس قدر گرویدہ و دلدادہ ہیں کہ انہیں مجدد دینِ امت کا تتمہ شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں۔ ''سید (احمد بریلوی) صاحب اور شاہ اسماعیل صاحب دونوں روحاً و معنیً ایک وجود رکھتے ہیں۔ اور اس وجود متحد کو میں مستقل بالذات مجدد نہیں سمجھتا بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب کی تجدید کا تتمہ سمجھتا ہوں'' (تجدید واحیاء دین ص ۱۱۵) اور دو صفحے آگے چل کر لکھتے ہیں ''اور پھر سید صاحب اور شاہ (اسماعیل) شہید نے صلحاء واتقیاء کا جو لشکر فراہم کیا اس کے حالات پڑھ کر ہم دنگ رہ جاتے ہیں ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرن اول کے صحابہ و تابعین کی سیرتیں پڑھ رہے ہیں۔ (تجدید واحیاء دین ص ۱۱۸) جماعت اسلامی کے ۱۸ اپریل ۱۹۴۲ء کے سالانہ اجتماع میں جو خطبہ دیا گیا اس کے ان الفاظ پر غور فرمایئے اور جماعت اسلامی کے قیام کے مقصد کو سمجھیے۔ ''یہاں تو یہ کہہ دینا کافی ہے کہ ہمارا (جماعت اسلامی کا) مقصد وہی ہے کہ جس کے لیے حضرت سید احمد شہید کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ اگرچہ ہماری شخصیتوں کا ان کی شخصیتوں سے کوئی مقابلہ نہیں۔ وہ پاک نفوس تاریخ کے اوراق میں اپنی سیرت اور کام کے وہ نقوش چھوڑ گئے کہ دنیا میں ایک مرتبہ پھر صحابہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ ہمیں ان سے کیا نسبت؟ لیکن ہماری کوشش اور خواہش یہی ہے کہ اسی کام کو جو انہوں (سید احمد شہید) نے کیا اور جس کے لیے انہوں نے سب کچھ لٹا دیا اور جسے کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے، اپنی مقدرت کے مطابق کرنے کی کوشش کریں۔ اسی مقصد کے لیے ہماری یہ جماعت (جماعت اسلامی) قائم ہوئی ہے۔ اور اسی کام میں اپنے ساتھیوں کا جائزہ لینے اور ہمرائیوں کی تلاش میں ہم یہاں آپ کے شہر (ٹونک) میں آئے ہیں۔ ماہنامہ ترجمان القرآن بابت مئی ۱۹۴۲ء

ان عبارات سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ جناب مودودی صاحب امامان وہابیہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کے پکے سچے پیرو کار و جانشین ہیں۔ اور ان کی تحریک وہابیت کو دوبارہ

بحال کرنے کے لیے انہوں نے جماعت اسلامی قائم کی ہے۔ لہذا سُنی حضرات کو اس جماعت کی تقیہ بازی اور فریب دہی سے ہوشیار رہنے کی اشد ضرورت ہے۔

ع کار ما نصیحت بود کردیم

مودودی کے خود ساختہ مسئلے

یوں تو مودودی صاحب کا پورا دین ان کا خود ساختہ ہے کیونکہ وہ ایک صاحبِ علم شخص ہیں اور ان کے نزدیک ایک صاحبِ علم آدمی کے لیے بزرگان دین وائمہ کرام کی تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے جیسا کہ ان کا یہ مقولہ گذر چکا ہے لیکن ہم یہاں ان کے چند نو پیدا کردہ مسائل کا ذکر بطور نمونہ مشتے از خروارے کرتے ہیں۔ مودودی صاحب مسنون داڑھی کے متعلق لکھتے ہیں "میرے نزدیک کسی کی داڑھی کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا" (رسائل ج ۱ ص ۱۵۳) ولاحول ولا قوۃ الا باللہ اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

داڑھی کے متعلق نبی ﷺ نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی ہے۔ صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے۔ آپ اگر داڑھی رکھنے میں فاسقین کی وضعوں سے پرہیز کریں اور اتنی داڑھی رکھ لیں جس پر عرف عام میں داڑھی رکھنے کا اطلاق ہوتا ہے۔ (جسے دیکھ کر کوئی شخص اس شبہ میں مبتلاء نہ ہو کہ شاید چند روز سے آپ نے داڑھی نہیں مونڈی ہے) تو شارع کا منشاء پورا ہو جاتا ہے۔ خواہ اہل فقہ کی استنباطی شرائط پر وہ پوری اترے یا نہ اترے" (رسائل و مسائل ص ۱۴۷ جلد اول) اور مودودی صاحب کے عقیدہ میں انگریزی بال ناجائز نہیں کیونکہ مودودی صاحب کو ان کے ناجائز ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملی چنانچہ وہ لکھتے ہیں "سر کے بالوں کے متعلق صرف یہ ہدایت ہے کہ کچھ منڈوانا اور کچھ رکھنا ممنوع ہے۔ موجودہ زمانے میں جس قسم کے بالوں کو پنجاب میں بودے کہتے ہیں اور جنہیں یوپی میں انگریزی بال کہا جاتا ہے۔ ان کے ناجائز ہونے کی مجھے کوئی دلیل نہیں ملی" (رسائل و مسائل ج ۱ ص ۱۴۷) ولاحول ولا قوۃ الا باللہ

اور مودودی صاحب تشبہ بالکفار کے بارہ میں اپنا عجیب نظریہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں "بلکہ تشبہ کا اطلاق صرف اس چیز پر ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو بحیثیت مجموعی کسی غیر مسلم قوم کی وضع وہیئت میں ڈھال لے۔ حتیٰ کہ اسے دیکھ کر ایک ناواقف آدمی یہ نہ سمجھ سکے

کہ یہ مسلمان ہے"(رسائل ومسائل ص ۲۶۷ جلد سوم) ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم

آخری گذارش

عظیم القدر مسلمان بھائیو! ہم نے گزشتہ اوراق میں مودودی صاحب بانیء جماعت اسلامی کے بعض معتقدات و نظریات خود ان کی کتابیں دیکھ کر نقل کردیے ہیں۔ اب آپ نے مودودی صاحب اور ان کے مذہب کے بارے میں خود یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا اس قسم کے نظریات کتاب وسنت کی رو سے کیسے ہیں؟ اور جو شخص ایسے نظریات کا حامل ہو اس کو اپنا پیشوا بنانے کا کیا انجام ہو سکتا ہے؟ جہاں تک ہمارے مبنی بر انصاف فیصلہ کا تعلق ہے ہم ان معتقدات و نظریات کو قطعاً غلط سمجھتے ہیں اور ہمارے خیال میں ایسے شخص کی کتابوں سے سوائے بے دینی اور گمراہی کے کچھ نہیں ملتا۔ وھذا آخر ماارد نا ایرادہ فی ھذہ المقالۃ النافعۃ تقبلھا اللہ تعالی بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔

اکیسواں مقالہ

آئینۂ طاہریت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سائر الا نبیاء و المرسلین خصو صاً علیٰ رسوله محمد و آله و صحبه اجمعین اما بعد .

ڈاکٹر پروفیسر محمد طاہر القادری بانی ''تحریک منہاج القرآن'' ماڈل ٹاؤن لاہور کو بعض سنی بریلوی احباب اپنا ہم مسلک سمجھتے ہیں۔اس کی درج ذیل چند وجوہات ہیں۔

(۱) طاہر القادری کے نام کے ساتھ قادری کا لفظ موجود ہے اور وہ دعوٰی کرتا ہے کہ ''مسالک بجا میں خود صاحبِ نسبت ہوں، حنفی ہوں، غوثِ پاک کے در کا سگ ہوں'' (ماہنامہ منہاج القرآن لاہور۔ جولائی ۱۹۹۳ء صفحہ نمبر ۴۸)

(۲) پروفیسر طاہر بریلوی علماء کو اپنا استاد بتاتا ہے اور مولانا عبد الرشید جھنگوی سے اپنی شاگردی کا دعوٰی کرتا ہے۔

(۳) پروفیسر طاہر القادری اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ کی عقیدت کا اظہار کرتا ہے۔اس ضمن میں اس نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا عنوان ہے ''حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان کا علمی نظم'' اور اس میں یہاں تک وہ لکھتا ہے ''آپ (اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ) کی شخصیت کی ہر جہت ایک مستقل موضوع سخن ہے۔ مثلاً یہ کہ عقائد کے باب میں کیا کیا خرابیاں در آئی تھیں۔توحید اور ردِ شرک کے نام پر اہانتِ رسالت مآب ﷺ کا سیلاب کس طرح امڈ رہا تھا۔امتِ مسلمہ کے خرمن ایمانی کو جلا کر راکھ کر دینے کے لیے کیا کیا سازشیں ہو رہی تھیں۔ آپ نے اس سیلاب اہانت کے آگے کس طرح ادب و محبت کا بند باندھا۔اس کا رخ موڑ کر کس طرح امت مسلمہ کے خرمنِ عقائد کے تحفظ کے لیے مضبوط بنیادیں فراہم کیں۔ یہ اپنی جگہ تاریخی تحقیق کا موضوع ہے۔یہاں آپ کا کلام مجددانہ نظر آتا ہے'' (اعلیٰ حضرت کا علمی نظم ص ۱۵)

(۴) پروفیسر طاہر عشق رسول ﷺ کا دعوٰی کرتا ہے۔ایک تحریکی شخص محمد ضیاء عارف پروفیسر طاہر کے متعلق لکھتا ہے ''آپ نے تمام وابستگان منہاج القرآن کو خصوصی ہدایات فرمائیں کہ عشق رسول ﷺ اور اتحادِ امت کے لیے اپنے شب و روز ایک کر دیں۔یہی منہاج القرآن کا پیغام

ہے۔"(ماہنامہ منہاج القرآن لاہور بابت نومبر ۱۹۹۱ء ص ۹۵)

(۵) اختلافی اعتقادی مسائل میں پروفیسر طاہر بعض بریلوی معمولات کو اپنا مؤقف قرار دیتا ہے۔ مثلاً گیارھویں شریف، محفل میلاد اور نعرہ یارسول اللہ وغیرہ۔

مگر حقیقت حال یہ ہے کہ پروفیسر طاہر کا اپنا مخصوص مذہب ہے۔ جو اس کی اپنی مخصوص منفرد فکر پر مبنی ہے۔ بدیں وجہ وہ جہاں شیعہ، وہابی اور دیوبندی کی مذمت لکھتا ہے وہاں سنی اور بریلوی کی بھی مذمت بلا رو و رعایت کرتا ہے۔ اس مختصر مقالہ "آئینہ طاہریت" میں ہم نے تحریکی لٹریچر کے چند اقتباسات بلا تبصرہ بلفظہ ہدیہ ناظرین کیے ہیں تا کہ ہمارے سنی بریلوی احباب کو یہ معلوم ہو جائے کہ پروفیسر طاہر شیعیت، دیوبندیت، اہلحدیثیت کی طرح بریلویت (سنیت) کو بھی قابل ترک سمجھتا ہے۔ وہ جہاں شیعہ، دیوبندی اور اہل حدیث کو اسلامی فرقے کہتا ہے وہاں سوادِ اعظم اہل سنت بریلوی کو بھی ایک اسلامی فرقہ قرار دیتا ہے۔ اور اہل حق و اہل باطل سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتا ہے۔ بلکہ وہ سب فرقوں کو اہل حق جانتا اور ہر فرقے والوں کو اپنے عقائد پر جمے رہنے کی تلقین بھی کرتا ہے۔ تمام اسلامی فرقوں کے باہمی اعتقادی اختلاف کو وہ حنفی، شافعی مالکی اور حنبلی اختلاف کی طرح فروعی اختلاف بتاتا ہے اور ان میں ہر قسم کے اصولی اختلاف کی نفی کرتا ہے اور ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق کو ناجائز قرار دیتا ہے۔ اور اپنے اس مخصوص دین کو "جدید دین" بھی کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نئے مذہب سے سنی مسلمانوں کو بچائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

تحریکی لٹریچر کے اقتباسات:

پمفلٹ "قائد مشن اور ہماری ذمہ داریاں" مطبوعہ عوامی یوتھ لیگ، ۳۶۵، ایم ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور کے صفحہ نمبر ۸ پر "تحریک منہاج القرآن" کے زیر عنوان ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری کی منفرد فکر بدیں الفاظ شائع کی گئی ہے۔

طاہر القادری کی منفرد فکر:

"بچپن ہی سے آپ (پروفیسر طاہر القادری) کو احساس تھا کہ آپکو کسی خاص کام کے

لیے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ مختلف اوقات میں پیش آنے والے روحانی واقعات کے باعث آپ کا احساس رفتہ رفتہ یقین اور پھر ایمان میں بدل گیا۔(بحوالہ خطاب فلسفہ ءانقلاب ۲۵ جنوری ۱۹۸۹ء)

لیکن اس کام کی عملی صورت کیا ہو گی؟ اس کا خاکہ آپ کے ذہن میں شروع دور میں واضح نہ تھا۔ بی۔ اے اور ایم۔ اے کے دوران فکری ارتقاء جاری رہا۔ آپ نے اپنی فکر خالص اسلامی تصور پر استوار کی۔ جدید دور میں اسلام کے عملی نفاذ سے متعلق آپ نے مسلم مفکرین کی آراء پڑھیں۔ انقلاب کے نقطہ ءنگاہ سے آپ نے امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام غزالی، شیخ مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل دہلوی، سر سید احمد خان، علمائے دیوبند، علمائے ندوۃ العلماء، اخوان المسلمین، سید قطب شہید۔ تبلیغی جماعت، پرویز، ڈاکٹر اسرار احمد، مولانا مودودی و دیگر افراد کا گہرا مطالعہ کیا۔

گذشتہ دو سو سالوں سے امت کی پست حالت کو بدل کر انقلاب لانے کا تصور کسی بھی عصرِ حاضر کے مفکر کے یہاں ڈاکٹر طاہر القادری کو نہ ملا۔ اس کے برعکس سوچ یہ ملی کہ دنیا میں کامیاب ہوں نہ ہوں آخرت میں ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔ نوجوان طاہر القادری کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ آخرت میں مشرک و کافر ہوں گے ہی جہنمی تو وہاں کامیابی و ناکامی کا کیا سوال؟ اصل مقابلہ تو اس ظاہری دنیا میں ہونا چاہیے اور اگر دین اسلام غالب ہے تو اسے نافذ ہونا چاہیے۔ دوسری طرف جب کارل مارکس، فریڈرک اینجلز، روسو اور دیگر مغربی واشتراکی مفکرین کی فکر کا مطالعہ کیا وہ جدید اسلامی مفکرین کی فکر کے مقابلہ میں نتائج کی ضمانت کے اعتبار سے بہت مضبوط نکلی۔ ان کی یہاں دو اور دو چار والا معاملہ ملا۔ فکر لو، دنیا میں جاؤ، آزماؤ سو فی صد کامیاب ہو گے۔ جدید مسلم مفکرین اس نتیجہ خیزی کا عشر عشیر بھی مہیا نہیں کر پا رہے تھے۔

ایسے میں نوجوان طاہر القادری نے ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کے فلسفہ ءانقلاب سے استفادہ کیا۔ ۱۹۷۳ء سے لیکر ۱۹۸۰ء تک قرآن کا انقلاب بپا کرنے کے نقطہ ءنظر سے سات سال تک نہایت گہرا اور مسلسل مطالعہ کیا۔ ساتھ ہی حدیث، فقہ، تاریخ اسلام، انقلاباتِ عالم اور دیگر علوم کا بھی مطالعہ کیا۔ بالآخر قرآنی تصور پر استوار اپنی منفرد فکر ڈی ویلپ (مہیا) کی۔ اسے اپنے حلقہ احباب میں متعارف کروایا اور ساتھیوں کے مشورے سے قرآن ہی سے اخذ کردہ نام کے تحت

منہاج القرآن کو ۱۹۸۰ء میں قائم کیا۔ یہ فکرایسی جامع اور ہمہ گیر ہے جو گذشتہ تین صدیوں سے پست حالت میں پڑے مسلمانوں کے لیے ایک حیات آفریں پیغام لے کر آئی ہے۔ اور ان شاء اللہ مصطفوی انقلاب کا باعث ہو گی''اھ بلفظہ التمام

طاہر القادری کے نزدیک تمام فرقوں میں فروعی اختلافات ہیں۔

بحمد للہ۔ مسلمانوں کے تمام مسالک اور مکاتب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں ہے۔ البتہ فروعی اختلافات صرف جزئیات اور تفصیلات کی حد تک ہیں۔ جن کی نوعیت تعبیری اور تشریحی ہے۔ اس لیے تبلیغی امور میں بنیادی عقائد کے دائرہ کو چھوڑ کر محض فروعات و جزئیات میں الجھ جانا اور ان کی بنیاد پر دوسرے مسلک کو تنقید و تفسیق کا نشانہ بنانا کسی طرح دانشمندی نہیں اور قرین انصاف نہیں'' (کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے مؤلفہ (۱) پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صفحہ نمبر ۶۵)

طاہر القادری کے نزدیک تمام اسلامی فرقوں کی اعتقادی قدریں مشترک ہیں

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تمام (۲) اسلامی فرقوں کے درمیان بنیادی و اعتقادی قدریں سب مشترک ہیں۔ اسلامی عقائد کا سارا نظام انہی مشترک قدروں پر کھڑا ہے۔ اور اگر کہیں

۱۔ یہ کتاب پروفیسر صاحب کی تصانیف میں شامل ہے دیکھو کتاب ایمان اور اسلام (دو عملی نصور) مطبوعہ اتفاق اسلامک اکیڈمی لاہور کا مقدمہ از راجا رشید محمود اور محمد جاوید نقشبندی لکھتا ہے'' قائد انقلاب نے بذات خود فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے لکھ کر'' الخ دیکھو ماہنامہ منہاج القرآن جون ۱۹۹۲ء صفحہ نمبر ۳۴، اور پروفیسر محمد رفیق لکھتا ہے'' بانی تحریک جناب پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے نامی کتاب میں مختلف مسلمان فرقوں کے درمیان اتحاد کے مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے دیکھو ماہنامہ منہاج القرآن اکتوبر ۱۹۹۱ء

۲۔ (قولہ تمام اسلامی فرقوں کے درمیان) خدا معلوم پھر طاہر القادری کو قادیانی فرقہ سے کیوں عداوت ہے۔ تمام اسلامی فرقوں میں تو یہ بھی شمار کیا جاتا ہے۔

کوئی اختلاف ہے تو صرف فروعی حد تک اور وہ بھی ان کی علمی تفصیلات اور کلامی شروحات متعین کرنے میں ہے۔ اس سے عقائدِ اسلام کی بنیادوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے۔ صفحہ نمبر ۵۹)

طاہر القادری کا دعویٰ ہے کہ ہم اوائلِ دورِ اسلام کی ملی وحدت قائم کریں گے۔

"وقت آن پہنچا ہے کہ ہم فرقہ پرستی کی زبانی مذمت پر ہی اکتفاء نہ کریں۔ بلکہ اس کے خاتمے کے لیے ایسا لائحہ عمل اختیار کریں جس پر سب مسالک اور مکاتب فکر متفق ہو سکیں۔ اور اوائل دورِ اسلام کی ملی وحدت کی یاد کو پھر سے تازہ کر سکیں" (فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۵۲)

طاہر القادری کا قول ہے کہ کسی مسلک کے نام پر پروانہء جنت جاری نہیں ہوا ہے۔

"یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ خدا اور رسول نے کسی بھی فرقے اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔ اگر کوئی اس زعم میں مبتلاء ہو کہ وہ محض فلاں مسلک سے متعلق ہونے کی بناء پر جنت کا حقدار ہے تو یہ اس کی خام خیالی اور خود فریبی ہے۔ نجات کی کسوٹی یہ نہیں کہ وہ کس فرقے میں سے ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ وہ خدا اور رسول کی تعلیمات کے کتنا قریب ہے" (فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۵۴)

طاہر القادری نے تکفیر و تفسیق کی مذمت کی ہے۔

(۱) "آؤ۔ ذرا ہم اپنی حالت پر غور کریں اور سوچیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو بغیر سوچے سمجھے ایک دوسرے کو کافر، مشرک، بدعتی، گستاخ رسول، لعنتی اور جہنمی کہہ رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس تکفیر و تفسیق کی زد میں اگر سارے آگئے تو پھر مسلمان کون بچے گا" (فرقہ پرستی کا خاتمہ کیسے ممکن ہے۔ ص ۱۷)

(۲) اندریں حالات کتنے المیے کی بات ہے کہ اہل دین ان باتوں میں الجھے ہوئے ہیں جو محض فروعی

اور جزوی ہیں۔ جب کہ امت بحیثیت مجموعی گمراہی کی طرف جارہی ہے۔ (ہمارا دینی زوال۔ اہم خطاب طاہر القادری ص ۱۸)

(۳) محمد ارشد نقشبندی ''تحریک کے امتیازات وخصائص'' کے عنوان کے ماتحت لکھتا ہے ''انتہاء پسندانہ سوچ کے نتیجہ میں ایک گروہ نے دوسرے گروہ کو مشرک اور بدعتی ہونے کا فتویٰ دیا اور دوسرے نے پہلے کو کافر و گستاخ ٹھہرایا اور ہر ایک کے نزدیک دوسرے طبقے سے تعلق رکھنے والے تمام افراد قیامت تک کے لیے (ان کے فیصلے کے مطابق) کفر و شرک کی وادی سے باہر نہیں نکل سکتے۔ تحریکِ منہاج القرآن نے اسے فرام کیس ٹو کیس (ایک معاملہ سے دوسرے معاملہ تک) لیا ہے کہ کسی طبقہ کے تمام افراد کو ایک ہی حکم میں شامل نہ کیا جائے بلکہ اگر کوئی آدمی واقعۃً گستاخ ہے تو یہ حکم اسی کے ساتھ خاص ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی واقعی شرک یا بدعت کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو مشرک و بدعتی نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ بلکہ وہی آدمی اس کا مستحق ہو گا۔ جس نے اس کا ارتکاب کیا۔ (منہاج القرآن بابت فروری مارچ ۱۹۹۲ء صفحہ نمبر ۱۳۸)

(۴) اس تحریک (منہاج) نے اس حوالے سے اہم کام کیا کہ لوگوں کی توجہ حضور کے ان ارشادات گرامی کی طرف دلائی جن میں کسی دوسرے مسلمان کو کافر و مشرک کہنے میں کمال درجہ احتیاط کا سبق ملتا ہے۔ مثلاً ایک حدیث جس کو حضرت عمر نے روایت کیا ہے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو کوئی آدمی اپنے بھائی کو کافر کہے تو وہ کفران دونوں میں سے ایک کی طرف لوٹے گا۔ اگر پہلا کافر تھا اس کی طرف اور اگر وہ کافر نہیں تھا۔ تو کہنے والے کی طرف لوٹے گا۔ (مسلم) (حوالہ مذکورہ بالا)

(۵) اس حوالے سے ایک اور چیز بھی پیدا ہوئی کہ ہر ایک طبقے نے دوسرے طبقے کے اکابر علماء و مشائخ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور ان کو بھی کافر و مشرک قرار دیا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے ناموں کو بگاڑ کر تضحیک کا نشانہ بنایا گیا اور ہر مسلک نے دوسرے مسلک کے لوگوں کے اکابر کی طرف بڑھ چڑھ کر غلط چیزیں منسوب کرنا شروع کر دیں۔ اور اس کو خدمتِ دین سمجھتے ہوئے بہت آگے نکل گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فرقہ پرستی کی آگ مزید بھڑک اٹھی۔ تحریک منہاج القرآن

نے کسی کو برا بھلا کہنے اور خصوصاً کسی طبقہ کے اکابرین کو برا بھلا کہنے سے روکا ہے" (حوالہ مذکورہ بالا)

طاہر القادری کی تحریک کسی خاص مکتبہء فکر کی ترجمان نہیں۔

دلدار احمد قادری لکھتا ہے "تحریک منہاج القرآن کا اہم وصف جو اسے بہت سی تنظیموں سے جدا کرتا ہے وہ اس کا امت کے اتحاد کا عملی تصور اور ممکنہ لائحہ عمل ہے۔ تنظیم کسی خاص مکتبہء فکر کی ترجمان نہیں۔ بلکہ یہ نبیء کریم کی ساری امت کی نمائندہ تنظیم ہے۔ اس میں کسی بھی مکتبہء فکر کے افراد اپنی مکتبی اور مسلکی تشخصات کو قائم رکھتے ہوئے شریکِ سفر ہو سکتے ہیں۔ (پمفلٹ احیاء اسلام کی عظیم عالمی انقلابی تحریک ص۶)

(۲) قائد انقلاب پروفیسر طاہر القادری نے اپنی ایک گفتگو میں تحریک کے اس نمایاں وصف کا ذکر یوں کیا ہے کہ تحریک منہاج القرآن مسلکی و گروہی اور فرقہ وارانہ تعصبات سے بالاتر محبت واخوت کا علمبردار ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جس کے دروازے ہر اس شخص کے لیے کھلے ہیں جو آقائے نامدار ﷺ کا امتی ہونے کا داعی ہے۔ جس کا دل فرقہ واریت اور گروہ بندیوں پر خون کے آنسو روتا ہے۔ جو ملت کو ایک شیرازے میں منسلک دیکھنا چاہتا ہے۔" (قائد مشن اور ہماری ذمہ داریاں ص ۱۷۔ احیا اسلام کی عظیم عالمی انقلابی تحریک ص۱۶۔ ادارہ منہاج القرآن کے قیام کا مقصد ص۱۵)

(۳) مسلمانو۔ اپنے اپنے عقیدہ و مسلک پر چلو۔ مگر یاد رکھو کہ تم پہلے مسلمان ہو اور بعد میں سنی، شیعہ، اہل حدیث، اسی ترتیب کو قائم رکھنے میں تمہاری بقا ہے۔ مسلمانو ایک دوسرے سے مل بیٹھنا سیکھو اس سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہوں گی اور انتہا پسندانہ رجحانات ختم ہوں گے" (احیاء اسلام کی عالمی انقلابی تحریک ص۷)

(۴) ""مسلکی رواداری اور وسیع المشربی کو پھر سے بحال کرنے کے لیے وسیع بنیادوں پر ایسے دینی تدریسی اداروں اور مدارس قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں پر ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے طلباء آزادانہ ماحول میں تعلیم حاصل کریں اور اس طرح باہمی اختلاط سے خوشگوار اور صحت مند دینی فضا قائم ہو سکے۔ (فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۹۲)

دین میں اپنی اپنی اجارہ داریاں

'' آج صورتِ حالات بعینہ یہ ہے کہ ہم اپنی بات ماننے والوں پر خوش ہوتے ہیں۔ لیکن جو ہماری کسی بات سے اختلاف کرے اسے کافر بنا کر اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ ہم نے دین میں اپنی اجارہ داریاں بنا رکھی ہیں۔ جس کے پاس تھوڑے اختیارات ہوں وہ دوسروں کو مسلک سے نکال دیتا ہے۔ جو تھوڑا بڑا ہو وہ دوسرے کو دائرۂ اسلام ہی سے نکال دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ ہم نے اسلام کو بازیچہ اطفال بنا کر سکول کے ہیڈ ماسٹر کی طرح داخل خارج کا اختیار اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ امت تو حضور ﷺ کی ہے۔ لیکن امت سے نکالنے کا اختیار ہر کس و ناکس کے پاس ہے۔ اسی طرح دین اسلام تو اللہ کا ہے۔ وہ بندوں کے حال کو خود بہتر جانتا ہے۔ لیکن دین کے داخل خارج کے انچارج بھی آجکل کے علمائے دین بن گئے ہیں۔ (الا ماشآء اللہ) یہ شرک فی التوحید اور شرک فی الرسالہ نہیں تو اور کیا ہے۔ (مضامین سورۃ البقرۃ از طاہر القادری منہاج القرآن جولائی ۱۹۹۶ء)

(۲) آج ہم ہیں کہ دوسرے مسلک کا آدمی مل جائے تو اس کو دھکے دے کر باہر نکالتے ہیں اور اپنی مسجدوں کو دھونے کے قابل سمجھتے ہیں۔ حضور ﷺ کی امت کی اصلاح احوال کا ذمہ اٹھانے والے ان مبلغین اور واعظین و علماء کو چاہیے کہ حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی طرزِ عمل پر ذرا غور فرمائیں (حوالہ مذکورہ بالا)

(۳) '' کتنا افسوس ناک امر ہے کہ آج بذات خود مسلمان ایک دوسرے کو اختلاف رائے کی گنجائش نہیں دیتے۔ اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم لوگ اپنی بات منوانے اور اپنی رائے دوسروں پر مسلط کرنے کے لیے کتنی سختیاں کرتے ہیں۔ دلائل و براہین سے دوسروں کو قائل کریں۔ لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اپنی بات منوانے کے لیے کسی مسلمان بھائی کا جینا حرام کر دیا جائے'' (حوالہ مذکورہ بالا)

طاہر القادری تاکید کرتا ہے کہ تصور اسلام مقدم اور تصور مسلک تابع رکھو

''اور یہ ارشاد باری بھی ہمارے سامنے رہنا چاہیے۔ھو سماکم المسلمین کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔لہذا امت اور اسلام کے تصور کو مقدم رکھنا چاہیے۔اور مسالک کو ان کا تابع ''(ماہنامہ منہاج القرآن نومبر ۱۹۹۱ء)

طاہر القادری دیوبندی بریلوی تفرقہ سے بالاتر شخصیت ہے

محمد انور قریشی مرکزی صدر ادارہ منہاج القرآن اپنے مضمون '' تحریک کے عملی امتیازات کی چند جھلکیاں ''میں لکھتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب مفسر قرآن اور مفکرِ قرآن ہیں۔وہ سیرت اور اسوۂ رسول معظم ﷺ پر گہری نظر رکھتے ہیں وہ قائداعظم کی طرح وسعت ظرف سے بہرہ ور ہیں۔ اور اقبال کی طرح قوم کا فکر رکھنے والے ہیں۔وہ بریلوی، دیوبندی، شیعہ، اہل حدیث کے تفرقہ سے بالاتر ہیں اور تمام کلمہ گو مسلمانوں کو محبت اور اتحاد کی دعوت دیتے ہیں۔(ماہنامہ منہاج القرآن فروری مارچ ۱۹۹۲ء صفحہ ۱۵۳)

بریلویت سے وحشت ہونے لگتی ہے

طاہر القادری نے لکھا ہے کہ ''اسلامی تعلیمات سے والہانہ وابستگی رکھنے والا نوجوان مسلمان اپنے گردوپیش فرقہ پرستی کی دیواریں کھڑی دیکھتا ہے تو وہ اسلام سے ہی بیزار ہونے لگتا ہے۔اسے بریلویت، دیوبندیت، اہل حدیثیت، شیعت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔(فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۱۱۱)

مسلکی تحفظ کی مذمت

طاہر القادری نے لکھا ہے کہ '' آج شومئی قسمت سے یہ حالت ہو گئی ہے کہ ملت اسلامیہ مختلف طبقوں اور فرقوں میں منقسم ہو کر اپنے اپنے مسلک کے تحفظ کو اسلام کی سلامتی اور

استحکام گردان رہی ہے۔'' (فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۴۴)

طاہر القادری کا کہنا ہے کہ ہم ہر مسلک کا احترام کرتے ہیں

ماہنامہ منہاج القرآن فروری مارچ ۱۹۹۲ء کے صفحہ نمبر ۲۳۲ پر قائد انقلاب کا تاریخ ساز خطاب کے عنوان میں لکھا ہے ''بعض حلقوں کی طرف سے یہ غلط فہمی پیدا کی جارہی ہے کہ (عوامی تحریک کی) نئی جماعت اہل سنت کی ووٹوں کو تقسیم کرنے کے لیے قائم کی جارہی ہے۔ اس سلسلے میں فقط اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ہم ہرگز ہرگز یک مسلکی سیاست کا ارادہ نہیں رکھتے۔ مسلک میں موجود مذہبی سیاسی جماعتوں کا اپنا نقطہء نظر ہے میں ان پر تنقید نہیں کرتا۔ ان جماعتوں اور ان کے قائدین کا احترام کرتا ہوں مگر میرا زاویہء نگاہ ان سے مختلف ہے۔ یہ جماعتیں مخصوص مسالک اور مکاتب فکر کی نمائندہ جماعتیں ہیں۔ ایسی جماعتیں چھوٹے موٹے سیاسی دھڑے پریشر گروپ تو بن سکتی ہیں۔ لیکن ایک بھرپور سیاسی انقلاب نہیں لاسکتیں۔ اگر ایک ہمہ گیر انقلاب کے ذریعے مسلک کے فرسودہ استحصالی نظام کو بدلنا ہے تو پھر مسلکی سیاست سے بلند تر ہو کر کام کرنا ہوگا۔ ہم ہر مسلک اور اس کے متعلقین کا احترام کرتے ہیں۔ ہر شخص کا کوئی نہ کوئی مسلک ہوتا ہے۔ میرا بھی ایک مسلک ہے۔

طاہر القادری کا کہنا ہے کہ میں ہر مسلک کے لیے دعا گو ہوں

مندرجہ بالا عبارت کے آگے لکھا ہے ''میں ہر مسلک کے پیروکاروں کے لیے دعا گو ہوں۔ کوئی دیوبندی ہے یا بریلوی، شیعہ ہے یا اہل حدیث ہر ایک کو اس کا مسلک مبارک۔ لیکن میں آج اس اعلان کے بعد آپ کو ایک ایسی سیاسی جماعت کی طرف دعوت دے رہا ہوں جو قائداعظم کی ۱۹۴۷ء کی مسلم لیگ کی یاد تازہ کردے۔ یہ جماعت امتِ مسلمہ کی نمائندہ جماعت ہوگی۔ یہ روایتی معنوں میں دینی سیاسی جماعت نہیں ہوگی بلکہ عظیم تر اسلامی انقلاب کے لیے انقلابی نظریات کی حامل پروگریسو جماعت ہوگی۔ (ماہنامہ منہاج القرآن مذکور بالا)

طاہر القادری کی علماء دشمنی وعقائد باطلہ کا احترام

دورۂ آسٹریلیا کے دوران ایک بیان میں علامہ محمد طاہر القادری نے کہا ''سب مسلک اور

فرقے ختم ہونا عملاً ممکن نہیں ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ سب لوگ ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کریں۔ نفرت کی فضاء پروان نہ چڑھے۔ کفر و ارتداد کے فتوے نہ لگائے جائیں۔ اور رواداری و افہام و تفہیم کی بنیاد پر ایک امت صحیح معنوں میں نظر آئیں۔ فرقہ پرستی اور منافرت پھیلانے میں علماء کا کردار بھی افسوسناک ہے جنہوں نے محض لیڈری چمکانے کے لیے دھڑے بنا رکھے ہیں (ماہنامہ منہاج القرآن بابت نومبر ۱۹۹۳ء ص ۱۹۶ء کالم نمبر ۱)

تحریکی لوگوں کے لیے بریلوی مسلک سے زیادہ پذیرائی بھی قابل اعتراض ہے۔

پروفیسر محمد رفیق اپنے مضمون " تحریک منہاج القرآن اسلامی تحریکوں کے تناظر میں " لکھتے ہیں " تحریک (منہاج القرآن) کا پیش کردہ لٹریچر بھی نظر ثانی کا محتاج ہے کیونکہ بعض عبارات کے ضمن میں تو علماء بھی ابھی تک تذبذب کے عالم میں ہیں اور غیر جانبداری کا رویہ اپنائے ہوئے ہیں اس مقصد کے لیے علماء کا ایک پینل مقرر کر دیا جائے جو جلد از جلد یہ فریضہ سرانجام دے سکے۔ کیونکہ کسی بھی مذہبی انقلابی تحریک سے علماء کا کنارہ کش رہنا اس کے لیے سم قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔ فرقہ پرستی اگرچہ مذموم ہے اور تحریک نے اتحاد امت کی بھرپور کوششیں شروع کر رکھی ہیں۔ لیکن اس مہم میں اپنا مسلک گڈمڈ نہیں ہونا چاہیے۔ معاندین نے تو اسے ایک نیا فرقہ بنا ڈالنے کی بھرپور مہم چلا رکھی ہے۔ بریلوی مسلک سے زیادہ پذیرائی کے سبب دوسرے مسالک کے اکابرین اسے بریلوی مسلک کی ترویج کا ایک جدید انداز سمجھتے ہیں۔ اسی پراپیگنڈے کے باعث ان کے زیر اثر افراد میں کام بہت کم ہو سکتا ہے۔ جبکہ دوسرے مسالک کے ساتھ ربط و ضبط کے باعث بریلوی مکتب فکر کے بعض اکابرین کڑی تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔

گویا قائد کی پوزیشن کچھ یہ ہو گئی ہے۔

؎ زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا۔ اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

اس ضمن میں بانی تحریک نے اگرچہ کبھی لگی لپٹی سے کام نہیں لیا اور اپنا مسلک کھل کر بیان کیا ہے لیکن وہ اوراق منتشر کی طرح ہے۔ اسی لیے اعتراضات اٹھتے ہیں اس کی وضاحت

دو ٹوک الفاظ میں بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ تا کہ الگ فرقہ کی بنیاد ڈالنے کا الزام ٹل سکے۔
(ماہنامہ منہاج القرآن مئی ۱۹۹۱ء ص ۱۸، ۱۹)

تحریک منہاج کی دستک کی نوعیت کیا ہے؟

محمد ارشد نقشبندی اپنے ''مضمون تحریک کے امتیازات و خصائص'' میں لکھتا ہے''۔
''جس ملت میں فرقہ پرستی اور تفرقہ پروری کا زہر اس حد تک سرائیت کر چکا ہے کہ اس انتہا پسندانہ سوچ نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ جماعت کو چھوڑ کر جدا جدا اکائیوں میں منقسم ہو جانا اور اپنے اپنے تخصصات میں گم ہو جانا تشتت و انتشار کو جنم دیتا ہے جس سے ملت کی ابتدائی قوت پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ فرقہ بندی اور تفرقہ پروری کی یہی زندگی حضور علیہ کی اس وعید من شذ شذ فی النار کہ جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ میں بھی الگ ہی جائیگا کی مستحق ٹھہراتی ہے۔ آج کسی نے توحید کے تصور کو لیا اور سارا زور اس پر صرف کر دیا۔ اور عملاً رسالت کی اہمیت کو کم کیا۔ کسی نے رسالت پر زیادہ زور دیا اور توحید کی اہمیت کو عملاً کم کر دیا۔ کسی نے صحابہ کی اقتداء پر زور دیا اور اہل بیت کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ کسی نے اہل بیت کی عظمت کے اقرار پر اصرار کیا اور صحابہ کو برا بھلا کہا۔ بلکہ رسالت کے حوالے سے بات یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ ایک گروہ نے کبھی سیرت کے نام پر کوئی محفل منعقد کرنے سے گریز کیا اور ایک طبقہ نے ربیع الاول کے ماہ مبارک میں بھی میلاد کانفرنس بلانے کو بدعت و حرام گردانتے ہوئے اغماض برتا۔ تحریک منہاج القرآن نے لوگوں کی سوچ پر دستک دی کہ کیا وجہ ہے کہ ہم توحید و رسالت، ختم نبوت، قرآن اور کعبہ سے لے کر ارکان اسلام تک جو مشترک چیزیں ہیں انہیں مانتے ہوئے بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ان اقدار کی بنا پر ملت اسلامیہ کیوں ایک وحدت نہیں بن سکتی (منہاج القرآن نومبر ۱۹۹۱ء ص ۳۸)

تحریک مودت و انسانی اخوت کی ایک دعوت ہے۔

محمد نواز قادری اپنے مضمون ''اخوت کے حقوق و آداب'' میں لکھتا ہے ''اے اخوت و محبت کے امین! نفرتوں اور عصبیتوں کے وہ تمام بت جو محدود ذاتی مفادات کی خاطر تراشے گئے ہیں۔

توڑ کر پوری انسانیت (مسلم و غیر مسلم) کے لیے پیکرِ اخوت بن جا، بحیثیت انسان کسی نسلی لسانی علاقائی اور دیگر گروہی امتیازات سے ماورآء ہو کر طبقاتی اور فرقہ وارانہ وفاداریوں میں ملوث رہنا تجھے زیب نہیں دیتا۔ اگر تو پوری انسانیت کے لیے اخوت و محبت کا پیامبر نہیں بنتا پھر اس حقیقت کا اعتراف کر لے کہ یا تو نے باری تعالیٰ کی ربوبیت کو عالمگیر اور آفاقی نہیں مانا یا تو نے خود کو اس کا بندہ و مطیع نہیں سمجھا۔ ہماری قوم کا المیہ یہ ہے کہ کچھ لوگ تو ظاہری طور پر بھی محدود گروہی مفادات میں الجھے نظر آتے ہیں۔ لیکن بے شمار مصلحین مبلغین، رہبر و رہنما کی حالت یہ ہے کہ زبان سے اسلامی اخوت کا نام لیتے ہیں۔ اتحاد و رواداری کے راگ الاپتے ہیں۔ تعصبات اور فرقہ واریت کی نفی کرتے ہیں۔ لیکن خود عملاً اتنے بڑے متعصب اور فرقہ پرست واقع ہوتے ہیں کہ نہ کسی کو مسلمان سمجھتے ہیں اور نہ کسی کو زندہ رہنے کا حق دینا چاہتے ہیں۔ آیئے ہم قول و فعل کے کھلے اور چھپے سب تضادات سے توبہ کریں۔ تفرقوں اور عصبیتوں کے بت توڑ کر عالمگیر انسانی اخوت کے رشتے میں منسلک ہو جائیں۔ تاکہ ہمارا تعلیمات اسلامی کا پرچار معاشرے میں صحیح نتائج پیدا کر سکے" (ماہنامہ منہاج اپریل ۱۹۹۲ء ص ۲۲)(۱)

یہ غلط ہے کہ سب مسالک اکٹھے نہیں ہو سکتے

پروفیسر طاہر القادری نے اپنے خطاب میں کہا ہے کہ "مذہبی سطح پر اتحاد سیاسی اتحاد کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کو مل بیٹھنا ہو گا۔ معیار ایک ہو گا اور وہ ہے قرآن و سنت۔ قرآن و سنت کی روشنی میں ضابطہ اخلاق ترتیب دیا جائے۔ یہ غلط ہے کہ سارے مسالک اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ لوگ طعنہ دیتے ہیں کہ کون سا اسلام، بریلویوں کا اسلام یا دیوبندیوں کا اسلام، سنیوں کا اسلام یا شیعوں کا اسلام اور اب بات مودودی اور اقبال کے اسلام تک آپہنچی ہے۔ اسلام کسی کا نہیں۔ اسلام وہی ہے جو محمد ﷺ کا اسلام ہے۔ (ماہنامہ منہاج۔ جولائی ۱۹۹۳ء ص ۴۹)

۱۔ ماہنامہ منہاج القرآن تحریک منہاج القرآن کا نقیب ہے۔ دیکھو ماہنامہ ہذا بابت فروری ۱۹۹۲ء صفحہ نمبر ۱۹۹ اور اسی شمارہ کے صفحہ نمبر ۲۰۷ میں ہے "ماہنامہ منہاج القرآن تحریک کی مذہبی تبلیغی، تنظیمی اور تحریکی و تربیتی سرگرمیوں پر مشتمل ہے۔)

(۲) اسی شخص نے اسی خطاب میں یہ بھی کہا ہے۔ کہ اب اس نعرے کو کہ دنیا بھر کے مسلمانو ایک ہو جاؤ ایک تحریک بنا دینا چاہیے۔ کہ آگے چل کر یہی نعرہ مسلم ممالک کی عالمگیر وحدت کی عملی بنیاد بنے گا'' (حوالہ مذکورہ بالا ص ۴۸)

کسی کو مسلک سے توبہ کی دعوت نہ دی جائے

طاہر القادری نے اپنے '' آئندہ سیاسی پروگرام کے بارہ میں ایک انٹرویو میں کہا ہے۔ مگر غیر مسلکی سطح پر کام کرنے کے یہ معنی ہرگز نہ سمجھیں کہ ہم لوگوں سے کہیں گے کہ وہ اپنے مسلکوں سے تائب ہو جائیں۔ نہیں ایسا کرنا سراسر جہالت ہے۔ ہر دیندار کا اپنا مسلک ہے۔ کوئی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہے۔ کوئی ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے۔ (آئندہ سیاسی پروگرام۔ پروفیسر کا اک معرکۃ الآراء انٹرویو ۱۵)

طاہر القادری کا ''دین جدید''

'' ماہنامہ منہاج القرآن لاہور'' بابت نومبر ۱۹۹۵ء ''منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی کے تحت سالانہ ہفتہ تقریبات'' کے عنوان میں صفحہ نمبر ۵۹ پر رپورٹرا ے۔ ایم رضا لکھتا ہے۔

''اس موقع پر ان کے ہمراہ ٹی وی اور سٹیج کے معروف اداکار بھی تھے۔ تقریب تقسیم انعامات کے اختتام پر تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست اعلیٰ نے طلباء اور ان کے والدین کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں ان طلباء کے والدین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے اپنے بچوں کو اس عظیم درس گاہ میں داخل کرایا۔ کیونکہ جو درس گاہ ان کو میسر ہے ایسی درسگاہ مجھے خود میسر نہ آئی تھی۔ اخلاقی اور روحانی اعتبار سے، باطنی اور تعلیمی اعتبار سے اور ماحول کے اعتبار سے جو آپ کے بچوں کو ماحول میسر ہے وہ کسی درسگاہ میں نہیں۔ دین جدید اور اخلاقی و روحانی تعلیم کا یہ عظیم اسلامی مرکز ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے کہا کہ میں نے دنیا بھر کے تقریباً نصف سے زائد ممالک کا دورہ کیا ہے۔ اور مراکز دیکھے ہیں لیکن اس جیسا نظام کسی مرکز پر نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ کوئی انسان خطا سے پاک نہیں۔ ہم یہاں بچوں کو فرشتے نہیں بنا رہے بلکہ رشک ملائکہ بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب ہزروں سال ستاروں کا خون ہوتا ہے تو پھر سحر پھوٹتی

ہے۔یہ زوال عروج میں، مایوسی یقین میں اور یہ ہلاکت ایک عظیم صبح انقلاب میں بدلنے والی ہے۔
ان شآءاللہ تاریخ دیکھے گی کہ اس نسل سے جو یہاں تیار ہو رہی ہے اس سے انقلاب آئے گا۔

حرف آخر

یہاں تک ہم نے تحریکی فرقہ کے لٹریچر کے چیدہ چیدہ اقتباسات بطور نمونہ مشتے از خروارے براہ راست ان کی کتابوں اور ماہناموں کو دیکھ کر نقل کیے ہیں۔ان (۱) سے ہر عقل مند دیندار سنی مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری کا اپنا ایک مخصوص دین اور خاص مذہب ہے۔ اس کے اس ''دین جدید'' کا سنی بریلوی مسلک'' سے کوئی تعلق نہیں ہے۔چونکہ سوادِ اعظم اہلسنت دنیا میں سب سے زیادہ تعداد والے ہیں اور پروفیسر طاہر القادری کو انہی میں سے کچھ افراد اپنی جماعت کے لیے حاصل ہو سکتے ہیں۔اس لیے وہ حضرت غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا نام لیتا رہتا ہے۔یا میلاد کی محفلیں کرتا اور گیارھویں کی نیازیں کھالیتا ہے۔بدیں وجہ سنی بریلوی مسلمان ہر گز ہر گز اس کی جماعت میں شامل نہ ہوں اور نہ ہی اس کے ''دین جدید'' کی ترویج وترقی کا ذریعہ بنیں۔

اللہ ہم سب کو اس دور کی اس وباء سے محفوظ رکھے آمین وماعلینا الا البلاغ

(۲۶ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ)

۱۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اپنا تشخص ظاہر کرنے کے لیے تحریکی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں مثلاً تحریکی سرگرمیاں، تحریکی ساتھی، تحریکی سفر، تحریکی کارکن، تحریکی حکمت عملی۔

بائیسواں مقالہ

مقامِ صحابہ پر ایک نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و الصلوة والسلام علی افضل الانبیاء والمرسلین و علیهم و علی الهم و اصحابهم اجمعین اما بعد :

آج کل کے دور پر فتن میں شیعہ غالیہ صحابہ ء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں نہایت گستاخ ہیں۔ یہاں تک کہ اکثر صحابہ کرام پر سب وشتم (گالیاں) اور نکتہ چینیاں ان کا عام شیوہ ہے۔ بلکہ وہ باستثنائے چند سب صحابہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو معاذ اللہ منافق بلکہ کافر و مرتد قرار دیتے ہیں۔ حضرات خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت ہائے راشدہ کو خلافت ہائے غاصبہ کہتے ہیں اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم نے جو ان کے دور میں ان کے خلاف بغاوت نہیں کی وہ اسے تقیہ اور بزدلی پر محمول کرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔

بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اس بارہ میں ہم یہاں شیعہ کتب کی بعض عبارات ملعونہ بطور نمونہ و ثبوت پیش کریں۔ تاکہ ہمارے سنی بھائی شیعہ مذہب کے فاسد اعتقادات اور باطل خیالات کا کچھ اندازہ کریں۔ چنانچہ نقل کفر کفر نباشد سابق صدر شیعہ مجلس اوقات دہلی خان آغا محمد سلطان میرزا دہلوی لکھتا ہے۔

(۱) ''ہمارے اس مقالہ کا مقصد اس پیشین گوئی کو ثابت کرنا ہے کہ امت محمدیہ کی اکثریت بلکہ کل امت باستثناء معدودے چند مومنین کے جناب رسول خدا کے انتقال کرتے ہی جادۂ مستقیم سے ہٹ کر گمراہ ہو گئی۔ اس گمراہی کو ہم نے اس کتاب میں تفصیل سے بیان کیا ہے'' (کتاب التفریق والتحریف فی الاسلام ص ۳۴) استغفر اللہ

(۲) ''یہ کیا ہوا کہ جناب رسول خدا کی آنکھ بند ہوتے ہی جماعت منافقین صفحہ ہستی سے اٹھ گئی۔ ان کا ذکر ہی نہیں آتا۔ بلکہ ان کی موجودگی پر مفروضہ حدیث نجوم کا پردہ ڈالا جاتا ہے۔ سارے صحابی ہدایت کے ستارے ہیں۔ جس سے جی چاہے ہدایت حاصل کر لو۔ وجہ یہ ہے کہ ان کی اپنی ہی جماعت تو برسر حکومت ہے ان کو اب کس کا ڈر۔ (کتاب مذکور بالا ص ۸۴) استغفر اللہ

(۳) ''نائبان رسول کی عیش و عشرت کی کہانیاں سننی ہوں تو ابو الفرج کی کتاب الاغانی کا مطالعہ

کیجیے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلافت راشدہ کا زمانہ ٹھیک اسلامی زندگی کے مطابق تھا۔ مگر اس زمانہ کے امن و راحت کی یہ حالت تھی کہ کوئی خلیفہ اپنی قدرتی موت نہیں مرا۔ حضرت ابو بکر کے زمانہ سے ہی مسلمانوں کا قتل عام مانعین زکوۃ کے بہانہ سے شروع ہو گیا"
(کتاب مذکور ص ۳۴) استغفر اللہ

(۴) "اس جماعت اکثریت کا یہ طرز عمل انصار کے ساتھ احسان فراموشی کی نہایت بری مثال ہے۔ اپنے محسن اعظم کے احسانوں کو بھول گئے۔ ان کے جسد اطہر کو بے غسل و کفن چھوڑ کر حکومت حاصل کرنے چلے گئے۔ اور ان کی آل کے لیے یہ دشمنی کی۔ ان کے انصار سے بے رخی برت رہے ہیں۔ کیا احسان فراموشی کی اس سے بدتر مثال مل سکتی ہے۔"
(کتاب مذکور ص ۱۲۶) استغفر اللہ)

(۵) "جسدِ اطہر رسول اکرم کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں طلب ملک و جاہ کے لیے چلا جانا وہ مذہبی گناہ اور اخلاقی لغزش اور سیاسی غلطی تھی۔ جس سے خرابیاں ہی پیدا ہوتی رہیں۔ اس ایک جرم کو چھپانے کے لیے سینکڑوں جتن کیے اور ہر جتن میں سے سینکڑوں خرابیاں پیدا ہوئیں۔" (کتاب مذکور ۲۳۴) استغفر اللہ العظیم

صرف یہی نہیں کہ شیعہ لوگ اکثر صحابہ کرام کو راہِ مستقیم سے ہٹ کر گمراہ ہو جانا مانتے ہیں۔ بلکہ وہ ان بزرگوں کو اہل بیت اطہار کا دشمن قرار دے کر ان سے بیزاری ظاہر کرنے اور ان کے حق میں تبرا بولنے کو فروع دین میں شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ شیعہ کی مشہور و معروف کتاب تحفۃ العوام میں ہے

(۶) "واضح ہو کہ عراق کے مجتہدوں خصوصاً جناب سرکار میرزا محمد حسن شیرازی کے نزدیک فروع دین دس ہیں۔ الیٰ ان قال دہم تبرا یعنی اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں سے اور ان دشمنوں کے دوستوں سے بیزاری رکھے" (تحفۃ العوام ص ۹)

کتب شیعہ کی یہ چند عبارات ملعونہ بطور نمونہ مشتے از خروارے سنی مسلمانوں کو یہ باور کرانے کے لیے یہاں پیش کی گئی ہیں کہ شیعہ غالیہ صحابہ کرام کے بارے میں سخت گندے عقیدے اور ناپاک نظریات رکھتے ہیں۔

مقام صحابہ رضی اللہ عنہم

رب کریم جل شانہ فرماتا ہے محمد رسول الله ط والذين معه اشد آ ء على الكفار رحمآء بينهم ترٰ هم ركعا سجداً يبتغو ن فضلاً من الله و رضوانا سيما هم في و جو ههم من اثر السجود ط ذلک مثلهم في التورٰة ج ومثلهم في الانجيل ج كزرع اخر ج شطئه ' فا ذره فاستغلظ فاستوى على سو قه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار ط وعد الله الذين امنو ا و عملوا الصالحات منهم مغفر ة واجر ًا عظيماً ہ (ترجمہ) محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔ آپس میں نرم دل ہیں۔ تو انہیں رکوع کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہوئے۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان سے ہے۔ یہ ان کی صفت توراۃ میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے۔ جیسے ایک کھیتی جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر کھڑی ہوئی۔ کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔ تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔
(پ۲۶ رکوع ۱۲)

(۲) اور وہ ارشاد فرماتا ہے

والسابقون الا و لون من المها جرين والانصار والذين اتبعو هم باحسان رضي الله عنهم و رضو ا عنه واعد لهم جنات تجري تحتها الا نهار خلدين فيها ابداً ط ذلك الفوز العظيم ہ (ترجمہ) اور مہاجرین و انصار (صحابہ) میں سبقت کرنے والے پہلے لوگ اور جو بھلائی کے ساتھ ان صحابہ کے پیرو ہوئے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور اس نے ان کے لیے وہ باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے (پ۱۱ رکوع ۲)

(۳) اور وہ ارشاد فرماتا ہے:۔ لقد رضي الله عن المؤ منين اذ يبا يعو نک تحت الشجر ة

(ترجمہ) بے شک اللہ مومنوں (صحابہ) سے اس وقت راضی ہوا۔ جب وہ پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے (۲۶پ رکوع ۱۱)

(۴) اور فرماتا ہے:۔ ولکن اللہ حبب الیکم الا یمان وزینہ فی قلو بکم و کرہ الیکم الکفر و الفسو ق و العصیان ط اولٓئک ھم الراشدون (ترجمہ) لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا۔ اور اس نے کفراور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی۔ ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں (۲۶پ رکوع ۱۳)

(۵) اور فرماتا ہے:۔ و کلا وعد اللہ الحسنی ط واللہ بما تعملون خبیر" ۔اور سب (صحابہ) سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔ اور اللہ تمہارے ان کاموں سے باخبر ہے جو تم آئندہ کرو گے۔ (پ ۲۷ رکوع ۱۷)

(۶) اور وہ فرماتا ہے۔ اولٓئک کتب فی قلو بھم الا یمان واید ھم بروح منہ ؕو ید خلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خلدین فیھا رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ ؕ اولٓئک حزب اللہ ؕالآ ان حزب اللہ ھم المفلحون ۔ یہ لوگ (صحابہ) ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ خبردار اللہ کی جماعت کامیاب ہے۔ (پ ۲۸ رکوع ۳)

مسلمان اللہ کریم جل شانہ ' کے یہ ارشاداتِ مبارکہ سنیں اور ان پر ایمان لائیں اور خود سوچیں کہ اللہ کریم جو صحابہ کی ساری زندگیوں کے اعمال سے باخبر تھا۔ جب اس نے انہیں قطعی جنتی اور باایمان قرار دیا اور ان کی کوتائیوں خطاؤں کی معافی کا اعلان عام کیا۔ تو اب ان کو منافق و مرتد گردانا اور انہیں جہنمی سمجھنا خود مرتد و منافق اور جہنمی بننا نہیں تو اور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کریں۔ یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہء کرام ایماندار، مغفور اور جنتی ہیں اور ان کے ناجی ہونے کی شہادتیں خود قرآن مجید دے رہا ہے۔ شیعہ غالیہ جو ان کی گستاخیاں کرتے ہیں وہ بے دین گمراہ ہیں۔

شیعہ میت کی نماز جنازہ

اب رہا اہل سنت کے لیے شیعہ میت کا جنازہ پڑھنے کا مسئلہ تو اس بارہ میں حضور ﷺ کے صریح ارشادات موجود ہیں جن میں آپ نے مسلمانوں کو گستاخان صحابہ کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ یہاں تین حدیثیں تبرکاً نقل کی جا رہی ہیں۔

پہلی حدیث: حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ **ان الله اختار نی واختا ر لی اصحاباً فجعلهم اصحابی و اصهاری و انصاری و سیأ تی قوم من بعد هم یسبو نهم فلا تجا لسو هم ولا تؤا کلو هم ولا تصلو اعلیهم ولا تصلو امعهم** ۔ بلاشبہ اللہ نے مجھے چنا اور میرے صحابہ کو چنا پھر انہیں میرے صحابہ اور میرے سسرالی رشتہ والے اور میری مدد کرنے والے بنایا اور عنقریب ان کے بعد ایک قوم آئے گی جو انہیں گالیاں دے گی اور ان سے دشمنی رکھے گی، تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا اور نہ ان پر نماز جنازہ پڑھنا اور نہ ان کے ہمراہ نماز پڑھنا۔ (نزہتہ الناظرین ص ۳۶)

دوسری حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **لا تسبو اصحابی فا نه یجبئی قوم فی آخر الزمان یسبو ن اصحابی فلا تصلو ا علیهم ولا تصلو ا معهم ولا تنا کحو هم ولا تجالسو هم وان مر ضوا فلا تعو دهم** ۔ میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو سو آخر زمانے میں ایک قوم پیدا ہو گی جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے گی سو تم ان پر نمازِ جنازہ نہ پڑھنا اور نہ ان کے ہمراہ نماز ادا کرنا اور نہ ان سے رشتہ داری پیدا کرنا اور نہ ان سے نشست و برخاست رکھنا اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو تم ان کی بیمار پرسی نہ کرنا (شفا شریف ص ۲۶۶ ج ۲)

تیسری حدیث: امام قاضی عیاض لکھتے ہیں۔ **واتی النبی ﷺ بجنازة رجل فلم یصل علیه وقال کان یبغض عثمان فا بغضه الله** ۔ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تو آپ نے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی۔ اور فرمایا یہ شخص عثمان سے دشمنی رکھتا تھا۔ تو اللہ نے اس سے دشمنی رکھی۔ (شفا شریف جلد دوم ص ۴۳)

حضرت غوث الاعظم کے ارشادات

حضور ﷺ کے انہی ارشاداتِ مبارکہ کی وجہ سے ہمارے سنی بزرگان دین نے شیعہ میت کا جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ سلطان سید عبد القادر جیلانی

حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ **ولا یجا لسھم ولا یقرب منھم ولا یھنیھم فی الاعیاد واوقات السرور ولا یصلی اذا ما توا ولا یترحم علیھم اذا ذکروا بل یبا نیھم و یعا دیھم فی اللہ عزو جل معتقداً بطلان مذھب اھل بدعۃ محتسباً بذلک الثواب الجزیل والا جر الکثیر۔**

سنی مسلمان (شیعہ وغیرہ) اہل بدعت کی مجلس میں حاضر نہ ہو اور نہ ان سے قرب اختیار کرے اور نہ عیدوں اور خوشی کے مواقع میں انہیں مبارک بادی دے۔ اور جب وہ مر جائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھے۔ اور جب انہیں یاد کیا جائے تو ان پر رحمت کی دعا نہ کرے۔ بلکہ ان سے جدا رہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ان سے عداوت رکھے۔ اہل بدعت کے مذہب کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے اور اس میں بڑے ثواب اور کثیر اجر کی نیت کرتے ہوئے۔ (غنیۃ الطالبین ج۱ ص۸۰)

حضرت سفیان کا ارشاد

امام فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمتہ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا **من تبع جنازۃ مبتدع لم یزل فی سخط اللہ تعالیٰ حتی یرجع**

جو شخص کسی بدعتی کے جنازہ کے پیچھے چلے وہ لوٹنے تک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتا ہے (غنیۃ الطالبین ج۱ ص۸۰)

مسلمان ان احادیث وارشادات پر غور کریں اور اپنا دین وایمان بچانے کے لیے بدمذہبوں کے جنازہ میں شمولیت سے گریز کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل نصیب کرے۔ آمین

ایک تازہ انکشاف

بعض سنی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہمارا کوئی سنی شخص فوت ہو جاتا ہے تو شیعہ لوگ اس کے جنازہ میں شامل ہوتے ہیں اس لیے ہمیں بھی شیعہ کے جنازے میں شامل ہونا چاہیے۔ ان سنی مسلمانوں نے شاید یہ کبھی نہ سوچا ہو گا کہ شیعہ لوگ سنی میت کے جنازہ میں شامل ہو کر اس کی مغفرت کی دعا مانگتے ہیں یا اس کے لیے بددعا مانگتے ہیں۔ اس لیے ہم بتا دیتے ہیں کہ شیعہ لوگ سنی مسلمان کے حق میں بددعا کرنے کی غرض سے اس کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں۔ چنانچہ شیعہ کی مشہور و

معروف کتاب تحفۃ العوام میں لکھا ہے۔ "اور اگر میت شیعہ نہ ہو اور دشمن اہل بیت ہو اور نماز بضرورت پڑھنا پڑے تو بعد چوتھی تکبیر کے کہے

اللھم اخز عبدک فی عبادک و بلادک اللھم اصلہ حر نارک اللھم اذقہ اشد عذابک الی آخرہ" (تحفۃ العوام ص ۲۲۵)

ترجمہ:۔ اے اللہ اپنے اس (سنی) بندے کو اپنے بندوں میں اور اپنے شہروں میں ذلیل بنا۔ اے اللہ اسے اپنے دوزخ کی گرمی پہنچا۔ اے اللہ اسے اپنے عذاب کی شدت چکھا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ'

سنی مسلمان یہاں غور فرمائیں کہ جب شیعہ سنی میت کے لیے یہ بدترین بددعا مانگتے ہیں تو پھر انہیں شیعہ میت کے لیے دعائے مغفرت مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟ بہر حال ایسے سنی دشمن لوگوں کے جنازہ میں سنی مسلمانوں کو ہرگز ہرگز شامل نہیں ہونا چاہیے۔ (نوٹ) اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے ہماری کتاب شیعہ کا جنازہ پڑھنے کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(۳ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ)

تئیسواں مقالہ

مینارِ ہدایت

(گستاخانِ صحابہ کے برے انجام کا بیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی هذ انا الی دین الاسلام و اد خلنافی امة حبیبه خیر الا نا م ط والصلوٰة والسلام علیه وعلی اخوا نه من النبیٖن و اصحابه با لتکرار والدوام اما بعد ۔ یہ مقالہ مبارکہ نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گستاخوں کے انجام اور ان کی بے ادبی کرنے والوں کی مذمت میں لکھا گیا ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

فضائل صحابہ کرام

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں صحابہ کرام کے بے شمار فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں ۔ ہم یہاں ایک آیت کریمہ اور چند احادیث مبارکہ تبرکاً نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ والسبقون الاولون من المها جرین والا نصار والذین اتبعو هم باحسان لا رضی الله عنهم و رضوا عنه و اعد لهم جنت تجری تحتها الانهرخا لد ین فیها ابد اً ط ذلک الفو ز العظیم ہ اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کے لیے وہ جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ در آں حالیکہ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ (۱۱پ ۲)

اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں۔ اصحابی کالنجوم فبا یهم اقتدیتم اهتد یتم۔ میرے تمام صحابہ ستاروں کے مانند ہیں پس تم ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے ۔ (کنوز الحقائق ج۱ص ۳۱)

اور آپ فرماتے ہیں ۔ لا تمس النار مسلما رأنی ورء ی من ر ا نی دوزخ اس مسلمان کو نہیں چھوئے گا جس نے میری زیارت کی یا میری زیارت کرنے والے (صحابی) کی زیارت کی۔ (مشکوٰۃ ۔ ج۲ص ۲۴۳)

اور آپ فرماتے ہیں طوبیٰ لمن رأنی واٰمن بی۔ اچھائی ہے اس شخص کے لیے جس نے میری زیارت کی اور مجھ پر ایمان لایا۔ (جامع الصغیر ج ۲ ص ۵۵)

اور فرماتے ہیں۔ما من احد من اصحاب یموت با رض الا بعث قائد ا و نوراً لهم

یو م القیامۃ ۔ جس سر زمین میں میرا کوئی صحابی فوت ہو وہ قیامت کے دن اس سر زمین والوں کی لیے قائد اور نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔ (مشکوۃ ج ۲ ص ۵۵۴)

عقیدہ دربارہ صحابہ کرام

انہی پاکیزہ ارشادات کے پیش نظر علمائے اہل سنت و جماعت نے اپنی معتبر کتب مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ عقیدہ بیان فرمایا ہے کہ ''تمام صحابہ کرام اہل خیر، اہل اصلاح اور عادل ہیں۔ جب بھی ان کا ذکر کیا جائے تو اس کا خیر کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ تمام صحابہ کرام بڑے چھوٹے جنتی ہیں۔ وہ جہنم کی آواز نہیں سنیں گے۔ وہ ہمیشہ اپنی من مانی مرادوں میں رہیں گے۔ محشر کی بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہیں بنائے گی۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور ان میں جو باہم جنگیں ہوئیں یا اختلاف رونما ہوا ان میں پڑنا اور جانبین میں سے کسی کو مطعون بنانا سخت حرام ہے۔ ان سے جو لغزشیں یا اجتہادی خطائیں سرزد ہوئیں وہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادی ہیں۔ اور ان سب سے بھلائی کا وعدہ فرمالیا ہے۔ صحابہ کرام ایک دوسرے کے دشمن نہیں تھے بلکہ وہ ایک دوسرے سے پیار و محبت رکھتے اور ایک دوسرے کا پورا پورا ادب واحترام کرتے تھے''

بغض صحابہ کرام

جب قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ جملہ صحابہ کرام کا ادب واحترام ہم پر فرض ہے تو پھر لامحالہ ان سے عداوت و بغض رکھنا حرام ہو گا۔ خود نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو ۔ میرے بعد انہیں (طعن و تشنیع) کا نشانہ نہ بنانا۔ پس جو ان سے محبت رکھے گا وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھے گا۔ اور جو ان سے دشمنی رکھے گا وہ میری دشمنی کی وجہ سے ان سے دشمنی رکھے گا۔ اور جو انہیں ستائے گا وہ مجھے ستائے گا۔ اور جو مجھے ستائے گا وہ اللہ تعالیٰ کو ستائے گا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو ستائے گا۔ وہ عن قریب اسے اپنی گرفت میں لے لے گا۔ (مشکوۃ شریف ج ۲ ص ۵۵۴)

اور علامہ نجم الدین عمر نسفی حنفی فرماتے ہیں ''مسلمان پر واجب ہے کہ وہ صحابہ کرام کو صرف نیکی کے ساتھ یاد کرے۔ کیونکہ صحابہ کرام کے مناقب میں اور انہیں طعن و تشنیع کرنے

سے زبان روکنے میں متعدد صحیح حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔
لاتسبو اصحابی۔ میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو (شرح عقائد ص ۱۱۲)

اور علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں "اختیار نامی کتاب میں ہے کہ تمام ائمہ دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام بدعتی فرقے گمراہی اور غلطی پر ہیں۔ **وسب احد من الصحابة و بغضه لا يكون كفرا لكن يضلل**. اور کسی ایک صحابی کو گالیاں دینا اور اس سے دشمنی رکھنا کفر تو نہیں لیکن گمراہی ضرور ہے (ردالمحتار ج ۳ ص ۳۲۱)

اور امام قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں۔ **وسب ال بيته و از واجه واصحابه ﷺ و تنقيصهم حرام ملعون فاعله**۔ اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل و عیال اور صحابہ کو گالیاں دینا اور ان کی بے ادبی کرنا حرام ہے۔ اور انہیں گالیاں دینا اور ان کی بے ادبی کرنے والا لعنتی ہے (شفا شریف ج ۲ ص ۲۶۶)

اور حنفی مذہب کی معتبر کتاب شرح المختار میں ہے۔ "کسی ایک صحابی کو گالیاں دینا اور اس سے دشمنی رکھنا کفر نہیں بلکہ گمراہی ہے۔ کیونکہ حضرت علی نے اپنے گالیاں دینے والوں پر کفر کا حکم نہیں لگایا تھا۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۵۷)

صحابہ پر لعن طعن

یہاں تک جو کچھ بیان ہوا اس سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرام کو برا بھلا کہنا اور انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا شرعاً حرام ہے۔ ایسا کرنے والے گمراہ، بے نصیب اور مرتکب حرام ہیں۔ اب ہم اس بارہ میں چند احادیثِ مبارکہ نقل کرتے ہیں تاکہ اس مسئلہ پر زیادہ روشنی پڑ جائے۔

حدیث نمبر ۱: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ **شفاعتي مباحة الا لمن سب اصحابي**۔ میری شفاعت مباح ہے۔ مگر اس شخص کے لیے (مباح نہیں) جو میرے صحابہ کو گالیاں دے گا۔ (جامع صغیر ج ۲ ص ۴۰)

حدیث نمبر ۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **لعن الله من سب اصحابي**۔ جو شخص میرے صحابہ کو گالیاں دے اس پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجے۔ (جامع صغیر

ج ۲ص ۱۲۴)

حدیث نمبر ۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مَن سب اصحابی فعلیه لعنة الله و الملآئکة والناس اجمعین ۔ جو شخص میرے صحابہ کو برا بھلا کہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ (جامع صغیر ج ۲ص ۱۷۳)

حدیث نمبر ۴: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فالعنو ھم ۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ تو تم ان پر لعنت بھیجو (کنوز الحقائق ج ۱ص ۲۰)

حدیث نمبر ۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ان اشرا ر امتی اجرأ ھم علی صحابتی بلاشبہ میری امت میں شریر ترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ (کی بے ادبی) پر جرائت کرتے ہیں۔ (جامع الصغیر ج ۱ص ۹۱)

حدیث نمبر ۶: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا تسبو ا اصحابی فلو ان احد کم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احد ھم ولا نصیفه۔ تم میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو۔ کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا (راہِ خدا میں) خرچ کرے تو وہ ان میں سے کسی ایک کے ایک مد کو نہیں پہنچے گا اور نہ انکے مد کے نصف کو۔ (مشکوٰۃ۔ ج ۲ص ۲۴۲)

حدیث نمبر ۷: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ من سب اصحابی فعلیه لعنة الله والملا ئکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه صرفاً ولا عد لا ۔ جو شخص میرے صحابہ کو گالیاں دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض اور نفل قبول نہیں کرے گا۔ (شفا شریف ج ۲ص ۴۲)

حدیث نمبر ۸: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان الله اختارنی واختار لی اصحاباً فجعل منهم وز رآء و انصاراً واصھارا فمن سبهم فعلیه لعنة الله و الملآ ئکة والناس اجمعین لا یقبل

الله منهم یوم القیامۃ صرفاً و لا عد لاً ۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے لیے صحابہ کو چنا۔ اور پھر اس نے بعض صحابہ کو میرا وزیر اور مددگار اور سسر بنایا۔ پس جو شخص انہیں (صحابہ کو) برا بھلا کہے گا اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی کوئی فرض و نفل عبادت قبول نہ کرے گا۔ (صواعق محرقہ ص ۴)

حدیث نمبر ۹: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ **من سب الا نبیاء قتل و من سب اصحابی جلد۔** جو شخص انبیاء علیہ السلام کو گالیاں دے وہ قتل کیا جائے اور جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارے جائیں۔

(صواعق محرقہ ص ۵۔ جامع صغیر ج ۲ ص ۱۷۳)

حدیث نمبر ۱۰: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ **اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقو لو ا لعنۃ اللہ علی شر کم** ۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں تو تم کہو۔ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔

(صواعق محرقہ ص ۵) (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۴۳)

حدیث نمبر ۱۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ **ان الناس یکثرون و اصحابی یقلون فلا تسبو ا اصحابی فمن سبھم فعلیہ لعنۃ اللہ** ۔ بلاشبہ لوگ زیادہ ہو جائیں گے اور میرے صحابہ گھٹ جائیں گے۔ پس تم میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو۔ کیونکہ جو انہیں برا بھلا کہے گا اس پر اللہ کی لعنت ہو گی۔ (صواعق محرقہ ص ۵)

حدیث نمبر ۱۲: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ بن عمر کی زبان کاٹ ڈالنے کی نذر مانی جبکہ اس نے صحابی رسول ﷺ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ جب اس بارہ میں آپ سے گفتگو کی گئی تو آپ نے فرمایا۔ **دعو نی اقطع لسانہ حتی لا یشتم احد اصحاب النبی ﷺ** ۔ مجھے اس کی زبان کاٹنے دو تاکہ اس کے بعد کوئی نبی ﷺ کے صحابہ کو گالیاں نہ دے۔ (شفا شریف ج ۲ ص ۲۲۸)

الغرض۔ یہ چند احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں غیب دان نبی ﷺ نے اس فتنہ عظیمہ کے

پیدا ہونے سے کافی عرصہ پہلے اپنی امت کو اپنے تمام صحابہ کرام کے ادب واحترام کا درس دیا۔ ان کی بے ادبی اور گستاخی سے بشدت منع فرمایا اور دشمنان صحابہ کے انجام کی پوری پوری نشان دہی فرمائی فصلے اللہ علیہ وسلم وبارک ابداً ابداً۔

دشمنان صحابہ سے بائیکاٹ

یہاں تک جو کچھ ذکر ہوا اس سے یہ بخوبی واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام کا ادب واحترام امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر فرض اور ان کی بے ادبی اور گستاخی حرام اور موجب دوری، رحمتِ رب کریم ہے۔ اب ہم دو حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ جن میں نبی کریم ﷺ نے ہمیں دشمنانِ صحابہ سے مکمل بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **ان اللہ اختار نی واختار لی اصحابا و اصھا را و سیأ تی قوم یسبو نھم و ینتقصو نھم فلا تجا لسو ھم ولا تشار بو ھم ولا تؤ اکلو ھم ولا تنا کحو ھم۔** بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے صحابہ اور سسر چنے۔ اور عنقریب ایک قوم پیدا ہو گی جو انہیں برا بھلا کہے گی اور ان کی بے ادبی کرے گی۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا۔ تم ان کے ہمراہ نہ پینا۔ تم ان کے ساتھ نہ کھانا اور تم ان کے ساتھ رشتہ داری نہ کرنا۔ (صواعق محرقہ ص ۴)

اور رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **لا تسبوا اصحابی فا نہ یحبئی قوم فی آخر الزمان یسبو ن اصحابی فلا تصلو اعلیھم ولا تصلو ا معھم ولا تنا کحو ھم ولا تجا لسوھم وان مر ضوا فلا تعو د و ھم۔** میرے صحابیوں کو گالیاں نہ دو۔ سو آخر زمانے میں ایک قوم پیدا ہو گی جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے گی۔ تو تم ان پر نمازِ جنازہ نہ پڑھنا۔ ان کے ساتھ نماز، پنجگانہ نہ پڑھنا، ان سے رشتہ داری نہ کرنا، ان کی مجالس میں نہ بیٹھنا اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرنا۔ (شفا شریف ج ۲ ص ۲۶۶)

الغرض حضور علیہ السلام نے ان ارشادات پاک میں محبان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ وہ گستاخان صحابہ کی بیمار پرسی نہ کریں۔ اگر وہ مر جائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھیں۔ ان کے ساتھ نکاح نہ کریں۔ ان کی مجالس (ماتم وغیرہ کی محافل) میں حاضری نہ دیں اور گیارھویں وغیرہ کے مواقع میں انہیں بلا کر ان کے ساتھ نہ کھائیں پئیں۔ اب اگر کوئی

سنی ان ہدایات نبوی کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے اپنی عاقبت کا خیال کرنا چاہیے۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون

دشمنان صحابہ کا انجام

اب ہم کتبِ معتبرہ سے دشمنان صحابہ کرام کے انجام کے متعلق چند واقعات نقل کرتے ہیں تاکہ ہمارے ہم خیال احباب کا ایمان پختہ اور ان کے دلوں میں صحابہ کی محبت اور عقیدت زیادہ ہو۔

پہلا واقعہ

شیخ ابرہیم عبیدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں نے اپنے ماموں شیخ علی مالکی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب پکے رافضی (دشمنِ صحابہ) کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ خنزیر کے چہرہ میں تبدیل کر دیتا ہے۔ پس وہ اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اس کا چہرہ خنزیر کے چہرہ میں تبدیل نہ کر دیا جائے۔ اور خنزیز کے چہرہ والا ہو جانا اس کے پکے رافضی ہونے کی علامت ہے۔ اسی وجہ سے جب کسی رافضی کا چہرہ خنزیر کے چہرہ میں تبدیل ہو جاتا ہے تو اس سے رافضیوں کو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ اور اگر اس کا چہرہ نہ بدلے وہ غمگین ہو جاتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کہ وہ سنی ہو کر مرا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ (عمدۃ التحقیق ص ۲۲۷)

دوسرا واقعہ

علامہ عبدالغفار قوصی اپنی کتاب الوحید میں لکھتے ہیں کہ اکابر علماء میں سے ایک شخص میرا دوست تھا۔ جب وہ مر گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا۔ اس سے دین اسلام کی حقانیت کے متعلق پوچھا۔ اس نے بتایا کہ واقعی اسلام سچا مذہب ہے۔ اچانک میں نے اپنے اس دوست کے چہرہ کو دیکھا تو اسے تارپین کی طرح سیاہ پایا۔ حالانکہ زندگی میں اس کا رنگ سفید تھا۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا جب تیرے خیال میں اسلام سچا مذہب ہے تو پھر تیرا چہرہ کس وجہ سے سیاہ ہو گیا ہے؟ اس نے دھیمی آواز میں کہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں خواہش نفسانی اور عصبیت کی وجہ سے بعض صحابہ کو بعض صحابہ پر فضیلت دیتا تھا۔ علامہ قوصی فرماتے ہیں کہ یہ عالم رافضیوں کے شہر کا باشندہ تھا۔ (عمدۃ التحقیق ص ۲۲۴)

تیسرا واقعہ

علامہ عبدالغفار قوصی فرماتے ہیں کہ اسی طرح ہمیں یہ خبر بھی پہنچی ہے۔ کہ ایک رافضی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی اور بچے اسے اس سے روکتے تھے۔ مگر وہ باز نہ آتا تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس رافضی کی شکل تبدیل کر کے اسے خنزیر بنا دیا۔ اور اس کی گردن میں ایک بہت بڑی زنجیر ڈال دی۔ یہ دیکھ کر اس کا لڑکا لوگوں کو بلا بلا کر لانے اور اپنے باپ کی یہ بری حالت انہیں دکھانے لگا۔ پھر چند دن بعد وہ رافضی اسی حالت میں فوت ہو گیا۔ اور اس کے گھر والے اسے گوبر پھینکنے کی جگہ میں پھینک آئے۔ علامہ قوصی فرماتے ہیں کہ میں نے امام محب الدین طبری کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں خود اس رافضی کے لڑکے سے ملا تو اس نے اپنے باپ کا پورا قصہ سنایا۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ وہ اپنے باپ کو مارتا تھا۔ اور اسے کہتا تھا۔ کہ اب حضرت ابو بکر و عمرؓ کو گالیاں دو۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکتا تھا"

(عمدۃ التحقیق ص ۲۲۶)

چوتھا واقعہ

امام محب الدین طبری فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رافضیوں کی ایک جماعت روضہ نبوی کے خادم کے پاس بہت سا مال لائے کہ وہ اسے ناظر حرم شریف کے پاس پہنچا دے تا کہ ناظر حرم شریف انہیں روضہ نبوی سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نکال دینے کی قدرت دے۔ ناظر حرم شریف نے پوشیدگی میں وہ مال قبول کر لیا تو اس بات سے خادم صاحب کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ جونہی رات پڑی۔ چالیس آدمی بیلچے اور کدال لے کر شیخین کی قبریں اکھاڑنے کے لیے آ پہنچے۔ امام طبری فرماتے ہیں کہ مجھے خادم صاحب نے خود بتایا کہ جونہی یہ چالیس آدمی رات کے وقت مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو زمین میں دھنسا دیا اور آج تک ان میں سے کسی ایک کا بھی نام و نشان نہ ملا۔ پھر جب یہ خبر ان رافضیوں تک پہنچی جنہوں نے ان چالیس آدمیوں کو بھیجا تھا تو وہ اجنبی بن کر مدینہ منورہ میں آئے۔ خادم صاحب کو کسی حیلے سے ایک تنہا مکان میں لے گئے اور ان کی زبان کاٹی اور مثلہ کیا۔ اچانک نبی پاک ﷺ اس خادم حرم کے پاس تشریف

لائے۔ آپ نے بدن اور چہرہ پر اپنا دستِ انور پھیرا تو وہ ایسے ہو گئے گویا انہیں کوئی نقصان پہنچا ہی نہ تھا۔ پھر ان رافضیوں نے دوسری بار خادم صاحب کی زبان کاٹی اور انہیں خوب زدو کوب کیا تو پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور پھر انہوں نے ان کے بدن پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ ایسے ہو گئے گویا کہ انہیں کوئی عارضہ پیش ہی نہ آیا تھا۔ پھر تیسری بار ان رافضیوں نے خادم صاحب کی زبان کاٹی اور انہیں خوب مارا پیٹا تو پھر حضور علیہ السلام خادم صاحب کے پاس تشریف لائے اور ان پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ صحیح وسلامت ہو گئے گویا انہیں کوئی آزار لگا ہی نہ تھا۔

(عمدۃ التحقیق ص ۲۲۵)

پانچواں واقعہ

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب بیت اللہ شریف کا حج کیا تو میں حرم شریف میں ایک ایسے شخص سے ملا جس کے متعلق لوگوں نے بتایا کہ وہ پانی نہیں پیا کرتا۔ میں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بیان کیا کہ میں مقام حلہ کی شیعہ برادری کا ایک فرد تھا۔ ایک رات میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہو گئی ہے۔ لوگ سخت پریشانی اور پیاس میں مبتلا ہیں۔ تھوڑی دیر بعد مجھے بھی بہت سخت پیاس محسوس ہوئی۔ میں نبی پاک علیہ السلام کے حوض کوثر پر حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ اس حوض پر حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اس وجہ سے گیا کہ میں ان سے محبت رکھتا تھا۔ اور انہیں دوسرے صحابہ پر فضیلت دیتا تھا۔ مگر انہوں نے مجھ سے منہ موڑ لیا۔ پھر میں حضرت ابو بکر کے پاس گیا تو انہوں نے بھی منہ موڑ لیا۔ پھر میں حضرت عمر کے پاس گیا تو انہوں نے بھی منہ موڑ لیا۔ پھر میں حضرت عثمان کے پاس گیا تو انہوں نے بھی منہ موڑ لیا۔ حضور علیہ السلام محشر کے میدان میں کھڑے کفار کو حوض کوثر سے ہٹا رہے تھے۔ میں ان کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا یا رسول اللہ۔ مجھے سخت پیاس لگی تو میں حضرت علی کے پاس گیا۔ مگر انہوں نے مجھ سے منہ موڑ لیا۔ آپ نے فرمایا۔ **کیف یسقیک و انت تبغض اصحابی**۔ حضرت علی تجھے کیسے پانی پلاتے جبکہ تو میرے صحابیوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا **نعم اسلم من جدید**

وتب حتی اسقیک شربة لا تظماء بعد ھا ابداً ۔ ہاں نئے سرے سے اسلام لا۔اور توبہ کر تا کہ میں تجھے وہ پلاؤں جسکے بعد تجھے کبھی پیاس محسوس نہ ہو گی۔ یہ سن کر میں اسلام لایا۔اور میں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر توبہ کی۔ تو آپ نے مجھے ایک پیالہ عنایت کیا جسے میں نے پیا اور میری پیاس بجھ گئی۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا پھر میرا یہ حال ہو گیا کہ مجھے کبھی پیاس نہ لگی۔ چاہوں تو کچھ پی لوں اور چاہوں تو کچھ نہ پیوں۔ بعد ازاں میں اپنے علاقہ حلہ میں واپس آیا اور اس کے رہنے والوں سے بیزاری اختیار کی۔ آج مجھے بیس برس گزر چکے ہیں کہ مجھے اس عرصہ میں کبھی پیاس محسوس نہ ہوئی۔ (نذھۃ الناظرین ص ۱۴۱)

چھٹا واقعہ

ایک بزرگ حج کرنے کے لیے گھر سے نکلے۔ جب وہ بغداد پہنچے تو انہیں اپنا سامان کسی کے پاس امانۃ رکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ انہوں نے ایک دکان میں ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا۔ اس پر اپنی امانت پیش کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ انہوں نے خیال کیا کہ بغداد میں اس بوڑھے سے بڑھ کر کوئی امانت دار نہ ملے گا۔ اس لیے پھر وہ اس کے پاس گئے اور اس پر امانت پیش کی۔ اس نے کہا میں تمہاری امانت اس شرط پر اپنے پاس رکھوں گا کہ تو میرا یہ پیغام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچا دے کہ اگر آپ کے پاس وہ دو شخص (صدیق اکبر و عمر فاروق) نہ ہوتے تو میں آپ کی زیارت کے لیے ہر سال حاضر ہوتا۔ وہ بزرگ اس شرط پر اپنا سامان اس کے پاس رکھ کر چلے گئے۔ حج کے بعد جب وہ روضہ انور پر حاضر ہوئے تو انہیں اس پیغام کی وجہ سے بڑی خلش محسوس ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سو گئے تو حضور علیہ السلام کو صحابہ کرام کے ہمراہ خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا۔ اس شخص کا پیغام ہمیں پہنچا دو۔ وہ حضور علیہ السلام کی ہیبت کی وجہ سے جاگ اٹھے۔ پھر وضو کر کے سوئے تو پھر آپ کی زیارت ہوئی آپ نے پھر انہیں وہ حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا حضور آپ مجھ سے بہتر اس ملعون کی بات سے باخبر ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ لیکن تم اس کی امانت اپنی طرف سے ادا کر دو۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور اس شخص نے کہا تھا کہ اگر آپ کے پہلو میں وہ دو شخص نہ ہوتے تو میں ہر سال آپ کی زیارت کرتا۔ یہ سن کر آپ نے فوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا حضرت علی تھوڑی دیر کے لیے غائب رہے۔ پھر وہ اس حال میں

آئے کہ انہوں نے اس بغدادی آدمی کو گریبان سے پکڑا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا یہ وہی شخص ہے؟ میں نے کہا۔ہاں۔ آپ نے حضرت علی کو حکم دیا کہ اس کی گردن اتار دو۔ حضرت علی نے اپنی تلوار اس کی گردن پر ماری اور اس کے خون کا ایک قطرہ ان کی قمیض پر ٹپکا۔وہ اس خواب کی ہیبت سے بیدار ہوئے۔اپنے ٹھکانے پر آکر وہ تاریخ اور ساعت نوٹ کرلی۔جب وہ بغداد واپس گئے اور اس شخص کا گھر تلاش کیا تو انہوں نے دروازہ پر ایک شخص دیکھا۔انہوں نے اس سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ ایک رات اپنے گھر سے اچانک غائب ہو گیا۔ہم نے اسے تلاش کیا تو اسے ویرانے میں اس حال میں پایا کہ اس کے دھڑ کے ساتھ اس کا سر موجود نہ تھا۔اور وہ رات اور وہ گھڑی وہی تھی جو ان بزرگوں نے مدینہ شریف میں نوٹ کی تھی۔پھر انہوں نے اس واقعہ کی خبر دی تو وہ خبر خلیفہ وقت تک پہنچی۔اس نے بغداد اور دوسرے شہروں میں منادی کرادی کہ صحابہ کرام کو گالیاں نہ دی جائیں''(نزہتہ الناظرین ص ۴۲)

آخری گذارش

سنی بھائیو! آپ سے یہ آخری گذارش ہے کہ آپ حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضی، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص، اور حضرت مغیرہ بن شعبہ وغیرھم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والے لوگوں (رافضیوں، شیعوں) سے پوری طرح کنارہ کش رہیں۔اسی میں آپ کے ایمان کی سلامتی اور دین و دنیا کی بہتری ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ ۹ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

چوبیسواں مقالہ

مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ محمد والہ و اصحابہ اجمعین اما بعد : گذشتہ دنوں ہمیں ایک شخص سے گفتگو کا اتفاق ہوا۔ جس نے کہا کہ ''حضرات خلفائے ثلاثہ (ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تو صحابی ہیں اور میں ان کے ناموں کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کو جائز جانتا ہوں مگر معاویہ نہ تو صحابی رسول ﷺ ہیں اور نہ ان کے نام کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائز ہے جب اس سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ حضرات خلفائے ثلاثہ تو اس لیے صحابی اور قابل احترام ہیں کہ ان کی خلافتوں کو مولائے علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم نے تسلیم کیا۔ ان کے ساتھ مل کر کام کئے اور ان کی آپس میں جنگیں نہیں ہوئی تھیں۔ لیکن معاویہ نے بنی ہاشم سے تین جنگیں لڑی ہیں اس لیے میں ہاشمی ہونے کی وجہ سے ان کو نہ صحابی مانتا ہوں اور نہ ان کے نام کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ عنہ کہتا ہوں''

اس شخص کو صحیح مسئلہ بتایا گیا لیکن وہ اپنے اس عقیدہ باطلہ سے باز نہ آیا تو ہم نے عامۃ المسلمین کے ایمان کی حفاظت کے لیے یہ مختصر مقالہ مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذریعہ ٔ نجات بنائے آمین بجاہ النبی الامی الامین ﷺ

مختصر حالاتِ زندگی

شیخ ولی الدین خطیب تبریزی لکھتے ہیں۔ حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما قریش کی شاخ بنو امیہ سے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ہے۔ حضرت معاویہ اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہما دونوں فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور (۱) مؤلفۃ القلوب میں شامل رہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے کاتبانِ وحی میں سے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے وحی میں سے کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے خطوط لکھنے پر مامور تھے۔ حضرت (۲) عبد اللہ بن

۱۔ قال السیوطی اسلم ھو وابوہ یوم فتح مکۃ وشھد حنینا و کان من المؤلفۃ قلوبھم ثم حسن اسلامہ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸)

۲۔ قال جلال الدین السیوطی و کان احد الکتاب لرسول اللہ ﷺ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸)

عباس اور حضرت ابو سعید رضی اللہ (۱) عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ آپ اپنے (۲) بھائی حضرت یزید بن ابو سفیان کی وفات پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں شام کے والی بنے۔ اور وفات تک اس منصب پر فائز رہے۔ ۴۱ھ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت ان کے حوالے کر دی تو آپ بیس سال کے عرصہ تک پوری اسلامی دنیا کے خلیفہ رہے۔ پھر رجب (۳) ۶۰ھ میں آپ نے لقوہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر دمشق میں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ اپنی عمر کے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے "اے کاش میں ذی طویٰ کے علاقہ میں قریش کا ایک عام آدمی ہوتا اور میں خلافت کے امر سے کچھ نہ دیکھتا اور ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی ازار، چادر، قمیض، چند موئے مبارک اور ناخن مقدس تھے۔ وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ مجھے رسول اکرم ﷺ کی قمیض میں کفن دینا۔ ان کی ازار میرے کفن کی ازار اور ان کی چادر میرے کفن کی چادر بنانا۔ میرے نتھنوں، سوراخوں اور سجدہ کی جگہوں میں رسول ﷺ کے بال اور ناخن رکھنا۔ پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔"

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۲۳)

فضائل و مناقب

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں حدیثیں (۴) موجود ہیں امام عبدالعزیز

۱۔ قال السیوطی روی لہ عن النبی ﷺ مائۃ حدیث وثلاثۃ وستون حدیثاً۔ روی عنہ من الصحابۃ ابن عباس وابن عمر ابن الزبیر وابو الدرداء وجریر البجلی والنعمان بن بشیر وغیرہم ومن التابعین ابن المسیب وحمید بن عبد الرحمن وغیرہم۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸)

۲۔ قال السیوطی لما بعث ابو بکر الجیوش الی الشام سار معاویۃ مع اخیہ یزید بن ابی سفیان فلما مات یزید استخلفہ علی دمشق فاقرہ عمر ثم اقرہ عثمان وجمع لہ الشام کلہ فاقام امیراً عشرین سنۃ وخلیفۃ عشرین سنۃ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹)

۳۔ آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ۸ رجب، بعض کے نزدیک ۱۵ رجب اور بعض کے نزدیک ۲۲ رجب ہے (روزنامہ تحفہ گوجرانوالہ ۲۰ فروری ۱۹۹۱ء)

۴۔ قال الجلال السیوطی وقد ورد فی فضلہ احادیث قل ما ثبت اخرج الترمذی وحسنہ عن عبد الرحمن بن ابی عمیرۃ الصحابی عن النبی ﷺ انہ قال لمعاویۃ اللھم اجعلہ ھادیا واخرج احمد فی مسندہ عن العرباض بن ساریۃ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹)

فرھادی صاحب نبراس نے اپنی کتاب ''الناھیۃ عن طعن امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ میں آپ کے اکیس فضائل ومناقب ذکر کیے ہیں۔ ہم یہاں اختصار کے پیش نظر آپ کے بعض مناقب تبرکاً پیش کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

علم ونجات کی دعا:

امام احمد مسند میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ **اللھم علم معاویة الکتاب والحساب و قه العذاب** ،اے اللہ معاویہ کو کتاب اللہ (قرآن مجید) اور حساب کا علم عطا فرما اور ان کو عذاب سے بچا۔ (الناھیۃ ص ۱۴۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹۔ مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۴۱۵)

ہدایت کی دعا

محدث ابو عیسیٰ ترمذی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ کے حق میں فرمایا **اللھم اجعله ھا دیا مھدیا واھدبه** ۔ اے اللہ اسے ہدایت دہندہ ہدایت یافتہ بنا اور اس کے سبب سے ہدایت دے۔ ہذا حدیث حسن غریب (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۴۷) (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۶۴) (الناھیۃ ص ۱۵) (مکتوبات امام ربانی ج ۲ ص ۴۱۵)

سبب ہدایت ہونے کی دعا:۔ اور یہی محدث جلیل روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب حمص کی ولایت حضرت عمیر بن سعد سے لے کر حضرت معاویہ کو دی تو لوگوں نے کہا عمر نے عمیر کو معزول کیا اور معاویہ کو والی بنایا۔ یہ سن کر حضرت عمیر نے فرمایا **لاتذ کروا معاویة الابخیر فانی سمعت رسول الله یقول اللھم اھدبه** ۔ تم معاویہ کو نہ یاد کرو مگر بھلائی سے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اے اللہ اسے (۱) ہدایت کا ذریعہ بنا'' (سنن ترمذی ج ۲ ص ۲۴۸)

۱۔ قلت ویؤید ذلک مارویٰ رزین عن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال رسول اللہ ﷺ اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۴۴) لان معاویۃ منھم فھو کالنجوم ایضاً کمالایخفیٰ

یہ دعائیں مقبول ہیں:۔ امام طیبی شرح مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی شرح میں لکھتے ہیں۔ (۱)ولا ارتیاب ان دعآء ہ ﷺ مستجاب فمن کان ھذا حالہ کیف یرتاب فی حقہ ۔اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا مقبول ہے سو جس شخص کا حال یہ ہو اس کی بزرگی کے بارہ میں شک کیسے کیا جا سکتا ہے؟ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۲۶۴ جلد دوم حاشیہ نمبر ۴)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی تھے:۔ مفتی حرمین امام احمد طبری نے کتاب خلاصۃ السیر میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبان وحی یہ تیرہ اصحاب تھے۔ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، عامر بن فہیرہ، عبد اللہ بن ارقم، ابی بن کعب، ثابت بن قیس بن شماس، خالد بن سعید ابن العاص، حنظلہ بن ربیع اسلمی، زید بن ثابت، معاویہ ابن ابی سفیان اور شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔ وکان معاویۃ وزید الزمھم لذلک واخصھم بہ۔ اور معاویہ اور زید رضی اللہ عنہما باقی کاتبان وحی کی بنسبت کتابت وحی کے کام سے زیادہ التزام واختصاص رکھتے تھے۔ (الناھیۃ ص ۱۵)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد کیا:۔ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ شھد حنینا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حنین کی جنگ میں شریک جہاد ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸) بدیں وجہ جب حضرت عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ عمر بن عبد العزیز افضل ہیں یا معاویہ بن ابی سفیان؟ تو فرمایا غبار دخل فی انف فرس معاویۃ حین غزانی رکاب رسول اللہ ﷺ افضل من کذا وکذا من عمر بن عبد العزیز۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے تو اس وقت ان کے گھوڑے کے نتھنے میں جو غبار داخل ہوا تھا وہ عمر بن عبد العزیز سے اتنے اتنے درجے بہتر ہے۔ (الناھیۃ عن طعن امیر المومنین معاویۃ رضی اللہ عنہ ص ۱۴)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عظیم محدث تھے:۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار علماء

۱۔ مجدد الف ثانی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں رسول اللہ کی دعائیں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ ودعائے آنحضرت مقبول اور آنحضرت کی یہ دعائیں مقبول ہیں (مکتوبات ج ۱ ص ۴۱۵)

صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ چنانچہ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر اور اپنی بہن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور ان سے حضرت ابو ذر غفاری، حضرت ابن عباس، حضرت ابو سعید، حضرت جریر بجلی اور دیگر صحابہ کی ایک جماعت نے اور تابعین میں سے جبیر، ابو ادریس خولانی، سعید ابن المسیب، خالد بن معدان، ابو صالح سمان، سعید، ہمام بن منبہ اور کثیر مخلوق نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں آٹھ اور امام مسلم نے صحیح مسلم میں حضرت معاویہ سے حدیثیں روایت کی ہیں حالانکہ ان دونوں کی شرطیں بہت سخت اور کڑی ہیں اور وہ غیر ثقہ، غیر ضابط اور کاذب راوی سے کوئی شئی روایت نہیں کرتے۔'' (الناھیۃ ص ۱۷)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے:۔ محدث جلیل امام محمد بن اسماعیل بخاری ابن ابی ملیکہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کیا۔ کیا آپ کو امیر المومنین معاویہ پر اس وجہ سے کوئی اعتراض ہے کہ وہ وتر کی صرف ایک رکعت پڑھتے ہیں؟ تو فرمایا۔'' اصاب انه فقیه ''انہوں نے درست کیا ہے کیونکہ وہ فقیہ (مجتہد) ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا دعه فانه صحب رسول اللہ ﷺ۔ انہیں چھوڑو کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہ چکے ہیں۔

اس حدیث کے ضمن میں صاحب نبراس فرماتے ہیں۔ بلاشبہ فقہا نے آپ کے اجتہاد پر اعتماد کیا ہے۔ ولہذا جب وہ صحابہ کے اجتہاد کا ذکر کرتے ہیں تو وہاں (۱) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کا بھی تذکرہ کرتے ہیں (الناھیۃ ص ۲۶)

اور مولوی غلام غوث ہزاروی لکھتے ہیں '' دعه فانه کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا یا فقیہ ہونا ان کی نکتہ چینی سے منع کرتا ہے اور اس بات کو لازم کرتا ہے کہ ان کی صرف نیکیوں ہی کو ذکر کیا جائے'' (الذب عن الصحابۃ ص ۱۸)

۱۔ ومن اعتقاد اهل السنة والجماعة ان معاویه لم یکن فی ایام علی خلیفة انما کان من الملوک وغایة اجتهاده انه کان له اجر واحد علی اجتهاد (الصواعق المحرقة ص ۲۱۷)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت معافی بن عمران سے عرض کیا۔ عمر بن عبد العزیز اور معاویہ میں کون افضل ہے؟ آپ نے غصہ سے فرمایا لا یقاس احد با صحاب النبی ﷺ معاویۃ صاحبہ و صھرہ و کاتبہ و امینہ علی وحی اللہ عزوجل۔ کسی شخص کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ پر قیاس نہ کیا جائے۔ معاویہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی، سسرالی رشتہ والے، کاتب اور امین وحی تھے۔ (شفا شریف ص ۴۳ ج ۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ **رسول اللہ ﷺ کے سالہ ہیں**:۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ام حبیبہ بنت ابی سفیان رسول اللہ ﷺ کی زوجہء محترمہ ہیں اس وجہ سے آپ رسول اللہ ﷺ کے سالہ ہیں، اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے سسرالی رشتہ داروں کے حق میں فرمایا "بلا شبہ اللہ نے مجھے چنا اور میرے صحابہ کو چنا پھر انہیں میرے ساتھی، میرے سسرالی رشتہ والے اور میرے مددگار بنایا اور عنقریب ان کے بعد ایک قوم آئے گی جو انہیں گالیاں دے گی۔ تم ان (گستاخوں) کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ان کے ساتھ مل کر کھاؤ، نہ ان سے رشتہ داری کرو، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو اور نہ ان کے ہمراہ نماز پڑھو۔ (نزھۃ الناظرین ص ۳۶)

حضرت معاویہ رضی اللہ **عنہ عاشق رسول تھے**:۔ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ قابس بن ربیعہ رسول اللہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ پھر جب وہ ان کے گھر کے دروازہ سے داخل ہوئے تو وہ ان کی تعظیم کے لیے چارپائی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان سے ملاقات کی اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ان کے لیے مرغاب نامی علاقہ بطور جاگیر کے وقف کر دیا۔ اس وجہ سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے (شفا شریف ج ۲ ص ۲۰)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ **متبع سنت تھے**:۔ امام بغوی شرح السنہ میں ابو مجلز سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ نکلے در آں حالیکہ حضرت عبد اللہ بن عامر اور حضرت عبد اللہ بن زبیر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر ابن عامر تو کھڑے ہو گئے مگر ابن الزبیر بیٹھے

رہے۔ یہ دیکھ کر حضرت معاویہ نے فرمایا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ بات پسند کرے کہ لوگ اس کے آگے کھڑے رہیں تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔ (الناھیۃ ص ۲۳)

مقام غور ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی بناء پر اپنے لیے قیام تعظیمی کو پسند نہیں فرمایا یہ سنت کی پیروی اور حدیث پر عمل کی وجہ سے تھا۔ سو اس سے آپ کے متبع سنت ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور اس کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ''پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ کا یزید نامی شخص ہو گا۔'' یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت معاویہ عامل بالسنۃ تھے (الناھیہ ص ۳۰)

حضرت معاویہ صاحب عدالت صحابی تھے: ۔ امام قسطلانی شرح بخاری شریف میں لکھتے ہیں کہ معاویہ بہت سی خوبیوں کے حامل تھے۔ اور امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں۔ ہو من عدول الفضلاء والصحابۃ الخیار۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چوٹی کے صاحب عدالت فضلاء اور بہترین صحابہ میں سے تھے۔ اور صاحب نبراس لکھتے ہیں۔ ویکتب المحدثون بعد اسمہ رضی اللہ عنہ کسائر الصحابۃ بلا فرق۔ اور محدثین معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کے بعد سب صحابہ کے ناموں کی طرح کوئی فرق کیے بغیر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ (الناہیہ ص ۱۷)

حضرت معاویہ اہل بیت کا ادب کرتے تھے: ۔ امام احمد بن حنبل روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ حسن کی زبان چوسا کرتے تھے۔ اور بلاشبہ جس زبان اور جن ہونٹوں کو رسول اللہ ﷺ نے چوسا ہو وہ ہرگز عذاب میں مبتلا نہ ہوں گے۔

ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا۔ میں آپ کو ایک انعام دوں گا جو میں نے آپ سے پہلے کسی کو نہیں دیا ہے اور نہ آپ کے بعد کسی کو دوں گا۔ یہ فرما کر آپ نے چار سو دینار کا عطیہ انہیں پیش کیا جو انہوں نے قبول فرمالیا۔ (الناھیہ

ص ۲۷)

حضرت معاویہ کی بخشش ہو چکی ہے :۔ محدث ابن عساکر ضعیف(۱) سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں **کنت عندالنبی ﷺ و عنده ابو بکر و عمر و عثمان اذ اقبل علی فقال النبی ﷺ لمعاویة اتحب علیا قال نعم قال انها ستکون بینکم هنیهة قال معاویة فما بعد ذلک یا رسول الله قال عفوالله و رضوانه قال رضینا بقضاء الله۔** میں ،ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ سے فرمایا۔ کیا آپ علی سے محبت رکھتے ہیں؟ میں نے کہاہاں۔ فرمایا عن قریب تمہارے درمیان جنگ ہو گی۔ حضرت معاویہ نے عرض کیایارسول اللہ اس کے بعد کیا ہو گا؟ فرمایااللہ کی معافی اور اس کی رضامندی عرض کیا پھر ہم اللہ کی قضا پر راضی ہیں۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ ولو شآء اللہ ما اقتلوا و لکن اللہ یفعل ما یرید۔ (الناہیہ ص ۳۰)

حضرت معاویہؓ بادشاہ اسلام تھے :۔ امام جلال الدین سیوطی روایت بیان کرتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم جب بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے یہ عرب کا کسریٰ ہیں (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹)

اور کعب الاحبار نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے برسر اقتدار آنے سے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ اس امت کا کوئی شخص اتنے بڑے ملک کا مالک نہیں ہو گا جتنے بڑے ملک کے مالک معاویہ ہوں گے (تاریخ الخلفا ص ۱۴۹)

اور خود معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے معاویہ جب آپ بادشاہ بنیں گے تو لوگوں سے اچھا سلوک کرنا۔ اس وقت سے مجھے بادشاہی ملنے کی امید رہی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹۔ مکتوبات امام ربانی ج ۲ ص ۴۱۶)

اور صاحب بہار شریعت لکھتے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول ملوک اسلام ہیں۔

۱۔ فضائل اعمال میں ضعیف حدیثیں بھی معتبر ہوتی ہیں۔ کمافی کتب اصحابنا الحنفیہ واللہ اعلم۔

اسی کی طرف تورات مقدس میں اشارہ ہے۔ کہ مولدہ مکة و مهاجرہ طیبة و ملکه بالشام۔ نبی آخر الزمان ﷺ مکہ میں پیدا ہوں گے۔ مدینہ کو ہجرت فرمائیں گے اور ان کی سلطنت شام میں ہو گی سو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی؟ محمد ﷺ کی سلطنت ہے۔ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک فوج جرار جان نثار کے ساتھ عین میدان جنگ میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی۔ اور اس صلح کو حضورِ اقدس ﷺ نے پسند فرمایا تھا اور اس کی بشارت دی تھی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا تھا کہ ان ابنی هذا سید لعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرا دے گا۔ سو امیر معاویہ (معاذاللہ) پر فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پر، بلکہ حضور سید عالم ﷺ پر، بلکہ حضرت اللہ عزوجل وعلا پر طعن کرنے والا ہے''
(بہار شریعت ج ا ص ۷۵)

معاویہ رضی اللہ عنہ کامیاب حکمران تھے:۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے چالیس سال کی طویل مدت تک صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور سعید میں کامیابی سے حکومت کی ہے۔ انہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے شام کا والی بنایا۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ والیوں کی درستی اور نادرستی میں بہت کوشش فرمایا کرتے تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی حکومت کو برقرار رکھا۔ (الناھیہ ص ۲۶)

معاویہ عادل حکمران تھے:۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کیف یکون جائراً و قد صح انه رضی الله عنه کان اماماً عادلاً فی حقوق الله سبحانه و فی حقوق المسلمین کمافی الصواعق۔ حضرت معاویہ فاسق کیسے ہوں گے جب کہ صحت سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ اللہ سبحانہ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق میں عادل تھے۔ جیسا کہ امام ابن حجر نے کتاب ''صواعق محرقہ'' میں ذکر فرمایا ہے (مکتوبات امام ربانی جلد اول ص ۴۱۵)

معاویہ کی خلافت برحق ہے:۔ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی کتاب الاسالیب البدیعہ فی فضل

الصحابۃ واقتاع الشیعہ کے ص ۴۶۷ میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کتاب غنیۃ الطالبین ص ۷۸ ج ا سے نقل کرتے ہیں اما خلافة معاوية بن ابی سفیان رضی الله تعالیٰ عنهما فثابتة صحيحة بعد موت علی و بعد خلع الحسن بن علی رضی الله عنهما نفسه عن الخلافة و تسليمها الى معاوية لرا ی راه الحسن و مصلحة عامة تحققت له وهی حقن ومآء المسلمين و تحقيق قول النبی ﷺ فی حسن رضی الله عنه ان ابنی هذا سيد يصلح الله تعالیٰ به بين فئتين عظمتين من المسلمين فوجبت اما مته بعقد الحسن له فسمی عامه عام الجماعة لا ارتفاع الخلاف بين الجميع و اتباع الكل لمعاوية رضی الله عنه لا نه لم يكن هنا ک منازع ثالث فی الخلافة.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دستبرداری اور اسے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت اور صحیح ہے۔ امام حسن نے یہ دستبرداری کسی مصلحت کی وجہ سے اختیار فرمائی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ مسلمانوں کا خون بہنے سے بچ جائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا یہ قول حق ثابت ہو جائے کہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا بلاشبہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح پیدا کرے گا۔ پس حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت ہو گئی اور اس سال کو مسلمانوں کے ایک امام پر جمع ہو جانے کی وجہ سے جمع کا سال کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت خلافت کا کوئی دعویدار حضرت حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ نہ تھا۔ (الاسالیب البدیعۃ ص ۴۶۷)

خلافۃ معاویہ حدیث سے ثابت ہے :۔ اور یہی امام مذکورہ بالا کتاب میں حضرت غوث پاک کی کتاب غنیۃ الطالبین ہی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

خلافة مذكورة.فی قول النبی ﷺ و هو ماروی عن النبی ﷺ انه قال تدور رحی الا سلام خمساً و ثلاثين سنة اوستا و ثلاثين اور سبعاً و ثلاثين والمر اد با لوحی فی هذا الحديث القو ة فی الدين و الخمس السنين الفا ضلة من الثلاثين فهی من جملة خلافة معاويه الی تمام تسع عشرة سنة و شهور. لان الثلاثين كملت بعلی رضی الله عنه

کما بینا اہ کلام الشیخ سید ی عبدالقادر الجیلانی رحمة الله علیه . اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت نبی ﷺ کی حدیث میں مذکور ہے۔اور وہ آپ کا یہ ارشاد ہے کہ اسلام کی چکی پینتیس سال یا چھتیس سال یا سینتالیس سال تک گھومے گی۔اور اس حدیث میں چکی گھومنے سے مراد دین میں قوت کا موجود رہنا ہے۔اور تیس کے بعد پانچ چھ یا سات سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حصہ ہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تیس سال پر ختم ہو گئی تھی۔ (الاسالیب البدیعہ ص ۴۶۷)

گستاخِ معاویہ جہنمی ہے:۔ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں '' علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض، شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔ومن یکون یطعن فی معاویة . فذاک من کلاب الهاویه۔ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔''(احکام شریعت ص ۱۰۳)

گستاخِ معاویہ اہل سنت سے خارج ہے:۔ امام صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں'' کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بدمذہبی و گمراہی واستحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بغض ہے۔ایسا شخص رافضی (خارج از اہل سنۃ) ہے۔اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے۔ مثلاً حضرت امیر معاویہ اور ان کے والد ابو سفیان اور ان کی والدہ ہندہ رضی اللہ عنہم۔ اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم اجمعین۔''(بہار شریعت ص ۷۳ ج۱)

مشاجرتِ صحابہ کی شرعی حیثیت:۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات ظاہری میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی باہمی رنجشوں کو خود بیان فرمایا۔اس پیشین گوئی کے مطابق حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما میں ناچاکی پیدا ہوئی اور نوبت جنگ تک پہنچی۔ مگر اس سے کوئی صحابی اسلام یا صحابیت سے خارج نہیں ہوا۔لہذا سب اصحاب رسول ﷺ کا ادب واحترام امت پر فرض ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی عقیدت وادب واحترام کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین!

(۱۹ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ)

پچیسواں مقالہ

یزید پر ایک نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد الله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی نبیه الکریم الامین و علی سائر عباده المخلصین من النبیین والصدیقین والشهدآء والصالحین الیٰ قیام الدین وبعد یوم الدین الی ابد الأبدین. اس مقالہ مبارکہ میں یزید کی بدکرداریاں اور اس کے متعلق علمائے اہل سنت کا عقیدۂ حقہ بیان کیا گیا ہے۔ اس مقالہ کی تالیف سے ہمارا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اہلسنت کے ایمان پختہ اور مضبوط ہو جائیں۔ **ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔**

رسالت مآب ﷺ کی پیشین گوئیاں

حضور علیہ السلام کے راز دار حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **ما ادری انسی اصحابی ام تناسوه والله ما ترک رسول الله ﷺ من قائد فتنة الیٰ ان تنقضی الدنیا یبلغ من معه ثلاث مائة فصاعداً الا قد سماه لنا باسمه واسم ابیه و قبیلته۔** یعنی میں نہیں جانتا کہ ان باتوں کو میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا وہ انہیں بھلا دی گئی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے تو قیامت تک کے ہونے والے ہر اس فتنہ باز کا نام اور اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام بتا دیا تھا جس کے پیروکار تین سو یا اس سے زیادہ ہونے والے تھے۔ (شفا شریف ص ۲۲۲ ج ۱)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے قیامت تک ہونے والے تمام فتنہ بازوں شرانگیزوں کے نام اور ان کی ولدیت اور ان کے خاندان تک کے نام صحابہ کرام کو بتا دیئے تھے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ آپ نے یزید کے بارہ میں کیا کچھ اشارۃً یا صراحۃً ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة یقال له یزید۔ جو شخص سب سے پہلے میری سنت تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ کا ایک شخص ہے جسے یزید کہا جائے گا۔ اخرجه الرویانی فی مسنده۔

(تاریخ الخلفاء مصنفہ خاتمۃ المحدثین جلال الدین سیوطی ص ۱۰۴)

اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لازال امر امتی قائماً بالقسط حتی یکون اول من یثلمه رجل من بنی امیة یقال له یزید۔ میری امت کا معاملہ انصاف کے ساتھ قائم رہے گا۔ حتی کہ بنی امیہ کا ایک شخص جس کا نام یزید ہے۔ اس میں

پہلی مرتبہ رخنہ اندازی کرے گا۔ رواہ ابویعلےٰ فی مسندہ وسند ضعیف (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۹)

اور روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت امام حسین پیدا ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رونے لگے جب آپ سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا۔ یقتلہ الفئۃ الباغیۃ۔ اسے باغی جماعت قتل کرے گی۔ (تمہید ابو شکور سالمی بحوالہ رسالہ سعی السعید ص ۱۴ مصنف محمد سعید اسعد)

اور ایک روایت میں صراحۃً وارد ہوا ہے۔ کہ ایک دن حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ایک دن ایسا آئے گا کہ مدینہ والوں کو مدینہ سے نکال دیا جائے گا۔ لوگوں نے پوچھا انہیں کون باہر نکالے گا۔ فرمایا امری السوء۔ ایک برا شخص۔ (جذب القلوب ص ۲۸)

اس حدیث میں واقعہ ءحرہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو یزید بے نصیب کے حکم سے پیش آیا تھا۔ جس کی قدرے تفصیل انشاءاللہ العزیز عنقریب بیان کی جائے گی۔

اور بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ ''میری امت کی ہلاکت قریش کے ایک قبیلہ کے ہاتھوں سے ہو گی۔ دریافت کیا گیا یارسول اللہ آپ ہمیں اس زمانے کے متعلق کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ عزلت وگوشہ گرفتن از خلق۔ یعنی میں تمہیں علیحدگی اور لوگوں سے کنارہ کشی کا حکم دیتا ہوں''
(جذب القلوب ص ۲۸)

اور حضرت ابوہریرہ کی ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہءقدرت میں میری جان ہے۔ مدینہ شریف میں ایک جنگ واقع ہو گی کہ اس میں دین کو اس طرح مونڈھ کر ختم کیا جائے گا جس طرح سر کے بال مونڈھے جاتے ہیں۔ اس دن مدینہ پاک سے تم باہر نکل جانا اگرچہ ایک میل کی مقدار تک ہو'' (جذب القلوب ص ۲۸)

حضرت ابوہریرہ کی دعا

چونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام کو یزید پلید کے دورِ حکومت کے مفاسد و مظالم تفصیل سے بتادیئے تھے۔ اس لیے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ''خداوندا مرا از حوادث سنہ ستین وامارت صبیان نگاہ دار وپیش از رسیدن آنوقت مرا از دنیا بردار'' خداوندا مجھے سن ساٹھ ہجری کے حوادثات سے بچا اور بچوں کی حکومت سے محفوظ رکھ اور

اس وقت کے پہنچنے سے پہلے مجھے دنیا سے اٹھا لے۔ (جذب القلوب ص ۲۸)

آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا منظور فرمائی۔ آپ کی وفات سن انسٹھ میں واقع ہوئی چنانچہ امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔ وکان مع ابو ھریرة علم من النبی بما مرعنه فی یزید فانه کان ید عو اللھم انی اعوذ بک من رأس الستین و امارة الصبیان فاستجاب اللہ فتو فاه له سنة تسع و خمسین وکانت وفاة معاویة وولایة ابنه سنة ستین فعلم ابو ھریرة بو لایة یزید فی ھذہ السنة فاستعاذمنھا لما علم من قبیح احواله بواسطة اعلام الصادق المصدوق ﷺ۔

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ بالا ارشادات کی بنا پر حضرت ابو ہریرہ کو یزید کے بارہ میں پورا پورا علم تھا۔ اسی وجہ سے وہ یہ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں سن ساٹھ کے شروع سے اور بچوں کی حکومت سے تیرے پاس پناہ مانگتا ہوں۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول کی تو انہوں نے سن انسٹھ میں وفات پائی۔ جبکہ حضرت امیر معاویہ کی وفات اور یزید کی ولایت سن ساٹھ میں واقع ہوئیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ کو سن ساٹھ میں یزید کی حکومت کا یقینی علم تھا۔ اسی وجہ سے وہ اس سن سے پناہ مانگتے تھے۔ کیونکہ یزید کی بد کرداریوں کا انہیں علم تھا جو انہیں صادق مصدوق نبی ﷺ کے بتانے سے معلوم ہوئی تھیں'' (صواعق محرقہ ص ۲۲۱)

یزید کی بد کرداریاں

اب ہم اہل سنت و جماعت کے مقتدر معتبر علمائے کرام کی کتابوں سے یزید بے نصیب کی بعض بد کرداریاں اور بد فعلیاں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشین گوئیوں کا برحق ہونا روز روشن کی طرح روشن ہو جائے۔ وباللہ التوفیق

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد

امام ابن حجر مکی تحریر فرماتے ہیں۔ و لاسرافه فی المعاصی خلعه اھل المدینة فقد اخرج الواقدی من طرق ان عبداللہ بن حنظلة بن الغسیل قال واللہ ماخر جنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجار ة من السمآء ان کان رجلاًینکح امھات الاولاد والبنات

والاخوات و یشرب الخمرو یدع الصلوٰۃ۔ اور یزید کی بے انتہا بد کاریوں کی وجہ سے مدینہ والوں نے اس کی بیعت توڑ دی تھی۔ امام واقدی کئی سندوں سے حضرت عبداللہ بن حنظلہ الغسیل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ خدا کی قسم ہم نے یزید پر اس وقت خروج کیا جس وقت ہمیں اس بات کا اندیشہ ہوا کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔ بلاشبہ یزید ام ولدوں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا تھا۔ شراب پیتا تھا۔ اور نماز چھوڑ بیٹھا تھا۔

(صواعق محرقہ ص۲۲۱ تاریخ الخلفاء ص۱۶۰)

امام ذہبی کا ارشاد

امام حجر مکی نقل فرماتے ہیں۔ وقال الذهبی ولما فعل یزید باهل المدینة مافعل مع شربه الخمر واتیا نه المنکرات اشتد علیه الناس و خرج علیه غیر واحد ولم یبارک الله فی عمره۔ امام ذہبی نے فرمایا۔ جب یزید نے مدینہ والوں کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ شراب پیتا تھا۔ اور بد اعمالیاں کرتا تھا تو لوگ اس پر رنجیدہ ہو گئے اور بہت سے لوگوں نے اس کی بیعت توڑ دی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں برکت نہ فرمائی۔ (صواعق محرقہ ص۲۲۱)

امام ابن حجر مکی کا ارشاد

یزید کے مسلمان ہونے کے قول پر بھی یزید فاسق، شرارتی اور ظالم تھا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق یہ خبر دی کہ بنی امیہ کا یزید نامی شخص میری امت کے انصاف پر قائم شدہ معاملہ میں سب سے پہلے رخنہ ڈالے گا اور میری سنت کو سب سے پہلے بدلے گا۔ (صواعق محرقہ ص۲۲۱)

سبط ابن الجوزی کا ارشاد

سبط بن الجوزی امام ابن الجوزی سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا اس بات سے تعجب نہیں کہ ابن زیاد نے حضرت امام حسین سے جنگ کی۔ بلکہ تعجب تو اس بات پر ہے کہ یزید نے حضرت امام حسین کی بے حرمتی کی اور لاٹھی سے آپ کے سر مبارک کے پہنچنے پر آپ کے دانتوں کو ٹھوکریں ماریں۔ اور اہل بیت رسول اللہ ﷺ کو میدان کربلا سے دمشق تک اس حال میں چلوایا

کہ وہ اونٹوں کے پالانوں پر قیدی تھے اور اس کے متعلق وہ سب باتیں ذکر کیں۔ جو اس کے بارہ میں مشہور و معروف ہیں۔ (صواعق محرقہ ص ۲۲۰)

ابوالحسن مداہنی کا ارشاد

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''ہم ابن جوزی از ابوالحسن مداہنی کے یکے از ثقات راوۃ است نقل میکند کہ اہل مدینہ منورہ بعد از ظہور دلائل فسق و فساد یزید پلید بر منبر بر آمدہ خلع بیعت او نمودند''۔ یعنی ابن جوزی نے ابوالحسن مداہنی سے جو ثقہ راویوں میں سے ہیں نقل کیا ہے کہ مدینہ منورہ کے رہنے والوں نے یزید کے فسق و فجور کے دلائل ظاہر ہو جانے کے بعد بر سر منبر اس کی بیعت توڑی تھی'' (جذب القلوب ص ۳۱)

ابن الجوزی کا ارشاد

شیخ عبدالحق فرماتے ہیں۔ ''اور ابن جوزی نے یہ بھی کہا ہے کہ جب ۶۲ھ شروع ہوا۔ یزید پلید نے اپنے چچازاد بھائی عثمان بن محمد کو مدینہ منورہ بھیجا تاکہ وہ اہل مدینہ کو اس کی بیعت کی دعوت دے۔ عثمان نے مدینہ والوں کی ایک جماعت یزید کے دربار میں بھیجی۔ جب یہ لوگ واپس مدینہ منورہ آئے تو انہوں نے یزید پلید کو گالی گلوچ کرنے کے لیے اپنی زبانیں کھولیں اور اس کی بے دینی۔ شراب پینے۔ برے اور بے حیائی کے کام کا ارتکاب کرنے، کتوں سے کھیلنے اور اس قسم کے دوسرے برے افعال بیان کیے اور اس کی بیعت توڑ دی اور باقی مدینے والوں کو بھی انہوں نے یزید کی بیعت سے بیزار کر دیا۔ ایک شخص جو اس وفد میں موجود تھا اس نے کہا۔ خدا کی قسم یزید نے مجھے ایک ہزار درہم بطور انعام دیئے اور مجھ پر احسان کیا۔ لیکن سچائی سے میں کبھی باز نہیں آؤں گا۔ وے شارب خمر است و تارک صلوٰۃ۔ یزید شرابی اور تارک نماز ہے۔ (جذب القلوب ص ۳۰)

امام سیوطی کا ارشاد

''سن تریسٹھ ہجری میں یزید کو پتہ چلا کہ اہل مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے۔ سو اس نے ایک بہت بڑا لشکر بھیجا اور اسے اہل مدینہ سے جنگ کرنے اور پھر مکہ معظمہ میں ابن زبیر سے لڑنے کا حکم

دیا۔ پس جب وہ آئے تو مدینہ منورہ میں حرہ کا واقعہ پیش آیا۔ اور تجھے کیا پتہ کہ حرہ کا واقعہ کیا ہے ایک دفعہ حضرت حسن بصری نے اس واقعہ کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔ اللہ کی قسم اہل مدینہ میں سے کوئی ظلم سے بچنے والا نہ تھا۔ اس لڑائی میں صحابہ اور تابعین وغیرہم کی بڑی تعداد شہید کی گئی۔ اہل مدینہ کو خوب لوٹا گیا۔ اور ایک ہزار پاکیزہ خواتین سے بدکاری کی گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۶۰)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ارشاد

یزید نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ سے لڑنے کے لیے ایک لشکر عظیم کے ساتھ بھیجا۔ سہ روز ہتک حرمت نبوی ﷺ نمودہ۔ تین دن تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حرم شریف کی بے حرمتی کی جاتی رہی۔ ایک ہزار سات سو جلیل القدر مہاجرین وانصار و تابعین علماء کو شہید کیا گیا۔ دس ہزار عامۃ المسلمین کو قتل کی گھاٹ اتارا گیا۔ سات سو حافظوں اور ستانویں قریشی بزرگوں کو تہ تیغ کیا گیا۔ اور فسق وفجور اور زنا کو مباح قرار دیا گیا۔ یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورت نے زنا کے حمل جنے اور مسجد نبوی میں گھوڑے دوڑائے گئے۔ (جذب القلوب ص ۲۹)

علامہ سیوطی کا ارشاد

یزید کا وہ لشکر جو حرہ میں اہل مدینہ سے لڑا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کے لیے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں سردار لشکر فوت ہو گیا۔ تو یزید نے اس لشکر پر نیا امیر مقرر کر دیا۔ پھر وہ لشکر مکہ آیا اور اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کر لیا۔ **وقاتلوہ ورموہ بالمنجیق وذلک فی صفر سنة اربع وستین و احترقت من شرارة نیرانهم استار الکعبة وسقفها و قرنا الکبش الذی قد فدی به اسماعیل وکانا فی السقف۔** اور انہوں نے جنگ کی اور منجیقوں سے پتھراؤ کیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۶۴ھ کا ہے۔ اور ان کی آگ کی چنگاریوں سے کعبہ شریف کے پردے اور چھت جل گئے اور اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جو جنتی دنبہ ذبح کیا گیا تھا اس کے دو سینگ بھی جل گئے جو کعبہ شریف کے چھت میں تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۶۴)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ اور جب حضرت امام حسین اور ان کے خاندان کے افراد شہید ہو گئے۔ تو ابن زیاد نے ان کے سر یزید کے پاس بھیجے۔ **فسر بقتلهم اولاً ثم ندم لما مقته المسلمون علیٰ ذلک و ابغضه الناس وحق لهم ان یبغضوه**۔ پس وہ پہلے پہل تو ان کی شہادت پر خوش ہوا لیکن جب بعد میں مسلمان اس پر اس کی اس بد فعلی کی وجہ سے ناراض ہوئے اور اس کے دشمن بن گئے تو وہ شرمندہ ہوا۔ اور انہیں یزید سے ناراض ہونے کا حق حاصل تھا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۵۹)

امام ابو اسحاق اسفرائینی کے ارشادات

جب یزید کو حضرت امام مسلم کے کوفہ پہنچنے اور حضرت امام حسین کی آمد کی تیاریوں کا حال معلوم ہوا تو اس نے ابن زیاد کو ان الفاظ میں حکم نامہ لکھا۔ "تو جان کہ نعمان حسین کی بیعت میں داخل ہو گیا ہے۔ اسے اس بیعت سے موڑ۔ اور اگر وہ نہ مڑے تو اسے حکم دے کہ وہ اپنے گھر بیٹھ جائے۔ پھر وہ تیرا کہنا نہ مانے تو تو اس کا سر جدا کر کے میرے پاس بھیج اور تو جان کہ حسین نے اہل کوفہ و عراق کی طرف ایک مسلمان بھیجا ہے جو انہیں نمازیں پڑھاتا اور خطبہ دیتا اور ان کے معاملات میں فیصلہ کرتا ہے۔ تو اس کی طرف جلدی جا اور اسے قتل کر اور اس کا سر مجھے بھیج دے۔ اور ان تمام لوگوں کی دیکھ بھال رکھ جو حسین سے محبت رکھتے یا اس کا ذکر اپنی زبان سے لاتے یا اس کی بیعت میں داخل ہوتے ہیں۔ پس تو انہیں اس بات سے منع کر۔ پھر اگر وہ نہ باز آئیں تو انہیں اور ان کے اہل و عیال کو قتل کر اور ان کا مال لوٹ اور ان کے گھر والوں کو قیدی بنا۔ اور حسین اور ان کے ہمراہ جتنے بھی ہیں ان کے قتل کرنے کا حیلہ کر۔ کیونکہ عن قریب وہ تیری طرف آنے والے ہیں اور تو جو چاہے کر۔ میری جگہ تو تمام شہروں پر حکمران ہے۔ اور جو کچھ بھی تو کرے گا۔ ہم اس سے راضی ہیں۔ خبردار حسین اور ان کے ساتھیوں کے قتل کرنے میں سستی نہ کرنا۔" (نور العین فی مشهد الحسین ص ۲۱)

الغرض یزید پلید وہ شخص ہے جس نے اپنے اقتدار کی خاطر نواسہ رسول مقبول ﷺ اور اہل بیت کے متعدد افراد کو میدان کربلا میں بھوکے پیاسے شہید کیا۔ اہل بیت کے قافلہ پر بے انتہا مظالم ڈھائے۔ اہل مدینہ کو بے دریغ قتل کرایا۔ مدینے کی پاکباز عورتوں کو مبتلائے بدکاری کیا۔

مدینے والوں کے مال اسباب لٹوائے اور خانہ کعبہ پر پتھراؤ کر کے مکہ والوں کو قتل و ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ

عقیدہ دربارۂ یزید

یزید اپنی ان سیاہ کاریوں کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہوا یا نہیں۔ اس بارہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ویزید بے دولت از اصحاب نیست۔ در بد بختی او کرا سخن است۔ کاری کہ آن بد بخت کردہ ہیچ کافر فرنگ نکند۔ بعضے از علمائے اہل سنت کہ در طعن او توقف کردہ اند۔ نہ آنکہ از وے راضی اند۔ بلکہ رعایت احتمال رجوع و توبہ کردہ اند۔ "بد نصیب یزید صحابہ میں داخل نہیں۔ اس کی بد نصیبی میں کسے کلام ہے۔ اس نے جو کچھ کیا وہ کوئی فرنگی کافر نہ کرے گا۔ بعض سنی علماء نے جو اس پر طعن کرنے میں توقف کیا ہے۔ وہ اس بنا پر نہیں ہے کہ وہ اس سے راضی ہیں۔ بلکہ وہ اس وجہ سے ہے۔ کہ انہوں نے یزید کی توبہ و رجوع کے احتمال کی رعایت کی ہے۔ (مکتوبات شریف ص ۱۳۳ جلد اول)

اور امام جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں "نوفل بن فرات فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس تھا۔ ایک شخص نے یزید کا تذکرہ کیا اور اسے امیر المومنین کہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تقول امیرا لمؤ منین و امر بہ فضرب عشرین سو طاً۔ تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے۔ پھر آپ نے حکم دیا تو اسے بیس کوڑے لگائے گئے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۶۰)

اور محمد بن سلیمان حلبی حنفی فرماتے ہیں کہ غایت الامر یہ کہ یزید کی بد فعلیوں پر ہمارے لیے اظہار نفرت کرنا واجب ہے۔ کیونکہ بہر حال وہ قتل حسین کا سبب پیدا کرنے والا ضرور تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کو حقیقت حال کی پوری پوری خبر ہے" (تحفۃ اللآلی ص ۱۱۷)

اور امام سعد تفتازانی فرماتے ہیں "یزید بن معاویہ پر لعنت بھیجنے میں سنی علماء کا اختلاف ہے۔ خلاصہ وغیرہ کتب فتاویٰ میں ہے کہ یزید اور حجاج وغیرہما پر لعنت نہیں بھیجنی چاہیے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے نمازیوں اور اہل قبلہ پر لعنت بھیجنے سے منع فرمایا ہے۔ اور بعض علماء نے یزید پر لعنت بھیجنے کی اجازت دی ہے۔ کیونکہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم صادر کرنے کی وجہ سے کافر ہو گیا تھا۔ اور علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ جن لوگوں

نے حضرت امام حسین کو قتل کیایاان کے قتل کرنے کا حکم دیایاان کے قتل کی اجازت دی ان پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔ **والحق ان رضاء یزید بقبل الحسین و استبشاره بذلک واھا نته اھل بیت النبوة مما تو اتر معناه وان کان تفاصیلھا احاداً فنحن لا نتو قف فی شانه بل فی ایمانه لعنة الله علیه و علی انصاره واعوانه** ۔اور حق بات یہ ہے کہ یزید کاامام حسین کے قتل پر راضی اور خوش ہونااور اہل بیت کی بے حرمتی کرنا متواتر المعنی ہے۔اگرچہ اس کی تفصیلات خبر واحد کے قبیل سے ہیں۔پس ہم اس کی بد کرداریوں میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں توقف کرتے ہیں۔اس پر اور اس کے جملہ حامیوں اور ساتھیوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو''
(شرح عقائد نسفی ص ۱۱۳)

اور اعلیٰحضرت بریلوی فرماتے ہیں ''یزید پلید کے بارہ میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں۔ امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں۔تو ہرگز اس کی بخشش نہ ہو گی اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر اس کی بخشش ضرور ہے۔اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم اسے مسلمان کہیں گے نہ کافر یہاں (یزید کی بخشش میں) بھی سکوت کریں گے۔''
(احکام شریعت ص ۱۵۲)

اور حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔یزید پلید فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا۔معاذ اللہ اس سے اور ریحانہء رسول اللہ ﷺ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا نسبت۔آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل ہے۔ہمارے یہ بھی شہزادے ہیں وہ بھی شہزادے۔ایسا بکنے والا مردود خارجی ناصبی مستحق جہنم ہے۔ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہل سنت کے تین قول ہیں۔اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک سکوت ہے۔یعنی ہم اسے فاسق و فاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں گے نہ مسلمان'' (بہار شریعت ص ۷۶ ج ۱)

اور حضرت مولانا مفتی ابو سعید محمد امین صاحب فیصل آبادی لکھتے ہیں ''یزید پلید شقی بد بخت تھا۔فاسق و فاجر تھا اس کے کفر و لعن کے متعلق ائمہ اہل سنت و جماعت کا اختلاف ہے لیکن یزید کے قطعی کفر کا قول کسی نے نہیں کیا ہے۔یزید پر قطعی کفر کا حکم لگانا اپنی ناواقفی کا ثبوت دینا

ہے۔ کفر قطعی وہ ہے جو کہ دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ یعنی ایسی دلیل سے ثابت ہو کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو جیسا کہ فرعون کا کفر کہ وہ نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ قطعی کافر کے کفر میں شک کرنے والے پر کفر ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ شفا شریف میں ہے۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر او کما قال۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم ''(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ) (۱۲جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ)

آخری گزارش

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے یزید پلید کے بارہ میں سنی علمائے کرام کا عقیدہ خوب واضح ہو گیا ہے۔ لہٰذا جو شخص یزید کو برحق مانے یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی جانے یا یزید کو قطعی مومن قرار دے یا اسے نیکو کار پرہیز گار سمجھ کر اس پر رحمتیں بھیجے یا اسے مغفور سمجھے تو وہ ضال ومضل، زمرۂ اہل سنت سے قطعاً یقیناً خارج ہے۔ سنی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص کے عقائد ودلائل پر کان نہ دھریں۔ بلکہ سنی مشائخ وعلمائے کرام نے یزید پلید کے متعلق جو عقیدہ بتایا ہے اس پر پختگی سے ثابت قدم رہیں۔

؎ کارِ ما نصیحت بود کردیم ۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

چھبیسواں مقالہ

قادیانیوں سے میل جول کی شرعی حیثیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد: بعض احباب اہل سنت کی فرمائش پر یہ مقالہ "قادیانیوں سے میل جول کی شرعی حیثیت" لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو شرفِ مقبولیت بخشے اور ذریعہ ء ہدایت بنائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

قادیانیوں کے بارہ میں مسلمانوں کا عقیدہ

حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کا دعوٰی کیا۔ اور انبیائے کرام کی شان میں نہایت بے باکی کے ساتھ گستاخیاں کیں۔ خصوصاً حضرت عیسٰی روح اللہ و کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ صدیقہ مریم کی شان جلیل میں تو وہ بے ہودہ کلمات استعمال کیے کہ جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل دہل جاتے ہیں۔ خود مدعیٔ نبوت بننا کافر ہونے اور ابد الآباد تک جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا کہ یہ قرآن مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے۔ مگر اس نے اتنی ہی بات پر اکتفاء نہ کیا۔ بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب و توہین کا وبال بھی اپنے سر لیا ایسے شخص اور اس کے متبعین کے کافر ہونے میں مسلمان کو ہرگز شک نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر ہو۔ من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر یعنی جو مرزا کی خباثتوں پر مطلع ہو کر اس کے عذاب و کفر میں شک کرے۔ خود کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۵۶ ملخصاً)

اور اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں۔ فمنھم المرزائیۃ و نحن نسمیھم الغلامیۃ نسبۃ الی غلام احمد القادیانی دجال حدث فی ہذا الزمان (حسام الحرمین ص ۹۶) سو ان کافروں میں سے جو اسلام کے نام کو اپنا پردہ بنائے ہوئے ہیں ایک فرقہ مرزائیہ ہے اور ہم نے ان کا نام غلامیہ رکھا ہے غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے۔ سو یہ شخص ایک دجال ہے جو اس زمانے میں پیدا ہوا ہے"

پھر مرزا قادیانی اور چند دوسرے مرتدین کے بعض عقائد خبیثہ ذکر کرنے کے بعد

فرماتے ہیں ۔ وبا لجملة ھٰؤء لآء الطوائف کلھم کفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمین (حسام الحرمین ص ۱۱۲) اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا یہ سب گروہ، سب کے سب کافر و مرتد ہیں۔اور یہ امت مسلمہ کے اجماع کے ساتھ اسلام سے خارج ہیں

الحاصل اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضاخان بریلوی اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب کی ان عبارات سے ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیرو سب کے سب مرتد خارج از اسلام ہیں

کفار و مرتدین کا بائیکاٹ فرض ہے

قرآن و حدیث کی صریح نصوص سے ثابت ہے کہ کفار و مرتدین سے کنارہ کشی، ترکِ میل جول، ترک سلام و مصافحہ، ترکِ مناکحت و مجالست و مواکلت و مشاربت و موالات و مودات یہ سب کے سب مسلمانوں پر فرض ہیں۔ چند آیات متبرکہ و احادیث مبارکہ تبرکاً نقل کی جاتی ہیں و باللہ التوفیق

آیات کریمہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ ولا ترکنوآ الی الذین ظلموا فتمسکم النار و مالکم من دون اللہ اولیآء ثم لا تنصرون (ترجمہ) اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔ پھر مدد نہ پاؤ گے ۔ (پ ۱۲ ارکوع ۱۰)

(۲) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (ترجمہ) اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو ۔ (پ ۷ رکوع ۱۴)

(۳) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بھا و یستھزأ بھا فلا تقعد وامعھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ صلے انکم اذاً مثلھم ط ان اللہ جامع المنا فقین والکا فرین فی جھنم جمیعاً (ترجمہ) اور بے شک اللہ کتاب میں تم پر یہ اتار چکا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو

ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں۔ ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو گے۔ بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔ (پ۵ رکوع ۱۷)

(۴) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یآ یھا الذین امنوا لا تتخذ واالیھوو النصاری اولیاء م بعضھم اولیآء بعض ط ومن یتو لھم منکم فانہ منھم ط ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین (ترجمہ) اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہی میں سے ہو گا۔ بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ (پ۶ رکوع ۱۲)

(۵) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یایھا الذین امنوالا تتخذو االذین اتخذوا دینکم ھزواً و لعباً من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم والکفار اولیآ ء ج واتقو اللہ ان کنتم مؤمنین (ترجمہ) اے ایمان والو۔ اہل کتاب و کفار میں سے ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (پ۶ رکوع ۱۳)

(۶) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا تجدقوماً یؤ منون باللہ والیوم الآ خر یوآ دون من حآد اللہ و رسولہ ولو کانو ا ابآ ء ھم او ابناھم او اخوانھم او عشیر تھم (ترجمہ) تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ وہ دوستی رکھیں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ والے ہوں۔ (پ۲۸ رکوع ۳)

(۷) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو کانو یوٴ منون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذ وھم اولیآ ء ولکن کثیر ا منھم فاسقون (ترجمہ) اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور اس کے نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اتارا گیا تو وہ کافروں سے دوستی نہ کرتے۔ مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔ (پ۶ رکوع ۱۵)

(۸) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یآ یھا الذین امنوا لا تتخذ وا ابآ ء کم واخوانکم اولیآء ان استحبو ا الکفر علیٰ الایمان ومن یتولھم منکم فآ و لئک ھم الظالمون (ترجمہ) اے ایمان والو۔ نہ بناؤ تم اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست اگر وہ کفر کو ایمان پر محبوب رکھیں اور جو تم میں سے انہیں دوست بنائیں تو بے شک وہی ظالم ہیں۔ (پ ۱۰ رکوع ۹)

(۹) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ھے یآ یھا الذین امنو ا لاتتخذوا عدوی و عد و کم اولیآ ء تلقون الیھم بالمو دۃ و قد کفروا بما جآ ء کم من الحق ج (ترجمہ) اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔ (پ۲۸ر کوع ۷)

(۱۰) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یآ یھا الذین امنو الا تتو لو ا قوماً غضب اللہ علیھم (ترجمہ) اے ایمان والو۔ ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہوا۔ (پ۲۸ر کوع ۸)

(۱۱) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم ترالی الذین تولو ا قوماً غضب اللہ علیھم ط ما ھم منکم ولا منھم لا ویحلفون علی الکذب و ھم یعلمون (ترجمہ) کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے۔ وہ نہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے۔ جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں حالانکہ وہ علم رکھتے ہیں۔ (پ۲۸ر کوع ۳)

احادیث مبارکہ

کفار و مرتدین سے بائیکاٹ فرض ہونے کے بارہ میں گیارہ آیات کریمہ لکھی گئی ہیں اب چند احادیث معتبرکہ بھی ملاحظہ ہوں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ ان مرضوا فلا تعو دوھم و ان ماتوا فلا تشھدو ھم۔ رواہ ابوداؤد والحاکم عن ابن عمر وصححہ السیوطی فی الجامع الصغیر۔ ص۸۹ ج۲)

قدریہ فرقہ اس امت کا مجوس ہے۔ اگر اس فرقہ والے بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے کفن دفن میں حاضری نہ دو۔ (مشکوۃ جلد اول ص۲۰)

(۲) اور دوسری روایت میں فرمایا لا تجالسوا اھل القدر و لا تفاتحو ھم رواہ الحاکم و ابو داؤد و احمد عن عمر رضی اللہ عنہ و صححہ۔ السیوطی فی جامعہ الصغیر ص۱۹۹ ج۲۔ (ترجمہ)

قدریہ کے پاس نہ بیٹھو اور نہ انہیں سلام دو۔ (مشکوۃ جلد اول ص۲۰)

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ ھو الذی انزل الیک الکتاب منہ آیات محکمات الی قولہ تعالیٰ وما یذکر الا اولوالالباب تلاوت فرمائی

پھر فرمایافاذ ارأ یتم الذین یتبعون ماتشا به منه فاولٓئک الذین سما هم الله فاحذ روهم ۔ سو جب تم ان لوگوں کو پاؤ۔ جو کتاب اللہ کی متشابہات کی پیروی کرتے ہیں تو ان سے بچو۔ (مشکوٰۃ ص۲۶ ج۱)

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یکون فی آخر الزمان دجالو ن کذابون یأ تو نکم من الاحادیث مالم تسمعوا انتم ولا اٰبآ ء کم فایا کم وایا هم لا یضلو نکم ولا یفتنو نکم ۔ آخر زمانے میں دجال کذاب ہوں گے جو ایسی باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادانے۔ تم ان سے دور رہو اور وہ تم سے دور رہیں۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں۔ وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ ص۲۶ ج۱)

(۵) اور حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس کی امت میں حواری اور صحابی ہوئے ہیں جو اس نبی کی سنت کو پکڑتے اور اس کے ہر حکم پر چلتے تھے۔ پھر ان کے بعد نامراد اٹھتے تھے جو بے عمل ہوتے اور اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے فمن جاهد هم بیده فهو مومن ومن جاهد هم بلسا نه فهو مو من ومن جاهد هم بقلبه فهو مو من ولیس ورآ ء ذلک من الایمان حبة خردل۔ سو جو کوئی ان نامرادوں سے اپنے ہاتھ سے مقابلہ کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے اپنی زبان سے مقابلہ کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے اپنے دل سے مقابلہ کرے وہ مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں (رواہ مسلم) (مشکوٰۃ ج۱ ص۲۶)

(۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان بین یدی الساعة کذا بین فاحذ روهم۔ بلاشبہ قیامت کے قریب سخت جھوٹے لوگ ہوں گے تم ان سے بچو۔ رواہ مسلم عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ (مشکوٰہ جلد دوم ص۱۷۱)

(۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایامن و قر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام۔ جو شخص اہل بدعت کی تعظیم کرے وہ بلاشبہ اسلام کی عمارت ڈھانے والے کی امداد کرتا ہے۔ رواہ الطبرانی وضعفه السیوطی فی جامعه الصغیر والبیھقی فی الشعب مرسلا (مشکوٰۃ ص۲۹ ج۱)

مرتدین و کفار سے دوستی کی شرعی حیثیت

حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مضمون ''اسلام میں کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ اور اہل بدعت و ہوا سے دوستی و محبت کا کیا حکم ہے؟'' میں لکھتے ہیں۔

''کفار کے ساتھ موالات یعنی دوستی کی چند صورتیں ہیں۔ مذہبی دوستی اور شخصی دوستی۔ مذہبی حیثیت سے کفار کے ساتھ محبت و وداد، ربط واتحاد و دوستی و یکدلی تو مومن سے ممکن ہی نہیں ہے۔ اور بالفرض کسی کافر کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت یا ادنیٰ میل و رغبت ہے یعنی اس وجہ سے کہ یہ اس کافر کے دین کو محبوب رکھتا ہے یا پسند کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہے۔ اور دوسری حیثیت شخصی و ذاتی ہے یعنی کافر کے ساتھ اس کے دین وملت کی وجہ سے تو دوستی نہ ہو مگر اس کی ذات کے ساتھ انس و محبت ہے۔ یہ محبت بھی اگر اس درجہ پر پہنچ جائے کہ کافر دوست کے دین اور شعار دین کی نفرت قلب سے نکل جائے یا کم ہو جائے یا وہ دین اسلام کی مخالفت اور اس کے ساتھ استہزاء کرے اور یہ اپنی محبت کی وجہ سے اس پر راضی رہے یا صبر کرے تو یہ محبت بھی منافی ایمان اور آیات مذکورہ بالا کے عموم میں داخل ہے۔

اور جو محبت طبعی و جبلی نہیں اور اس درجہ پر بھی نہیں کہ کفر و شعار کفر کی نفرت قلب سے کم کرے یا دین میں مداہن بنادے یعنی امور خلاف شرع پر انکار واعتراض اور کراہت و نفرت برقرار رکھے اور اس نے اسلام اور مسلمانوں کو ضرر بھی نہ ہو جب بھی شانِ مومن کے خلاف اور ممنوع ہے۔ اور مطلقاً مودت کفار کی ممانعت میں اس قدر آیات وارد ہیں کہ اس مختصر مضمون میں ان کا جمع کرنا دشوار ہے۔

اور کفار کے ساتھ ایسا طرز عمل، ایسا میل جول، ایسا معاملہ جو دوستی اور محبت کی صورت رکھتا ہو اور علامت موالات ہو سکے گو محبت و مودت کے ساتھ نہ ہو وہ بھی داخل موالات اور ناجائز ہے۔

اور جو تعلق اور میل جول کہ حقیقۃً محبت و مودت کے ساتھ نہیں ہے اور نہ دوستی و موالات کی علامت ہو سکے مگر اس سے مسلمانوں کا کوئی مقصد صحیح اور حاجت معتبرہ بھی نہیں اور کفارُ کا اس میں نفع ہے۔ وہ بھی موالات کے ساتھ ملحق اور ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ اگر علامت موالات نہیں تو کم از کم صورتِ موالات تو ہے ہی۔

ہاں شریعت مطہرہ کے احکام سراسر حکمت ہیں اور مسلمانوں کی مصلحتیں ان میں ملحوظ تو جہاں کفار کا غلبہ ہو یا وہ حاکم و والی ہوں اور مجانیت کلیہ وانقطاع تام سے مسلمانوں کے ضرر کا اندیشہ ہو۔ وہاں ان کے ساتھ ایسے امور میں شرکت ممنوع نہیں ہے۔ جس سے اسلام اور اہل اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے۔ ہاں قلب کفر و کفار کی محبت سے فارغ ہونا چاہیے۔ (ہفت روزہ سواد اعظم لاہور بابت ۱۴ جون ۱۹۶۳ء)

قادیانیوں سے میل جول کی شرعی حیثیت

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قادیانی مرتدین ہیں اور مرتدین سے میل جول حرام ہے تو اس کے نتیجہ میں یہ ثابت ہوا کہ قادیانیوں سے بھی میل جول حرام ہے۔ لہذا مسلمانوں پر شرعاً فرض کہ وہ ان لوگوں سے سلام کلام چھوڑ دیں اور مکمل بائیکاٹ رکھیں تا آن وقتیکہ یہ لوگ ارتداد چھوڑ کر نئے سرے سے اسلام قبول کریں اور قادیانیت سے سچی توبہ کریں۔ اس بارہ میں علماء کرام کے فتاویٰ مبارکہ بھی پیش کیے جاتے ہیں وباللہ التوفیق۔

جامعہ نظامیہ لاہور کا فتویٰ

استفتآء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ جس محلہ یا دیہات میں مسلمانوں کے پڑوس میں قادیانی بستے ہوں وہاں مسلمانوں کے لیے قادیانیوں سے میل جول، شادی بیاہ، موت ملاقات میں باہم سلوک کی شرعی حیثیت کیا ہو گی؟ جواب قرآن وسنت اور فقہء حنفی کے مکمل حوالہ جات سے دیا جائے۔ بینوا توجروا (ناظم مکتبہ حیدریہ بازار سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ الجواب:۔ مرزائی قادیانی جمہور مسلمانوں کے نزدیک کافر و مرتد ہیں اور ان بد مذہبوں سے میل جول زہر قاتل اور ۔ بد دی ایمان ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ایا کم وایا ھم لا یضلو نکم ولا یفتنو نکم، یعنی ان سے الگ رہو انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں اور فرمایا۔ ان مرضوا فلا تعود و ھم وان ماتوا فلا تشھدو ھم، یعنی وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ۔ مر جائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو اور

فرمایا، وان یقیتموھم فلا تسلموا علیھم، یعنی جب انہیں ملو تو سلام نہ کرو۔ اور فرمایا لا تجا لسو ھم ولا تشار بو ھم ولا تؤا کلو ھم ولا تنا کحو ھم ، یعنی ان کے پاس نہ بیٹھو ان کے ساتھ پانی نہ پیو، کھانا نہ کھاؤ اور ان کے ساتھ بیاہ شادی نہ کرو، اور فرمایا لا تصلو اعلیھم ولا تصلو معھم، یعنی ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، قرآن کریم میں ہے، اما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعدالذکریٰ مع القوم الظالمین، یعنی اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر پاس نہ بیٹھو ظالموں کے تفسیرات احمدیہ میں زیر آیت ہے۔ دخل فیه الکافر والمبتدع والفاسق والقعود مع کلھم ممتنع، یعنی اس آیت کے حکم میں ہر قسم کے کافر و متبدع اور فاسق داخل ہیں ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ولاترکنو االی الذین ظلمو افتمسکم النار ، یعنی ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے گی، واضح ہو گیا کہ اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ نے بدمذہبوں سے میل جول سے منع فرمایا ہے تو مسلمانوں پر لازم کہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور ان سے ہر قسم کا بائیکاٹ کریں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ نائب مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ مہر دار الافتاء دار الافتاء مہر جامعہ ھذا۔

جامعہ قادریہ فیصل آباد کا فتویٰ

الجواب بعون الوہاب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یآ ایھا الذین امنو الا تتخذ وا آبآء کم واخوانکم اولیآء ان استحبوا الکفر علی الایمان ط ومن یتو لھم منکم فاو لٓئک ھم الظلمون سورۃ توبہ س۲۳ (ترجمہ) اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔ جب باپ اور بھائی سے تعلق کرنا کفر کی حالت میں خدا تعالیٰ کو پسند نہیں تو دیہات اور پڑوس کی کیا حیثیت ہے؟ ان الذین یؤ ذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والا خرۃ و اعد لھم عذاباً مھینا ہ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے انکے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے یآیھا الذین امنو الاتتخذ واعدوی اعدو کم اولیآء تلقون الیھم بالمودۃ (الممتحنہ ص اپ ۲۸ (ترجمہ) اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم

انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ستفترق امتی ثلاث و سبعین فرقة کل هم فی النار الا واحدة . عنقریب میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی ایک فرقہ جنتی ہو گا باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کی من ہم یارسول اللہ وہ ناجی فرقہ کون ہے؟ فرمایا ما انا علیہ واصحابی وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں یعنی سنت کے پیرو ناجی فرقہ سے مراد اہل سنت و جماعت ہے بہار شریعت ص ۴۱

حدیث میں ہے ایا کم وایاہم لایضلو نکم ولایفتنو نکم اپنے کو ان سے دور رکھو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ قادیانیوں اور غیر اہل سنت سے تعلق اور روابط کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول پاک ﷺ پسند نہیں فرماتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطاء فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین لیس علیک معد هم ولکن اللہ یهدی من یشآء (البقرہ ص ۲۷۲)

دارالعلوم امجدیہ کراچی کا فتویٰ

الجواب بعون الملک الوہاب۔ قران کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ما کان ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شئی علیماہ (پ ۲۲ ع ۵) یعنی ''محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ حضور ﷺ سب سے آخر الانبیاء ہیں۔ نبوت آپ پر ختم ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ وہ نبوت پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدی ﷺ پر عامل ہونگے اور وہ مصطفیٰ ﷺ ہی کی شریعت پر حکم کریں گے۔ اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا آخری نبی ہونا یقینی ہے۔ قرآن کریم کی آیت سے یہ ثابت ہے۔ کتب صحاح ستہ کی احادیث جو تواتر کی حد تک پہنچی ہیں ان سے یہی ثابت ہے کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ بخاری شریف و مسلم شریف میں حدیث شریف ہے عن ابی هریرة رضی اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع تلک اللبنة

فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی النبیون و ختم بی الرسل و فی روایه فانا خاتم النبیین. متفق علیہ (بحوالہ مشکوۃ ص ۵۱۱) اور ایک اور حدیث شریف مسلم کی مشکوۃ کے حوالے سے ہے وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون۔ (ص ۵۱۲) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی پیدا ہونے والا نہیں۔ جو حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور کو کسی قسم کی نبوت ملنا ممکن جانے۔ وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر اسلام سے خارج ہے۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا تمام انبیاء و مرسلین سے بعثت میں سب سے آخر ہونا بلا تاویل و تخصیص ضروریاتِ دین سے ہے۔ جو شخص اس کا انکار کرے۔ یا اس میں معمولی سے معمولی شک و شبہ بھی کرے وہ کافر و مرتد ملعون ہے۔ اور حدیث متواتر لا نبی بعدی سے تمام امت نے سلفاو خلفا ہمیشہ یہی معنی سمجھے کہ حضور ﷺ بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخری نبی ہوئے۔ حضور ﷺ کے بعد تا قیام قیامت کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے اذالم یعرف الرجل ان محمدا ﷺ آخر الانبیاء علیہم وعلی نبینا السلام فلیس بمسلم کذافی الیتیمہ۔ (ص ۲٦۳ ج ۲) لہذا قادیانی ایسے کافر و مرتد ہیں جو ان کے کفر و ارتدار میں شک کرے وہ خود بھی کافر و مرتد ہے۔ صورت مسئولہ میں قادیانیوں سے تعلقات، ملنا ملانا، شادی بیاہ میں شرکت کرنا وغیرہ سب ناجائز و حرام ہے اور مکمل طور پر ان کا ساجی ہر طرح کا بائیکاٹ کریں۔ قرآن کریم میں ہے۔ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین یعنی تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ اور جو لوگ ان کے قادیانی ہونے کو جان کر ان کے ساتھ تعلقات رکھیں ان کا بھی وہی حکم ہے جو قادیانی کا ہے (مفتی عبدالعزیز حنفی دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی۔ ۱٦ رجب المرجب ۲۰۰۲ء۔ مہر دارالافتاء دارالعلوم ھذا۔)

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد کا فتویٰ۔

الجواب مرزائیوں کے ساتھ محبت دوستی کرنا، ان کے ساتھ بیٹھنا، کھانا، پینا شرعا ناجائز و حرام ہے۔ قرآن پاک میں ہے لایتخذ المؤمنون الکافرین اولیآء من دون المؤمنین۔ نیز قرآن پاک میں ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ اور حدیث شریف میں ہے ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (مشکوۃ شریف) یعنی اے ایمان والو۔ تم اپنے آپ کو بدمذہبوں

سے بچاؤ۔ ان کو اپنے آپ سے دور رکھو تاکہ تمہیں گمراہ نہ کر سکیں۔ کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ مرزائی عقیدہ والے ختم نبوت اور دیگر ضروریات دین کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں۔ مرزا قادیانی اور اسے حق پر ماننے والوں کو مسلمان جاننے والا اسلام سے خارج ہے۔ قرآن مجید میں ہے من یتولهم منکم فانه منهم۔ لہذا جب مسلمان اپنے دنیاوی دشمن کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتے تو خداوند قدوس اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے دشمن کے ساتھ میل ملاپ و دیگر معاملات کرنے کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلےٰ اعلم محمد اسلم رضوی جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد۔ مہر دار الافتاء جامعہ ھذا۔

جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ کا فتویٰ

الجواب بعون العلام الوہاب۔

صورتِ مسئولہ میں مذکور قادیانی مرتد ہیں۔ اور شرعی عرف میں مرتد کی تعریف یہ ہے۔ المرتد عرفا ھو الراجع عن دین الاسلام (النہر الفائق) مرتد (شرعی) عرف میں وہ شخص ہے جو دین اسلام سے پھرنے والا ہو۔ دینِ اسلام سے مراد اس جگہ ضروریاتِ دین ہیں ضروریاتِ دین کا انکار یا جماع امت مطلقاً کفر ہے۔ اور ضروریاتِ دین وہ امور ہیں جن کے بارے فقہاء کرام علیہم الرضوان لکھتے ہیں۔ ھو ما یعرف الخواص انہ من الدین کوجوب اعتقاد التوحید والرسالۃ والصلوٰت الخمس واخواتھا یکفر منکرہٗ ضروریاتِ دین وہ امور ہیں جن کو (ان کی شہرت کی وجہ سے) خواص و عوام سب ہی دین کی ضروری باتیں سمجھتے ہیں۔ جیسے توحید و رسالت، پانچ نمازیں اور اسکے مثل اور باتیں جنکا منکر کافر ہوتا ہے۔ مسئلہ ختم نبوت بھی ایک دینی امر ہے قادیانی اسکے منکر اور اس سے منحرف ہیں ایسے منکر کے بارے میں ارشاد خداوندی جل و علا ہے۔ ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت و ھو کافر فاولٓئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرۃ اولٓئک اصحب النار ھم فیھا خلدون۔

ایسے مرتد کے بارے ہدایہ شریف کے باب احکام المرتدین میں ہے اذا ارتد المسلم عن الاسلام و العیاذ باللہ منہ عرض علیہ الاسلام فان کانت لہٗ شبھۃ کشفت عنہٗ۔ جب کوئی شخص اسلام سے پھر جائے (العیاذ باللہ) تو اسکے سامنے اسلام پیش کیا جائے اگر اسے کوئی شبہ ہو تو اسے صاف کیا جائے یعنی دور کیا جائے۔ دوسری جگہ فرمایا گیا قال ویحبس ثلثۃ ایام فان اسلم

والاقتل انح

مذکورایسی ذمہ داری اسلامی حکومت کی ہے اور اگر حکومت اپنی ذمہ داری نہ نبھائے اور ایسے مرتدین کو مملکتِ اسلامیہ میں رہنے اور بسنے کا موقع مل جائے تو مسلمانوں کو ان سے متنفر اور الگ رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔دوسری جگہ ارشاد ہے۔و من یتولھم منکم فانہ منھم ط ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین (المائدہ ۵۱)اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ ان میں سے ہے۔بیشک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ایک اور مقام پر فرمان خداوندی ہے۔فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین (الانعام ۶۸) پس یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

حضور سیدِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان مرضوا فلا تعودو ہم وان ماتو افلا تشھدو ہم وان لقیتمو ہم فلا تسلموا علیہم ولا تجالسو ہم ولا تشاربو ہم ولا تواکلو ہم ولا تنا کحو ہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معھم۔ابوداؤد ص ۲۸۸ ج ۲ وغیرہا (بدمذہب و بے دین) اگر بیمار پڑیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو۔اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو ان کے پاس نہ بیٹھو۔ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔دوسری حدیث میں ہے فایا کم وایا ہم لا یضلو نکم ولا یفتنو کم۔(مشکوٰۃ ص ۲۸) ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں۔قادیانی طبقہ چونکہ لامذہب ہے لہذا ان کیساتھ لین دین تعلقات زیادہ خطرناک اور باعثِ غضب الٰہی ہے۔

علامہ جزیری لکھتے ہیں: مرتد نہ کسی کی مدد کرسکتا ہے اور نہ کوئی اس کی مدد کرے۔(کتاب الفقہ ص ۴۲۱ ج ۴) لہذا قادیانیوں کیساتھ میل جول شادی بیاہ موت و ملاقات میں باہمی سلوک سخت گناہ اور موجب غضبِ الٰہی ہے۔واللہ ورسولہ اعلم (مفتی محمد رضا المصطفےٰ ظریف قادری) تصدیق ابوداؤد محمد صادق (صاحب دامت برکاتہم العالیہ)۔مہر دارالافتاء جامعہ ھذا۔

دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کا فتوٰی

الجواب منہ الھدایۃ) قادیانی مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہیں واجب القتل ہیں۔مرتدوں سے میل

جول اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سب حرام۔ ولا تقعد بعدالذکری مع القوم الظالمین۔ القرآن
ولا تنا کحو هم ولا تجا لسو هم ولا نشاربو هم ولا تؤ ا کلو هم ولا تصلو ا علیهم ولا تصلو ا معهم . اذا مرضو افلا تعاد و هم اذا ماتو ا فلا تشهدو هم. انکے شادی بیاہ نہ کرو نہ انکے ساتھ بیٹھو نہ انکے ساتھ کھاؤ پیؤان کی نماز جنازہ نہ پڑھو ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو جب بیارہ ہو جائیں تو طبع پرسی نہ کرو۔ جب مر جائیں تو انکے جنازہ میں حاضر نہ ہو۔ الحدیث
عندی ھذا الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب حراہ المفتی محمد صالح اویسی۔ مہر دارالافتاء دارالعلوم ھذا۔

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

سید نا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ فعلی المؤ من اتباع السنة والجماعة وان لا یکاثراهل البدع ولا ید انیهم ولا یسلم علیهم۔ پس مومن پر سنت و جماعت کی اتباع لازم ہے۔ اور یہ بات بھی لازم ہے کہ وہ اہل بدعت سے قربت نہ رکھے اور نہ ان سے میل جول رکھے اور نہ ان پر سلام ڈالے کیونکہ ہمارے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ من سلم علی صاحب بدعة فقد احبهٗ جس نے بدعتی کو سلام دیا اس نے اس سے محبت کی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ افشو االسلام بینکم تحابوا۔ اپنے درمیان سلام کو عام کرو تو تم ایک دوسرے سے محبت کرو گے۔ اور نہ ہی مومن اہل بدعت کی مجالست کرے اور نہ ان کے قریب جائے اور نہ ان کے مذہبی تہوار کے موقع پر انہیں مبارکبادی دے اور جب وہ مر جائیں تو ان پر نماز جنازہ نہ پڑھے اور نہ ان کے لیے رحمت کی دعا کرے جب ان کو یاد کرے۔ بلکہ ان سے جدا رہے اور اللہ کی رضا کی خاطر ان سے دشمنی رکھے اہل بدعت کے مذہب کے باطل ہونے کے عقیدہ کے ساتھ اور اپنے اس عمل میں بڑے ثواب اور عظیم اجر کی امید کرتے ہوئے۔ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ من نظر الی صاحب بدعة بغضاً له فی الله ملأ الله قلبه امناً وایماناً و من انتهر صاحب بدعة بغضاً له فی الله امنه الله یوم القیامة و من استحقر بصاحب بدعة رفعه الله تعالیٰ فی الجنة ما ئة درجة و من لقیه با لبشر اوبما یسره فقد استخف بما انزل الله تعالیٰ علی محمد ﷺ۔ جو شخص اہل بدعت کو دشمنی کی نظر سے اللہ کی رضا کی خاطر

دیکھے اللہ اس کے دل کو امن وایمان سے بھر دیتا ہے۔ اور جو کوئی اہل بدعت کو اس کی دشمنی کے سبب سے اللہ کی رضا کے لیے جھڑکے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز امن عطا فرمائے گا۔ اور جو کوئی اہل بدعت کی بے ادبی کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے ایک سو درجے بلند کرے گا اور جو کوئی اہل بدعت سے خوشی ومسرت سے ملے تو اس نے اس چیز کو ہلکا جانا جس کو اللہ نے محمد پر اتاری۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رحمۃ اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابی اللہ عزوجل ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعۃ۔ اللہ تعالیٰ بدعتی کے اعمال کو قبول کرنے سے انکار فرماتا ہے۔ جب تک کہ وہ اپنی بدعت کو ترک نہ کرے اور حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا جس نے اہل بدعت سے محبت رکھی اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو ضائع فرمادیا اور اس کے دل سے ایمان کا نور نکال دیا۔ اور جب اللہ تعالیٰ جانتا کہ کوئی شخص اہل بدعت سے دشمنی رکھتا ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیتا ہے۔ اور حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں۔ میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جو شخص بدعتی کے جنازہ کے پیچھے چلے وہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹے۔ اور نبی ﷺ نے بدعتی پر لعنت بھیجی ہے۔ سو آپ نے فرمایا جو شخص بدعت پیدا کرے یا بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض عمل کو قبول کرے گا اور نہ نفل عمل کو۔ (غنیۃ الطالبین ج ا ص ۸۰)

الغرض۔ مسلمان اللہ ورسول اور بزرگان دین کے ان ارشادات کو پڑھیں سمجھیں اور سوچیں کہ محلہ میں رہنے والے قادیانیوں سے میل جول رکھنے کا کتنا بڑا وبال سر پر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وبال سے بچنے کی توفیق بخشے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ المقالۃ المبارکۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ (۲۴ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ)

خوشخبری

الحمد للہ ۔ کتاب مقالاتِ حیدری حصہ اول شائع ہو کر آپ کے ہاتھوں تک پہنچ گئی ہے ۔ انشاء اللہ العزیز۔ اس کا دوسرا حصہ عنقریب شائع ہو گا۔ جس میں فقہی اختلافی مسائل کے حل میں مقالات شامل ہوں گے۔ احباب سے اس کار خیر کی کامیابی کی دعا کی پرزور درخواست ہے۔

(خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ)

ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری غفر اللہ تعالیٰ

ناظم مکتبہ حیدریہ بازار سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

اغلاط نامہ مقالات حیدری حصہ اول

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت
۳	۹	ضل رحمت	ظلِ رحمت
۸	۲۱	مجھے ملا	مجھ کو ملا
۱۰	۲۱	انولاالھدایہ	انوارالھدایہ
۱۲	۲۰	اپنے ذاتی رقم	اپنی ذاتی رقم
۱۳	۱۰	اورنرزگان	اوربزرگان
۱۶	۴	کی اس کا جواب	کی اس بات کا جواب
۱۷	۷	زیادہ دے زیادہ	زیادہ سے زیادہ
۱۸	۴	دعوالنا	دعوانا
۲۲	۲۱	بالمومین	بالمومنین
۲۶	۲	لوجدواللہ	لوجدوااللہ
۲۶	۲	توا	توابا
۲۷	۵	لاترفعواصوتکم	ترفعوااصواتکم
۲۸	۷	النوفن	لنوفن
۲۸	۱۵	واجعوالیہ	والجعوا الیہ
۳۹	۵	فاذکرواللہ	فاذکروااللہ
۴۷	۸	وامرمومن	وامرمن
۵۰	۱۶	یغرغ	یغرغ
۵۰	۱۸	ی۔ و	یہ
۵۵	۷	فیصلے پر	فیصلے پرراضی
	۸	گدھے	گدھے پر
	۹	تم	تم اپنے
	۱۲	مدینہ پاک	مدینہ پاک پہنچے
	۱۳	بوسے	بوسے دیئے
	۱۶	کناازا	کناازاباجنا
	۱۷	رسول	رسول اللہ کے
	۱۸	س با	اس بات پر

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت
۵۵	۲۱	زا	اذا سلم من
۵۶	۱	لاتہ	صلاتہ
	۲	سلام	ے سلام
	۳	ص ۸۱	اول۔ص ۸۱
	۴	پرقرآن	قبر پر قرآن
	۵	نس	حضرت انس
	۶	ور	ہو اور
	۷	ان کی	لیے ان کی
	۸	میں اچھی	اسلام میں اچھی
	۹	جریر	حضرت جریر
	۱۰	فلہ	سینہ فلہ
	۱۱	میں	اسلام میں
	۱۲	رسم پر	نیک رسم پہ
	۱۳	میں کچھ	خوابوں میں کچھ
	۱۴	قبر	عذاب قبر
	۱۵	میمونہ	حضرت میمونہ
	۱۵	ثرالبو	اثرالبول
	۱۶	صاب	فمن اصاب
۵۶	۱۷	پس	ہے۔ جس
	۱۸	دے	پونچھ دے۔
	۱۹	پرمداومت	نفل پرمداومت
	۲۰	عائشہ	حضرت عائشہ
	۲۱	ان قل	اودعاوان قل
۵۷	۲	چند	چند بال
	۳	ازر	وازرونی
	۴	لراحمین۔	الراحمین۔ مجھے

اغلاط نامہ مقالات حیدری حصہ اول

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت
۵۷	۵	سجدہ۔	سجدہ کی
	۶	سمآء الرج	اسمآء الرجال
	۱۳	بڑے گناہ کی	بڑے گناہ کی وجہ
	۱۴	کرتا	کرتا تھا۔
	۱۵	نی	نی کل
	۱۶	شاخی لی اور	شاخی لی اور اسے
	۱۷	جب تک	جب تک یہ
	۱۸	)	(تفسیر
	۲۱	عن زیا	عن زیارۃ
۵۸	۱	تم ان پر	اب تم ان پر
	۲	ص	اوّل۔ص
	۳	کے نذران	بزرگوں کے نذرانے
	۴	عائشہ	حضرت عائشہ
	۵	ٹھے	انگوٹھے
	۶	شریف	حدیث شریف
	۷	علی	ابھامیہ علی
	۸	پنے	اور اپنے
	۹	جاؤں گا	لے جاؤں گا
۵۸	۱۱	س	عرس
	۱۲	ت	حضرت
	۱۳	عب	الشعب
	۱۴	صلے اللہ علیہ وسلم	اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
	۱۵	پیش	سلام پیش
	۱۶	الامام	قال الامام
	۱۸	حوں	روحوں
	۱۹	ت	حضرت

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت
۵۸	۲۰	یہ خبر	مجھے یہ خبر
	۲۱	ابی	ابن ابی
۵۹	۱۶	صلیتم علی	صلیتم علی
۶۶	آخری	الاکافرین	للکافرین
۷۲	۱۷	علی ھذ المذھب	علی ھذا المذھب
۷۲	۱۷	یا کریم الزات	یا کریم الذات
۱۰۸	۱۶	درالمختار ص ۲۸۷ جلدا	ردالمحتار ص ۲۸۷ ج ۱
۱۱۰	۱۰	خیر الدین الملی	خیر الدین رملی
۱۱۲	۱۳	فرمائے ہے	فرمائی ہے
۱۲۷	۲۰	عبدونی	عبدونی
۱۳۶	۹	ولاتتخذ واتتخذوا	ولاتتخذوا
۱۴۲	۱۶	نعمت البدعۃ ھذا	نعمت البدعۃ ھذہ
۱۴۲	۱۷	مخصوصا	مخصوصا
۱۶۷	۱۲	زریعہ	ذریعہ
۱۷۷	۱۵	جدا قتادہ	جدا قتادہ
۱۷۹	۳	از خیز	از حیز
۱۹۲	۲	البشر النذیر	البشیر النذیر
۱۹۳	۱۰	رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ علیہ	رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
۱۹۸	۱۸	اس کا کرحشر	اس کا حشر
۲۰۴	۱۱	تعلیمات امدایہ	تعلیمات امدادیہ
۲۱۰	۱۲	امدایہ کا	امدادیہ کا
۲۴۰	۱۸	سواس کے بڑے	سواس کی بڑی
۲۴۵	۱۵	شعر	شعر
۲۴۹	۱۳	مسند	مستند
۲۵۲	۲۲	لاایمان	الایمان
۲۵۵	۱۴	دارمختار	درمختار

اغلاط نامہ مقالات حیدری حصہ اول

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت
۲۵۶	۲	المشائخ	شیخ المشائخ
۲۵۶	۱۳	انیٹھوی	اینٹھوی
۲۵۶	۱۹	نفرت تھی	نفرت نہ تھی
۲۵۸	۱۰	سوال ۲۔	سوال:
۲۵۸	۱۰	ظاہر ہے	ظاہر ہیں
۲۶۳	۲۰	دینا بھی درست	دینا بھی درست نہیں
۲۶۳	۲۳	کردیا جائے	کردیا جائے اس
۲۶۴	۷	ثاشت	ثابت
۲۶۷	۸	ماترایہ	ماتریدیہ
۲۶۷	۱۶	ڈالے رکھتی ہے	ڈالے رہتی ہے
۲۶۸	۱۷	پہلے ہی ملاقات	پہلی ہی ملاقات
۲۶۹	۲۲	خود پھیرا کرتے	خود پھرا کرتے
۲۶۹	۲۳	پھیرا کرتا	پھرا کرتا
۲۷۳	۱۴	بالکل	بلکہ
۲۷۴	۱۶	بڑی جماعت ہوگا	بڑی جماعت ہوگی
۲۷۵	۱۰	محمد بن الوحاب	محمد بن عبدالوہاب
۲۷۵	۱۱	ان ایک وہابی	ایک وہابی
۲۷۶	۷	جلاددیا	جلادیا
۲۸۷	۸	دیتے ہوئے	دیتے ہوئے
۲۸۹	۴	مجمل	مجمل
۲۸۹	۲۱	دی گئے ہے۔	دی گئی ہے۔
۲۹۸	۱۵	نصور	تصور
۳۰۵	۲	کفروانداد	کفروارتداد
۳۰۶	۱۲	بربھلا	برا بھلا
۳۱۴	۶	عملوالصلحات	عملوالصالحات
۳۱۹	۱	حدانا	حدانا
۳۱۹	۳	من النعین	من النبیین
۳۲۰	۱	کی لیے	کے لیے
۳۳۱	۲۱	جیا	جیتا
۳۳۱	۲۰	من المولاۃ	المولاۃ
۳۳۲	۱۸	مع اخیہ	مع اخیہ
۳۳۲	آخری	رقع العذاب	وقع العذاب
۳۳۴	۱۰	والذتھم	وازتھم
۳۳۸	۷	فرما	فرمایا
۳۴۰	۴	ھقن وماء	ھقن وماء
۳۴۰	۶	عظمتین	عظمیتین
۳۴۰	۷	لاارتقاع	لاارتفاع
۳۴۰	۲۰	خلافۃ مذکورۃ	خلافۃ مذکورۃ
۳۴۰	۲۱	اورسعاً	اوسیعاً
۳۴۰	۲۱	المراد بالوحی	المراد بالرحی
۳۵۴	۲	واصلوۃ	والصلوۃ
۳۵۶	۳	الیھوود	الیھورو
۳۵۸	۱۳	جنۃ	حبۃ
۳۶۰	۱۹	اورایمان	اور بربادی ایمان
۳۶۱	۱	وان یقیتموہم	وان نقیتموہم
۳۶۱	۱۲	اعلم باالصواب	اعلم بالصواب
۳۶۱	۲۲	عدوی اعدوکم	عدوی وعدوکم
۳۶۲	۱۰	لیس علیک معدہم	لیس علیک ھداہم
۳۶۵	۳	ولاترکتوا	ولاترکنوا
۳۶۵	۱۰	وان یقیموہم	وان نقیتموہم
۳۶۵	۲۰	واللہ ورسول	واللہ ورسولہ
۳۶۶	۲	ولاتشاابوہم	ولاتشاربوہم
۳۶۶	۴	بیمارہ ہو	بیمار ہو
۳۶۶	۵	عندی ھذاالجواب	عندی ھذاالجواب
۳۶۶	۶	حراہ	حررہ
۳۶۷	۵	اتاری	اتارا
۳۶۷	۷	یدع بدعۃ	یدع بدعۃ
۳۶۷	۱۰	اللہ تعالٰی جانتا کہ	اللہ تعالٰی جانتا ہے کہ
۳۶۸	۷	غفراللہ تعالٰی	غفراللہ تعالٰی لہ
۳۶۸	۸	ازادکشمیر	آزادکشمیر